

# زندگی کی راہیں

از قلم

## اقصی امیر

پولیس سٹیشن میں اس وقت بہت چہل پہل تھی۔ تمام لوگ اپنی اپنی ہی جگہ پر موجود تھے اور مل کر خوب شور مچایا ہوا تھا سیٹ چھوڑ کر ایک - جب پیچھے سے ایک زور دار آواز نے ان سب کو اپنی طرف متوجہ کیا

"؟ مسٹر منیر! یہ سب کیا ہو رہا ہے"

اس آواز کو سنتے ہی سب ایک ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے  
کیوں کہ یہ آواز کسی

بھونچال سے کم نہ تھی۔ سب کو اس وقت صرف منیر صاحب کی فکر  
تھی جو کچھ دیر پہلے میڈم

کے بارے میں ہی بکواس کر رہے تھے۔ وہ سب سوچ رہے تھے کہ میڈم  
نے پتا نہیں کیا کیا سن لیا ہے اب منیر کی خیر نہیں

سب کان کھول کر سن لیں میری بات اگر میں آپ لوگوں پر سختی "  
نہیں کرتی تو آپ لوگ میری نرمی کا نا جائز فائدہ مت اٹھائیں۔ اگر میں  
آپ کو وہ سب کرنے دیتی ہوں جو کسی پولیس سٹیشن میں نہیں ہوتا تو  
اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ آپ لوگوں کو کھلی چھٹی ہے اور منیر  
صاحب آپ کیا کہ رہے تھے ؟ " ایسی لڑکیوں کی کوئی عزت نہیں  
ہوتی جو خود کو مردوں کے شانہ بہ شانہ کام کرنے کے قابل بناتی  
ہیں؟ " "

ایسی لڑکی سے آپ کی مراد میں ہی ہوں نا؟ آخر کو ایک عورت کو آپ

لوگوں پر مسلط کر دیا گیا ہے جو کہ آپ جیسے نام نہاد مردوں کی مردانگی پر ایک چوٹ ہے تو میں آپ کو ایک بات بتاتی چلوں کہ میں جیسی بھی ہوں لیکن میرا کردار بہت مضبوط ہے اور اس کی گواہی میرے دشمن بھی دیں گے اور آپ جیسے مرد جو عورت کو جوتی کے برابر تصور کرتے ہیں ان کو ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ جب یہی جوتی سر پر پڑتی ہے تو انسان کہیں کا نہیں رہتا۔ مردانگی یہ نہیں ہے کہ آپ عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھ کر جیسے مرضی ٹریٹ کریں بلکہ مردانگی تو یہی ہے کہ عورت کو ایک ملکہ سمجھ کر اس کے ساتھ حسن سلوک کریں اور یقین جانیں وہ "۔ عورت آپ کی نسلیں سنوار دے گی

روینہ کو اتنے غصے میں دیکھ کر منیر نے بہتری اسی میں جانی کہ سوری کہہ لے تاکہ جان خلاصی ہو سکے اور ایک بے زار سی نگاہ اپنے سامنے کھڑی اس 25 سالہ لڑکی پر ڈالی جس نے اپنے براؤن بالوں کو ٹیل پونی میں باندھ رکھا تھا اور چہرہ غصے کی وجہ سے بے پناہ سرخ ہو رہا تھا۔ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سوری ایسے کہا جیسے کہ احسان

کر رہے ہوں۔ مگر ان کے چہرے سے شرمندگی کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا  
 مگر رویہ نے بات کو زیادہ بڑھانا ضروری نہ سمجھا کیوں کہ اس کو کسی کی  
 باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا اور نہ کبھی اس نے خود کو اچھا ثابت  
 کرنے کی کوشش کی تھی اس لیے وہ سب کی نظر میں بری بن گئی تھی  
 - پھر وہ باقی سب کو بھی ان کی سیٹ پر جانے کی ہدایت دیتی ہوئی  
 - اپنے روم کی طرف بڑھ گئی

-----

لیڈیز اینڈ جینٹل مین آج کا بزنس ایوارڈ جاتا ہے مسٹر رہبان عظیم کو جو "  
 کہ پاکستان کے مشہور و معروف بزنس مین ہیں۔ " جیسے ہی اس کم عمر  
 بزنس مین کا نام پکارا گیا پورا حال تالیوں کے شور سے گونج اٹھا۔ جب کہ  
 جس کے لیے یہ سب کیا جا رہا تھا وہ خود کسی ریاست کے شہزادے کی  
 طرح آرام سے چلتا ہوا اسٹیج پر پہنچا۔ اس کی سحر انگیز پرسنلیٹی کو دیکھتے  
 ہوئے لڑکیوں نے باقاعدہ کھڑے ہو کر تالیاں بجائیں۔ جب کہ وہ خود

ایک دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اسٹیج پر آن وارد ہوا۔ ایوارڈ لینے کے بعد  
- اس نے بس اتنا کہا

"Thanks to Allah for giving me such an  
amazing success."

اسکے بعد وہ اسٹیج سے نیچے اتر گیا مگر تالیوں کی آواز ابھی تک گونج رہی  
تھی۔ جیسے ہی وہ نیچے اترا اس کی مسکراہٹ ایک پل میں غائب ہوئی اور اس  
س نے سیکرٹری سے کہا کہ وہ آج شام کی فلائٹ کروائے۔ یہ کہنے کے  
بعد اس نے اپنا سیل نکالا اور اپنی ماما کا نمبر ڈائل کیا جو پہلی ہی بیل پر  
-ریسیو کر لیا گیا

السلام علیکم ماما کیسی ہیں آپ؟ کال اٹینڈ ہوتے ہی اس نے سلام "  
-کیا

وعلیکم السلام میرے شیر بیٹے میں ٹھہک ہوں تم سناؤ کیسے ہو؟ اور "  
بہت مبارک ہو

"-میرا بچہ اتنی بڑی کامیابی کے لیے

"بس ماما آپ کی دعاؤں کے سبب ہے یہ کامیابی بھی"

جی جی بیٹا میں آپ کے لئے دعا نہیں کروں گی تو اور کس کے لئے "

"آپ ایسی ڈھیروں کامیابیاں عطا کرے آمین کروں گی اللہ

بٹ ماما آج میں پاپا کو بہت مس کر رہا ہوں اگر وہ ہوتے تو کتنا خوش "

ہوتے۔ مجھے یہ ایوارڈ لیتا دیکھ کر۔ انکی کتنی خواہش تھی کہ وہ مجھے بزنس

ایوارڈ لیتا دیکھیں۔ اسکی آواز میں دکھ کی آمیزش تھی جس کو محسوس

کرتے ہوئے مسز عظیم اس کو تسلی دینے والے انداز میں گویا ہوئیں

نہ میرا بچہ مایوس نہیں ہوتے آپ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے آپ "

ہے اور آپ کے پاپا آپ سے بہت خوش کو اتنی بڑی کامیابی سے نوازا

ہوں گے۔ پھر آپ کے پاپا اللہ کی امانت تھے اس نے لے لیے ویسے

: قرآن مجید میں فرماتا ہے بھی اللہ

ہر زی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔""

ایک نہ ایک دن چلے تو اس لیے میرا بیٹا ہم سب کو اس جہان فانی سے

حقیقت کو فیس کرنا ہوگا اینڈ اپنے جانا ہے اس لئے آپ کو بھی اس  
 "؟ ورنہ میرا کیا ہوگا۔ آپ کو مضبوط بنانا ہوگا

جی ماما آپ کی ایسی ہی باتوں سے مجھے بہت حوصلہ ملتا ہے۔ دل کرتا "  
 ہے آپ اپنی میٹھی آواز میں ایسی پیاری اور خوبصورت باتیں بتاتی رہیں اور  
 "۔ میں سنتا رہوں۔ ایک سکون سا ملتا ہے

اچھا بس اب ماں کو زیادہ مکھن نہ لگاؤ اور یہ بتاؤ کب واپس آؤ گے؟ "  
 ۔ انہوں نے اس کی باتوں پر جھینپتے ہوئے ڈپٹا

بس ماما آج شام کی فلائٹ بک کروائی ہے بس چند گھنٹوں میں میں "  
 "۔ آپ کے پاس ہوں گا۔ آپ میرے فیورٹ کھانے بنا کر رکھیے گا  
 اوکے ٹھیک ہے میری جان جیسا آپ کا حکم۔ " انہوں نے مسکرا کر  
 ۔ کال بند کر دی

جیسے ہی رہبان نے کال ڈسکنیکٹ کی اسکا سیل ایک دفع پھر بج اٹھا۔  
 کال اٹینڈ کرتے ہوئے وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

گاڑی میں بیٹھ کر کال کو سپیکر پر ڈالا اور گاڑی چلاتے ہوئے بات

کرنے لگا۔ یہ گاڑی اس نے یہیں آکر کرائے پر لی تھی کہ اسے لوکل  
- چیزوں پر سفر کرنے کی عادت نہیں تھی

او مسٹر رہبان عظیم آپ کس گرل فرینڈ کے ساتھ گفتگو میں لگے ہوئے "   
تھے؟ کب سے کال کر رہا ہوں مگر مجال ہے جو آگے سے لگ جائے۔   
فرانس کی کوئی حسینہ پسند تو نہیں آگئی شرمائے کی ضرورت بتاؤ ذرا   
"؟ نہیں ہے میں آنٹی سے خود بات کر لوں گا

کال اٹنیڈ ہوتے ہی دوسری طرف سے صارم بے لاگ شروع ہو چکا تھا۔   
تمہیں کتنی دفع سمجھایا ہے کہ پہلے - "او میرے یار ذرا بریک لے پاؤں رکھ   
سلام کرتے ہیں اور ذرا تمیز سے بات کرتے ہیں مگر نہیں تمہیں تو تمیز   
"۔ چھو کر بھی نہیں گزری لگتا ہے

اب کے رہبان نے صارم کو تنگ کیا۔ ہمیشہ ایسا ہوتا تھا کہ صارم رہبان   
کی ٹانگ کھینچا کرتا تھا لیکن جب بھی بات تمیز تہذیب پر آتی تو صارم کی   
- بولتی بند ہو جاتی اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا



او سوری یار میں خوشی میں بھول گیا تھا۔ السلام علیکم، چل اب میرے " رہبان - صارم ایک دفع پھر شروع ہو چکا تھا۔ " سوالوں کے جواب دے نے جب اس کو دوبارہ پڑی سے اترتے دیکھا تو عافیت اس میں جانی کہ سب کچھ سچ بتا دے۔ ورنہ صارم کا کیا بھروسہ وہ واقعی میں ماما کو بتا ہی دیتا -

یار ماما سے بات کر رہا تھا اور تو پتا نہیں بات کو کہاں سے کہاں لے جا " تا ہے اور تو نے مجھے مبارک باد بھی نہیں دی - " اس نے شکوہ کیا - وہ جانتا تھا صارم ایک ایسا دوست ہے جو اس کی ہر خوشی میں شاید اس سے زیادہ خوش ہوتا تھا - صارم دوستی کا ایک جیتا جاگتا ثبوت تھا - ایک ایسا دوست جو آپ کو دنیا میں موجود دوستی لفظ کو سہی معنوں میں ڈھالنا بخوبی جانتا تھا - لا ابالی قسم کا صارم اس کے لیے بہت اہم تھا

- او یار سو سوری ایکچوٹلی تجھے مبارک باد دینے کے لئے ہی کال کی تھی " تجھے بہت مبارک ہو میرے بھائی - اللہ تجھے ایسی بہت سی کامیابیاں ؟ اور یہ بتا مجھے ٹریٹ کب دے رہا ہے - دے تاکہ تو مجھے ٹریٹس دیتا رہے

آخر کو تیرا اکلوتا اکلوتا دوست ہوں اور جو بنڈا دوستوں پر خاص طور پر مجھ جیسے غریب دوست پر پیسا خرچ کرتا ہے اللہ اسے بہت زیادہ سے نوازتا ہے۔  
 "اس نے جیسے رہبان کو لالچ دینا چاہا

ہا ہا ہا صارم بھکڑ کہیں کے میں واپس آ جاؤں پھر تیری ٹریٹ پکی ہے۔"  
 فون سننے کے "۔ چل اب رکھتا ہوں واپس آنے کی تیاری بھی کرنی ہے  
 دوران ہی وہ ہوٹل کی پارکنگ میں پوہنچ چکا تھا۔ جیسے ہی وہ گاڑی سے  
 اترتا تو سیکرٹری نے بتایا کہ اس کی آج شام کی سیٹ کنفرم ہوئی ہے  
 ۔او کے میں پیکنگ کر لیتا ہوں۔" کہتے ہوئے وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔"

.....

روینہ رات کے دس بجے گھر پوہنچی تو عاطف صاحب اسی کا انتظار کر  
 رہے تھے۔ وہ ایک سمگلر تھے اور انھوں نے ہی روینہ کو پالا تھا۔ جب وہ  
 چار سال کی تھی تو حیات صاحب اور ثمر بیگم کا ایک کار ایکسیڈنٹ میں  
 اس کے رشتے داروں میں کوئی۔ (انتقال ہو گیا تھا) (روینہ کے ماں باپ  
 نہیں تھا اس لئے ایک دفعہ یہ بچی بھوک پیاس سے نڈھال بیہوش ہو گئی

مسز - - عاطف صاحب اور ان کی مسز کو وہ سڑک کنارے بیہوش ملی  
 عاطف کو بچی پر بہت رحم آیا ویسے بھی ان کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی اس  
 لئے انھوں نے اس بچی کو گود لے لیا۔ اس طرح وہ دونوں اس کے  
 پیرنٹس بن گئے۔ انھوں نے کبھی اس کو ماں باپ کی کمی محسوس نہ  
 اور نہ کبھی روینہ کو یہ پتا چلنے دیا کہ وہ اس کے سگے ماں ہونے دی  
 لیکن جیسے جیسے وہ بڑی ہوئی عاطف صاحب نے ہمیشہ - باپ نہیں ہیں  
 اس لئے ا - پولیس فورس جوائن کرنی ہے اس کو باور کروایا کہ اس کو  
 س نے اپنے پاپا کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے پولیس فورس جوائن  
 روینہ کے پولیس جوائن کرنے سے عاطف صاحب کو بہت فائدہ - کر لی  
 حاصل ہوا - وہ آسانی سے اپنے سمگلنگ کے کاروبار کو چلا سکتے تھے  
 - اس لئے ہی تو انھوں نے اس کو پولیس فورس جوائن کروائی تھی - حالاں  
 کہ وہ خود بھی جانتی تھی کہ اسکے پاپا غیر قانونی کام کرتے ہیں مگر وہ پھر  
 بھی ان کی ہیلپ کرتی تھی کہ وہ اس کے پاپا ہیں اس کو کبھی کسی  
 مصیبت میں نہیں پڑنے دیں گے - وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی

انجان بنی رہی - اس کی پرورش ہی ایسے کی گئی تھی کہ سب کچھ پیسا ہے - دولت کماؤ ذریعہ چاہے حلال ہو یا حرام - اس لئے وہ اسلام سے روینہ کو دیکھتے ہی عاطف صاحب نے اپنے پاس - بھی دور ہو گئی تھی بلایا وہ آہستہ سے چلتی ہوئی ان کے قریب آئی۔

"جی پاپا کیا کہنا ہے آپ کو؟ اور آپ اس وقت تک جاگ کیوں رہے ہیں؟ لینڈ ماما کہاں ہیں؟" وہ چلتے ہوئے ان کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ اس کی ڈیوٹی ایسی تھی کہ اسے رات کو اکثر دیر ہو جاتی تھی - اس لیے اس نے ان دونوں کو ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ اس کے لیے پریشان نہ ہوا کریں اور جلدی سو جایا کریں۔

"بیٹا آپ کی ماما تو سو رہی ہیں مگر مجھے آپ سے بات کرنی تھی اس لیے جاگ رہا ہوں - آؤ بیٹھو میرے ساتھ وہ اپنے ساتھ خالی سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

جی پاپا آپ بتائیں کیا بات کرنی تھی آپ کو؟" وہ یہ کہتے ہوئے ان کے سامنے والے صوفہ پر بیٹھ گئی۔ وہ ہمیشہ ان سے ایک فاصلے پر رہی

تھی - حالاں کہ وہ نہیں جانتی تھی کہ عاطف صاحب اسکے سگے باپ نہیں ہیں مگر جب بھی وہ ان کے قریب ہوتی تھی ان کی نظروں سے ہمیشہ خائف رہتی تھی -

"بیٹا آپ جانتی ہو نہ کہ میں نے کتنی محنت سے حیات انڈسٹری کو اس مقام تک پونچھایا ہے کہ آج وہ پاکستان کی ٹاپ ٹین انڈسٹریز میں آتی ہے مگر اب عظیم انڈسٹری والے ہمیں نقصان پونچھانے کے لئے ہم پر الزام لگا رہے ہیں کہ ہمارا مال خراب ہے - اور پولیس میں کمپلین کرنے کی بھی دھمکیاں دے رہے ہیں -

"- بس میں یہ چاہتا ہوں آپ ان کو کسی طرح ہینڈل کر لیں

عاطف صاحب نے چہرے پر مسکینیت طاری کر کے کہا-

"ٹھیک ہے پاپا آپ پریشان نہ ہوں میں کچھ کرتی ہوں - ویسے آپ انکو ؟ کچھ دے دلا کر معاملہ ختم کر دیتے

نہیں بیٹا جی وہ لوگ میری بات ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں ورنہ میں خود " کچھ کر لیتا - اس لیے تو آپ کو زحمت دی ہے - " عاطف صاحب نے

چہرے کو افسردہ بنا لیا۔

"ٹھیک ہے پایا آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں اور بے فکر ہو جائیں۔ ویسے آپ سے ایک بات پوچھوں؟" اس نے اجازت طلب نظروں سے انہیں دیکھا۔

"جی جی بیٹا پوچھو آپ کو کب سے اجازت کی ضرورت پڑ گئی؟" اس نے ان کی بات مان لی تھی اب انہیں کس بات کا ڈر تھا جو وہ انکار کرتے۔ اس لیے کھلے دل سے اجازت دی۔

"بس ایسے ہی پایا مجھے لگا شاید آپ کو برا لگ جائے۔ اچھا یہ بتائیں کہ آپ نے یہ حیات انڈسٹری کا نام کس کے نام پڑ رکھا تھا؟ جب کہ آپ نے کہا تھا ہمارا کوئی رشتہ دار نہیں ہے اور نہ ہی حیات نام کا کوئی بندہ ہماری فیملی میں تھا؟" روینہ نے سادگی سے سوال کیا اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ اگر وہ نظر اٹھا کر عاطف صاحب کا چہرہ دیکھ لیتی تو یقیناً وہ ان کے چہرے پر اپنے سوال کی وجہ سے لہرانے والا سایہ ضرور دیکھ لیتی مگر اس کے اوپر دیکھنے سے پہلے ہی عاطف صاحب نے اپنے

چہرے کے تاثرات کو نارمل کر لیا۔

"بیٹا کیا بتاؤں آپ کو میرا ایک دوست تھا ملک حیات اس کی ایکسیڈینٹ میں ڈیٹھ ہو گئی تھی اور مجھے اس سے بہت پیار بھی تھا تو اس لیے میں نے اس کے نام پر فیکٹری لگالی۔" انھوں نے پل بھر میں چہرے سے مکاری کے اثرات زائل کیے اور افسردہ تاثرات سجالے تاکہ روینہ دیکھ نہ لے۔

"اوکے پاپا اب میں اپنے روم میں سونے جا رہی ہوں آپ بھی جا کر سو جائیں۔ آپ کو عظیم والوں کی وجہ سے فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو آپ کی یہ ہونہار بیٹی دیکھ لے گی۔" آخر میں وہ ان کی فکر دور کرتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ یہ سن کر وہ بھی ہلکا سا مسکرائے پھر کچھ یاد آنے پر کہنے لگے۔

بیٹا خیال رکھنا آپ کی ماما کو اس بارے میں کچھ پتا نہ چلے وہ تو ایک ہنگامہ کھڑا کر دیں گی۔ آپ تو جانتی ہیں وہ آپ کے آفیسر بننے کے سخت

وہ اپنے کالے کرتوت اپنی بیوی سے چھپانے کی غرض "۔ خلاف تھیں  
 - سے بولے کیوں کہ وہ ان کو یہ سب غلط کام کرنے سے روکتی تھیں

اگلی صبح الارم کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی۔ ٹائم دیکھا تو صبح کے آٹھ بج  
 اٹھ کر فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ  
 گئی۔ جب واپس آئی تو بلو کلر کی پینٹ کے ساتھ سرخ رنگ کی شرٹ  
 زیب تن کر رکھی تھی جو اس کے کھلے کھلے رنگ پر خوب چب رہی تھی۔ شیشے  
 کے سامنے کھڑے ہو کر براؤن بالوں کو ٹیل پونی میں مقید کرنے کے بعد  
 اس نے آئی لائسنکھوں پر لگایا۔ شیشے میں خود کے نظر آتے عکس سے  
 مطمئن نہ ہوتے ہوئے اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا کاجل اٹھایا اور ہلکی  
 ہلکی دھار آنکھوں میں لگالی۔ اب اس نے دوبارہ سے خود کو جانچا۔ تیاری  
 سے مطمئن ہو کر وہ مسکرائی یوں کہ اس کے دونوں گالوں پر  
 موجود گڑھے نمایاں ہوئے۔ "روینہ خود کو اتنا مت دیکھا کر کبھی تجھے خود کی



ہی نظر لگ جائے گی۔ "خود پسندی سے شیشے میں نظر آتے عکس کو دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑائی۔ وہ ایسی ہی تھی اسے کبھی کسی سے اپنی تعریف سننے کا کریز نہیں رہا تھا۔ وہ خود ہی خود کی سب سے بڑی فین تھی۔ اس کا ماننا تھا کہ "جب تک آپ خود خود کی نظر میں خوبصورت نہیں ہیں تب تک کوئی دوسرا بھی آپ کو خوبصورت نہیں مانتا، پھر چاہے آپ کتنے بھی خوبصورت کیوں نہ ہوں۔" انسان تب تک دوسروں کی نظر میں خود کو ڈی گریڈ کرواتا ہے جب تک کہ وہ خود اپنی اہمیت نہ سمجھ لے اور روینہ یہ بات نہ صرف اچھے سے سمجھتی تھی بلکہ اس پر سختی سے عمل پیرا بھی تھی۔ تیاری سے فارغ ہو کر وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ جب وہ نیچے آئی تو مسز عاطف کو گڈ مارنگ بولنے کے ساتھ ہی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی اور ناشتہ شروع کیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر وہ پولیس سٹیشن کی طرف روانہ ہو گئی۔ کام کے دوران ہی اس نے اپنی دوست سعدیہ کو کال کی۔ کال اٹینڈ ہوتے ہی اس نے سعدیہ کو باہر لنچ کرنے کی آفر کی۔ "یار سعدی آج لنچ باہر کرنے کا موڈ ہو رہا ہے۔ تو نمبرہ اور عائشہ کو بھی بول

اچھا ٹھیک ہے میں ان دونوں سے کہہ "- دے آج لنچ باہر کرتے ہیں  
 دوں گی - ویسے تم ہو کوئی بڑی ہی بے مروت انسان - جب سے تمہاری  
 جاب لگی ہے تم نے تو ہمیں بھلا دیا ہے اور نہ ہی جاب کی خوشی میں  
 کوئی ٹریٹ دی ہے تم نے - " دوسری طرف سعدیہ نے یوں منہ بسورتے  
 ہوئے کہا جیسے روینہ اس کے سامنے ہو اور اس کے بگڑے تاثرات ملاحظہ  
 فرما رہی ہو۔

"ارے میری جان سعدی آج دے تو رہی ہوں - میرا ارادہ تو یہی تھا کہ تم  
 تینوں کو ٹریٹ دیتی ہوں مگر لگتا ہے تمہارا موڈ نہیں ہو رہا - " اس نے  
 - شرارت سے کہا

ڈوب مر روینہ کی بچی - " سعدیہ نے چیختے ہوئے دہائی دی - اس کے "  
 یوں چیخنے پر اس نے موبائل کان سے ہٹا کر اسے یوں گھورا جیسا وہ سعدیہ  
 - ہو اور وہ اسے کچا چبانے کو تیار ہو

او کے ٹھیک ہے پھر لنچ پر ملاقات ہوتی ہے۔ "کہتے ہوئے سعدیہ نے " فون رکھ دیا تو اس نے بھی مسکراتے ہوئے کال کاٹ دی

- رہبان واپس پاکستان آچکا تھا اور اگلے دن صارم بھی اس کے گھر آن ٹپکا جگر کیسا ہے تو؟ اچھا ہی ہوگا یقیناً، میں نے سوچا جا کر خود ہی یاد دلا " دوں کہ آج نواب زادہ رہبان عظیم نے اپنے اکلوتے دوست کو ٹریٹ دینی تھی۔ بس اس لیے حاضر ہوا تھا یہ خاکسار۔ " اس سے گلے ملتے ہوئے - صارم نے اسے یاد دہانی کروائی

19

لنچ کروا ہی دوں گا۔" اس نے ہنستے ہوئے صارم پر چوٹ کی۔  
 - "زرہ نوازی مائے لارڈ۔" صارم نے باقاعدہ جھکتے ہوئے شکریہ ادا کیا  
 چل اب تجھے ناشتہ کرواتا ہوں۔ پھر تجھے تیرے آفس بھی ڈراپ کر " اس  
 - دوں گا۔ " ناشتے سے فارغ ہو کر وہ دونوں آفسز کے لیے نکل گئے  
 کے بعد رہبان تو اتنا کام میں بزی ہوا کہ اس کو بات ہی بھول گئی کہ  
 مگر دن دو بجے سے پہلے ہی صارم۔ آج اس نے صارم کو لنچ کروانا تھا  
 - اس کے آفس موجود تھا۔ پھر وہ دونوں لنچ کے لئے روانہ ہو گئے

.....

دوسری طرف روینہ جب سے آفس آئی تھی وہ صرف اپنے پاپا کی باتیں  
 سوچ رہی تھی کہ کیسے وہ عظیم انڈسٹری کے مالک کو سبق سکھائے۔  
 ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ کانسٹیبل فاروق دروازہ بجاتے ہوئے اندر  
 داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جس میں ایک کیس کی  
 ڈیٹیلز تھیں جس کیس پر آج کل وہ کام کر رہی تھی مگر چوں کہ اس  
 سمگلر نے اس کو رشوت دے رکھی تھی اس لیے اس نے فلحال یہ فائل

بند کر رکھی تھی۔ فاروق صاحب وہ فائل اس کے حوالے کر کے چلے گئے تو اس نے فائل کو دوبارہ پڑھنا سٹارٹ کیا تاکہ کوئی اور ثبوت اس سمگلر کے خلاف ڈھونڈ سکے جو اس کو بلیک میل کرنے کے کام آسکے۔ وہ اس نے فون دیکھا تو۔ فائل پڑھنے میں لگن تھی کہ فون کی آواز پر چونکی سعدیہ کی کال تھی جو اس کو ریسٹورینٹ آنے کا کہہ رہی تھی۔ اس نے۔

پندرہ منٹ میں پوہنچنے کا کہہ کر کال کاٹ دی

کر رہے تھے رہبان اور صارم کھانے کا آرڈر دینے کے بعد کھانے کا انتظار سب کی۔ جب روینہ اپنی دوستوں کے ساتھ ریسٹورینٹ میں داخل ہوئی نظریں بے ساختہ اس کو تکنے لگیں۔ کچھ میں اس کے لئے ستائش تھی تو۔

کچھ میں حقارت تھی۔ صارم بھی اس کو دیکھ کر بے ساختہ بولا

یہ سنتے ہی رہبان نے ناگواری سے صارم کو دیکھا اور "واؤ سو بیوٹی فل"

بولا۔

صارم یہ کیا بے ہودگی ہے؟ چل میری طرف دیکھ۔ "اس نے صارم کو " صارم جو کہ لوگوں کی باتیں سن رہا تھا کہاں رہبان کی بات سنتا اس۔ ڈپٹا لئے اپنی رو میں بولا۔

یار یہ لڑکی کتنی خوبصورت ہے مگر اس کو اپنی ڈریسنگ کا خیال رکھنا " "۔ چاہیے تھا۔ اب دیکھو لوگ کیسے اس کو گھور گھور کر دیکھ رہے ہیں تو بھی تو دیکھ رہا ہے۔ کم از کم تو تو اپنی نظروں کو کنٹرول میں رکھ۔ " یار مانا کہ لڑکی کی غلطی ہے مگر ساری غلطی باقیوں کی فکر تو چھوڑ دے اور غلطی ہے جتنی اس لڑکی اس کی نہیں ہے۔ مردوں کی بھی اتنی ہی بھی اگر وہ لڑکی خود خیال نہیں کر رہی تو مردوں کو تو اپنی نظروں کو۔ کی ہے کنٹرول میں رکھنا چاہیے۔ جس طرح لڑکیوں کے لیے پردے کا حکم ہے اسی طرح مرد کو بھی پردے کا حکم ہے اور یقیناً مان اگر مرد بھی پردہ شروع کر دیں تو اس دنیا میں گناہ کم ہو سکتے ہیں مگر یہاں تو اگر کسی عورت کو اکیلے بھی باہر جاتے دیکھ لیا جائے تو سب اسے پبلک پراپرٹی سمجھ کر دیکھنا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر گناہ کا احتمال بھی ہوتا ہے۔ "

اس نے صارم کو تفصیلی سمجھایا۔ یوں جیسے کسی چھوٹے بچے کو ماں سمجھاتی ہے۔

او بھائی یہ کیسی باتیں کر رہا ہے تو؟ اب کیا مرد بھی ڈوپٹا لینا شروع کر دیں؟ اچھا پھر کیسے لگیں گے سب مرد سر پر دوپٹہ لے کر؟ صارم کو بات سمجھ نہ آئی تو تمسخر سے ہنستے ہوئے سوال کرنے لگا۔

"ہا ہا صارم تیری عقل گھاس چرنے گئی ہے کیا؟ میرے کہنے کا مطلب تھا کہ عورتوں کو جس طرح پردے کا حکم ہے اسی طرح مرد کو اپنی نظروں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کیوں کہ بعض اوقات یہ نظر بھی انسان یہ بھی ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے۔ اگر۔ کو گناہ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔"

"انسان آنکھوں کا پردہ کر لیں تو بہت سے گناہوں سے بچ سکتے ہیں رہبان کی یہ بات پاس سے گزرتی روینہ نے بھی سنی اور بے ساختہ اپنی انسان کی سوچ کتنی اچھی اور صاف ستھری دوستوں سے بولی "یار اس سب نے اس کی بات کی تائید کی۔"

بٹ یار تم اس لڑکی کی ڈریسنگ تو دیکھو اوپر سے دوپٹہ لینے کا تکلف " بھی نہیں کیا۔ اس کے ساتھ کی باقی لڑکیوں نے بھی تو اتنی اچھی ابھی بھی بحث کے موڈ میں تھا۔ اس لیے ڈریسنگ کر رکھی ہے۔ " صارم - رہبان کے سمجھانے پر بھی تنک کر بولا

یہ اس لڑکی اور اللہ - صارم تمہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیئے " وہ ہے - تمہیں کے سامنے جواب وہ اس بات کے لئے اللہ - کا معاملہ ہے پر ابلم نہیں ہونی چاہیئے - ایک تو ہمارا سب سے بڑا یا مجھے اس سے کوئی رہبان " - المیہ یہی ہے کہ ہم خود کو دوسروں سے زیادہ نیک سمجھتے ہیں نے ایک دفعہ پھر متانت سے سمجھایا۔ صارم کو یہ بات کہتے ہوئے وہ کوئی - بڑا بزرگ لگا تمہاروینہ کو

حظرہ لیکن یار رہبان ایسی لڑکیوں یا عورتوں کو دیکھ کر انسان کے ایمان کو تو " نمرہ بولی - ہو سکتا ہے نا؟ " اسکا نام سن کر روینہ کی دوست کی طرح بڑا پیارا اور یونیک سا ہے۔ اس " یار اس کا نام بھی اس کی سوچ کا مطلب ہوتا ہے پاکیزہ - اس کی بیوی بڑی خوش قسمت ہوگی۔ جس کی



قسمت میں ایسی پیاری سوچ والا بندہ لکھا ہو وہ یقیناً خوش قسمت ہی ہوگی۔ "نمرہ نے سرگوشی کی

چل توچپ کر اس کی بات سننے دے اور یار مجھے لگتا ہے یہ صارم کی " آواز ہے جو ایسی بونگیاں مار رہا ہے۔ میں مڑ کر دیکھوں؟ " سعدیہ نے نمرہ کو ڈپٹتے ہوئے خیال ظاہر کیا

مہربانی تمہاری۔ آرام سے بیٹھی رہو۔ اگر صارم بھائی ہی ہوئے اور انہوں نے تمہیں دیکھ لیا تو ہم اس بندے کا جواب کیسے سنیں گے؟ " یہ رویہ تھی۔

یار اگر صارم کا دوست ہی ہوا تو ہم اس سے پوچھ لیں گے دوبارہ "۔ "سعدیہ نے حل پیش کیا۔

"ہاں بڑے اچھے لگیں گے نا یہ پوچھتے ہوئے کہ مسٹر آپ کی سوچ سے ہم بڑے متاثر ہوئے ہیں مہربانی فرما کر مزید باتیں کریں۔ " رویہ نے جل کر کہا جس پر سب ہنس دیں کہ کہ تو وہ بھی ٹھیک ہی رہی تھی۔ پہلی ہی ملاقات میں کسی بندے کی تعریف کرنا ان کے گروپ میں سختی سے

منع تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی گل افشانی کرتیں۔ رسبان کی آواز نے انہیں ایک دفعہ پھر سے چپ ہونے پر مجبور کر دیا۔

اوہو صارم یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟ ایک لڑکی کو دیکھ کر آپ کا "ایمان خطرے میں کیسے پڑ سکتا ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو یا تو آپ کا نفس کمزور ہے یا پھر آپکا ایمان کمزور ہے۔ ہاں مانا کہ اپوزٹس میں کشش ہوتی ہے مگر اگر ایک دفعہ اتفاقیہ نظر پڑ بھی جائے تو انسان کو اپنی نظر پھیر لینا چاہیے یہ کوئی اتنا مشکل کام بھی نہیں ہے اور اب تم بھی اپنی نظریں ہٹا لو۔ کب سے اس بچاری کو تکے جا رہے ہو۔" اس صارم کو تنگ کرنے والے انداز میں کہا۔

ہا ہا ہا یار میں اپنے لئے نہیں تیرے لیے دیکھ رہا تھا اسکو۔ تمہاری طرح وہ "اگر تمہارے ساتھ کھڑی ہو جائے تو تم دونوں - بھی بہت خوبصورت ہے - کا کیل بہت پیارا لگے گا۔ ان شاء اللہ" صارم نے گل افشانی کی۔

اچھا بس اب اپنی بک بک بند کر۔ اگر اس نے تیری بات سن لی تو "تجھے زندہ رہنے کے قابل نہیں چھوڑے گی۔ ویسے بھی تیری ابھی شادی

بھی نہیں ہوئی۔" صارم جو ابھی تک رویہ وغیرہ کو دیکھ رہا تھا ایک دم چونک اٹھا۔

"اویار تو رک ابھی اس لڑکی کا نام پتا کر کے آتا ہوں۔ یہ لڑکی تیری بھابھی کے ساتھ آئی ہے۔" صارم اپنی منگیت سعدیہ کو رویہ کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر بولا۔

صارم نہ جائیں پٹ جائے گا تو میرے ہاتھوں بھی اور اس کے ہاتھوں "۔ بھی۔ بیٹھ جا آرام سے۔ ویٹر کھانا لے کر آتا ہی ہوگا

وہ دانت پیستے ہوئے صارم کو وارن کرتے ہوئے بولا

ارے یار کچھ نہیں ہوتا تو رک وہ دیکھ سعدیہ نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ "ا" س نے سعدیہ کو ہاتھ ہلائے ہوئے رہبان کو جواب دیا اور ان کی ٹیبل کی جانب چل دیا۔ پیچھے رہبان سرپیٹ کر رہ گیا۔ وہ صارم ہی کیا جو کسی کی کوئی بات سن لے۔ اس نے جاتے ہی سب کو زور و شور سے سلام کیا اور خود ہی سب سے انٹرویو ہونے لگا۔

ہیلو میں صارم سعدیہ کا کزن اور منگیترا ہوں۔ اب آپ سب اپنا اپنا " تعارف کروا دیں۔ " لفظ منگیترا سن کر سعدیہ نے شرماتے ہوئے صارم کی طرف دیکھا۔

اچھا تو آپ ہیں صارم جو ہماری سعدی کو اڑا لے گئے۔ " نمرہ نے ہنستے " ہوئے کہا۔ جس کے جواب میں صارم نے ہنستے ہوئے کہا۔

" جی میں ہی ہوں صارم بائی داوے آپ کا نام کیا ہے؟ اب دیکھیں نا آپ لوگ کب سے ایک دوسرے کی دوستیں ہیں اور سعدی کے گھر آنا جانا بھی ہے مگر ہماری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ " لجاجت سے کہتے ہوئے۔ وہ اس وقت رہبان کو دنیا کا فضول ترین انسان لگا۔

میں نمرہ ہوں۔ یہ رویہ اور یہ عائشہ ہے۔ " نمرہ نے سب کا تعارف " کروایا۔ ایک نمرہ ہی تھی جو صارم سے باتیں کر رہی تھی۔ سعدیہ تو صارم کو دیکھ کر ہی کومے میں چلی گئی تھی شاید، رویہ ابھی تک رہبان کی گفتگو کے بارے میں سوچ رہی تھی جب کہ عائشہ آس پاس دیکھنے میں مصروف

تھی کہ کہیں اس کا کوئی فیورٹ ہیرو لنچ کرنے نہ آیا ہو۔ سعدیہ جو کب سے خاموش بیٹھی تھی۔ سب کا تعارف ہونے کے بعد تنگ کر بولی

"صارم تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس وقت تو تم آفس ہوتے ہونا؟"

"دیکھو تو اس کے انداز ابھی بیوی بنی نہیں ہے اور بیوپوں والے انداز ابھی سے اپنا لیے ہیں۔ بھئی بڑی فاسٹ جا رہی ہو تم۔"

صارم بھی اپنے نام کا ایک تمہا اتنی آسانی سے کیسے بتا دیتا اس لئے

- سعدی کو تنگ کرنے لگا

صارم شرافت سے بتا دو ورنہ چلچو سے شکایت کروں گی۔"

"ہاں ہر وقت دھمکیاں نہ دیا کرو۔ میں تو رسبان کے ساتھ لنچ کرنے آیا تھا۔ اس کو بزنس ٹائیگون کا ایوارڈ ملا تھا۔ جس کی خوشی میں وہ مجھے ٹر

یٹ دے رہا ہے۔"

"اچھا تو یہ اسی کا دوست ہے جو ابھی کچھ دیر پہلے اتنی اچھی باتیں کر رہا تھا۔" روینہ نے سوچا تھا

او کے بائے۔ آپ سب سے مل کر اچھا لگا۔ سعدی آپ سب کا بہت " ذکر کرتی ہے۔ " پھر صارم اپنی ٹیبل کی طرف چلا گیا جہاں رہبان بیٹھا صارم کا انتظار کر رہا تھا۔ کھانے کے دوران ہی صارم نے رویہ کا نام رہبان کے گوش گزار کیا۔ جسے رہبان نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے چلتا کیا۔ اسے بھلا کسی لڑکی کے نام میں کیا انٹرسٹ ہو سکتا تھا۔

.....

اگلے کچھ دن رویہ کے بہت مصروف گزرے کیوں کہ وہ جس ڈرگ ڈیلر کا کیس ہینڈل کر رہی تھی اس کا فیصلہ اس کے خلاف آیا تھا۔ جس کی وجہ سے اسے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا کیوں کہ اس بندے نے بہت ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ جمعہ سے ایک دن پہلے وہ شاپنگ کی غرض سے قریبی مال گئی تاکہ سعدیہ کے نکاح کے لئے شاپنگ کر سکے۔ وہ ڈریسز چیک کر رہی تھی جب اس کی نظر ایک بلیو فراک پر پڑی جس پر وائٹ ایمبرائیڈری کی ہوئی تھی۔ ہلکے ہلکے وائٹ سٹون گلے اور بازو پر بھی ساتھ ہی۔ لگے ہوئے تھے جو ڈریس کو مزید خوب صورت بناتے تھے

وائٹ پاجامہ اور وائٹ ہی دوپٹہ تھا۔ وہ اسی ڈریس کے ساتھ میچنگ شوز لے کر ابھی نکل ہی رہی تھی کہ ایک نفیس سی خوبصورت خاتون اس سے ٹکرا گئیں۔ جس سے اس کے ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگز نیچے گر گئے۔

او سوری بچے میں دیکھ نہیں سکی۔ "کہتے ہوئے وہ نیچے گرے بیگز" مگر جب بیگز تھماتے ہوئے انہوں نے روینہ کو دیکھا تو۔ اٹھانے لگیں کچھ چونک گئیں۔ پھر سنبھل کر دوبارہ گویا ہوئیں۔

"بیٹا آپ ثمر کو جانتی ہو؟" وہ ان کے سوال پر چونک گئی۔ پھر کچھ سوچ کر مسکرائی۔

نہیں آنٹی میں تو کسی ثمر کو نہیں جانتی آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ مجھے " لگتا ہے میری شکل آپ کی کسی جاننے والی سے ملتی ہے۔ ہے نا؟"

۔ ابھی بھی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے جدا نہیں ہوئی تھی

ہاں بیٹا وہ آپ کی شکل میری دوست سے بہت ملتی ہے اس لئے "

پوچھا۔ "ان کے چہرے پر موجود نرم سی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ یوں جیسے

اچانک ملنے والی خوشی چھین لی گئی ہو۔ ہوا بھی تو یہی تھا انہیں لگا تھا اب وہ اپنی عرصے سے بچھڑی دوست سے مل سکیں گی مگر روینہ نے یہ کہہ کر ان کی ساری خوشی غارت کر دی تھی کہ وہ کسی ثمر کو نہیں جانتی۔

اوہ اچھا۔ ویسے میں کسی ثمر کو نہیں جانتی آنٹی یہ صرف ایک اتفاق ہی ہو سکتا ہے۔ "انہیں دکھی دیکھ کر اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔ لاشعوری طور پر اس نے خواہش کی تھی کہ کاش وہ ثمر نامی اس عورت کو جانتی ہوتی تاکہ وہ ان نفیس خاتون کی مدد کر سکتی۔

"اچھا بیٹا ہاں ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ ویسے یہ کارڈ رکھ لو تم میرے گھر ضرور آنا مجھے تم سے مل کر اچھا لگا اور میں چاہتی ہوں تم مجھ سے ملتی رہ وہ خاتون روینہ کو ایک "اور پھر تمہاری شکل میری دوست سے ملتی ہے کارڈ دیتے ہوئے بولیں۔

"جی ٹھیک ہے آنٹی میں ضرور آؤں گی۔" وہ ان کے ہاتھ سے کارڈ لیتے



ہوئے ان کو خدا حافظ بول کر چلی گئی لیکن ان کی نظروں نے دور تک  
- اس کا پیچھا کیا

اگلے دن جمعہ تھا اس لئے وہ دیر تک سوتی رہی - مسز عاطف اسکو جگانے  
- کی غرض سے اس کے کمرے میں آئیں تو وہ ابھی تک محو استراحت تھی  
میری جان اٹھ جاؤ - دیکھو دس بج رہے ہیں - تم نے آفس بھی جانا ہے "  
- چلو شاباش جلدی سے اٹھ جاؤ - " مسز عاطف اس کے بالوں میں ہاتھ  
- چلاتے ہوئے اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں

ارے میری پیاری ماما آج میں پولیس سٹیشن نہیں جاؤں گی - آپ کو "  
بتایا تھا نا آج سعدی کا نکاح ہے اور مجھے وہیں جانا ہے - اس لئے آج  
میں دیر سے اٹھوں گی - اب پلیز آپ مجھے کچھ دیر اور سونے دیں - " وہ  
- ان کا ہاتھ اپنے سر سے ہٹا کر اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی  
مگر بیٹا اتنی دیر تک سونے سے نحوست ہوتی ہے - آپ کو ہمیشہ یہی "  
بات سمجھائی ہے میں نے - " اب کی بار مسز عاطف اس کا گال پیار  
- سے سہلاتے ہوئے گویا ہوئیں

کچھ بھی نہیں ہوتا ماما۔ دیکھیں کہیں سے میرے چہرے پر نچوست نظر "اب کے رو"۔ آرہی ہے آپ کو؟ آپ تو بس خواہ مخواہ پریشان ہوتی ہیں مینہ کی آواز اور چہرے پر بیزاری تھی جیسے کہ ماما کا دیر تک سونے سے منع کرنا ناگوار گزرا ہو۔

اوکے ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ لیکن تھوڑی دیر اور سونا ورنہ "میں پھر سے جگانے آؤں گی۔" وہ وارن کرنے والے انداز میں بولیں وہ بے ساختہ ان کے او تھینک یو میری پیاری ماما۔ "کہتے ساتھ ہی" ان گلے لگی اور ان کے چہرے کو چٹا چٹ چومنے لگی۔ وہ شروع سے ہی کے ساتھ اٹیچ تھی۔ جتنا وہ مسٹر عاطف سے دور بھاگتی تھی مسز عاطف ان کے جاتے ہی وہ اک دفعہ پھر سے نیند کی۔ سے اتنا ہی قریب تھی ایک دفعہ پھر اس کی آنکھ ماما کی آواز سے کھلی جو۔ وادیوں میں کھو گئی اس کو بتا رہی تھیں کہ بارہ بج رہے ہیں۔ اب تو اٹھ جاؤ۔ انہوں نے باہر سے ہی آواز لگائی۔

جی ماما میں اٹھ گئی ہوں۔ آپ فکر نہ کریں بس تھوڑی دیر میں فریش "

آپ جب تک ناشتہ تیار کروا دیں۔" اس نے واش روم۔ ہو کر آتی ہوں  
- کی طرف بڑھتے ہوئے آواز لگائی

مجال ہے جو یہ لڑکی میری بات سن لے۔ اب دن کے بارہ بجے محترمہ "  
روینہ۔ وہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی کچن میں چلی گئیں۔" ناشتہ کریں گی  
جب فریش ہو کر نیچے آئی تو اس نے ہلکے گلابی رنگ کی ڈھیلی سی شرٹ  
کے ساتھ وائٹ پیٹ زیب تن کی ہوئی تھی۔ جب کہ دوپٹہ لینے کا  
تکلف نہیں کیا گیا تھا۔ وہ ایسی ہی تھی دوپٹہ لینا اسے کوفت میں مبتلا  
کرتا تھا۔ مسز عاطف اور اپنی دوستوں کے بارہا کہنے پر بھی وہ بات کو ایک  
نکاح کے سوٹ کے ساتھ۔ دوسرے سے اڑا دیتی تھی کان سے سن کر  
دوپٹہ بھی اس نے سعدیہ کے کہنے پر لیا تھا کیوں کہ اس نے کہا تھا کہ  
سیرھیاں اتر کر وہ نیچے آئی اور مسز عاطف۔ روینہ دوپٹہ لے کر آئے  
- کے گلے لگی جو خفگی سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں

یار سوری ماما میں کیا کرتی ٹائم کلپتا ہی نہیں چلا۔ اچھا اب معاف کر "  
دیں۔ مجھے تو لگتا ہے آج آپ کا ارادہ مجھے کھانا دینے کا نہیں ہے۔ آج

پیٹ بھریں گی۔ "وہ شرارت سے ان کو تنگ آپ اپنی ناراضگی سے میرا کرنے کی غرض سے بولی۔

"میں تمہارے ہی بھلے کے لیے کہتی ہوں جو کچھ بھی کہتی ہوں اور تم کتنی بار سمجھایا ہے کہ دوپٹا عورت کی؟ نے آج پھر دوپٹہ نہیں لیا نہ عزت اور زینت ہوتا ہے۔ یہ عورت کو کم از کم غلیظ نظروں سے محفوظ رکھتا ہے مگر افسوس صد افسوس تم نے آج تک میری کسی بات کو اہمیت ماما آج اس کی خوب کلاس لینے کے موڈ میں؟" دی ہے جو آج دو گی تھیں۔

کتنی۔ اف او ماما آپ پھر سے وہی دقیانوسی باتیں لے کر بیٹھ گئی ہیں۔" بار آپ کو بتایا ہے کہ مجھ سے یہ ماسیوں کی طرح بڑے بڑے دوپٹے نہیں لیے جاتے۔ میری لائف ہے میں جیسے بھی گزاروں کسی کو فرق نہیں پڑتا چاہیے اور اب آپ مجھے کھانا دیں گی یا میں جاؤں اپنے کمرے۔ وہ ایک دم غصے سے بولی؟ میں

ماں ہوں تمہاری فکر ہوتی ہے مجھے مگر تمہیں میری باتیں ابھی سمجھ " نہیں آئیں گی جب تم خود ماں بنو گی تب پوچھوں گی تم سے ۔ ماں ہوں کبھی کسی مصیبت میں پھنس گئی نا اس لئے فکر ہوتی ہے خدا نخواستہ وہ افسوس سے کہتے ہوئے اٹھ کر کچن " ۔ نا پھر میری باتیں یاد آئیں گی کی طرف چل دیں ۔

یہ لو ناشتہ کرلو ۔ پھر ذرا پارلر بھی چکر لگا لینا ۔ ایسے ہی سر جھاڑ منہ " پھاڑ حلیے میں منہ اٹھا کر نکاح میں نہ چلی جانا ۔ لڑکی ہو تو لڑکی ہی بن کر جانا ۔ " وہ ناشتہ اس کے سامنے رکھتے ہوئے ہدایت دینا نہ بھولیں ۔ ان کے اس طرح کہنے پر اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا ۔ " انہیں تو ٹھیک سے ناراض ہونا بھی نہیں آتا ۔ " اس نے مسکراتے ہوئے سوچا ۔ " اچھا نا ٹھیک ہے چلی جاؤں گی میڈم صاحبہ جیسا آپ کا حکم ۔ " جب کہ اس کی بات کو اگنور کرتے ہوئے وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ناشتے سے فارغ ہو کر کچھ دیر ٹی وی دیکھنے کی غرض سے بیٹھ ۔ ہو گئیں گئی ۔ ٹی وی دیکھنے میں اتنی لگن ہوئی کہ ٹائم گزرنے کا پتا ہی نہ چلا ۔

ہوش کی دنیا میں مسز عاطف کی آواز سے آئی جو اس کو آواز دیتے ہوئے یاد دہانی کروا رہی تھیں کہ محترمہ کو نکاح کی تقریب میں شرکت کرنی ہے۔

"اوہ نو! میں کیسے بھول سکتی ہوں؟" وہ اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے خود سے بولی اور پارلر جانے کے لئے تیار ہونے لگی۔ پارلر سے تیار ہو کر اس کی تیاری کو دیکھتے۔ تقریباً ساڑھے چار بجے وہ سعدیہ کے گھر پوہنچی ہوئے سعدیہ کے سبھی گھر والوں نے اس کی بہت تعریف کی جس پر جھینپتے ہوئے وہ مسکرائی اور پھر سعدیہ کو لے کر ایک دفعہ دوبارہ پارلر گئی۔ جب وہ سعدیہ کو لے کر ہوٹل پوہنچی جہاں نکاح کی تقریب رکھی گئی تھی۔ وہاں گاڑی پارک کرنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ اس لیے اس نے نمرہ وغیرہ سے کہا کہ وہ سعدیہ کو لے کر اندر جائیں۔ وہ خود گاڑی پارک کر کے تھوڑی دیر میں آتی ہے۔ وہ لوگ چلی گئیں تو وہ بھی جگہ آئی تب تک تلاش کر کے گاڑی پارک کرنے لگی۔ جب تک وہ واپس سعدیہ وغیرہ ہوٹل میں پوہنچ چکی تھیں۔ روینہ سست روی سے چلتے

ہوئے ہوٹل کے اندر داخل ہوئی۔ اس کو دیکھ کر ایک ستائیس اٹھائیس سال کا لڑکا اس کی جانب بڑھا۔

آپ کو تو پرستان میں - زہے نصیب لگتا ہے آپ راستہ بھول گئی ہیں "

ہونا چاہیے تھا - " وہ لڑکا تھوڑے شوخ انداز میں بڑے دل کش طریقے سے بولا۔

"جی نہیں میں تو ٹھیک جگہ پر آئی ہوں مگر مجھے لگتا ہے تم اپنی اصلی جگہ بھول گئے ہو مگر کوئی بات نہیں میں ہوں نہ تمہیں تمہارے گھر جیل میں بھجوا دوں گی - " وہ اس کی باتوں کو خاطر میں لائے بغیر بے نیازی سے گویا ہوئی۔

اُف اللہ ایک تو یہ دوپٹہ نہیں سنبھل رہا اوپر سے یہ نمونہ پیچھے پڑ گیا ہے "

- " وہ دوپٹے کو سیٹ کرتے ہوئے بڑبڑائی جو کندھے سے بار بار ڈھلک اسی جھنجھلاہٹ میں وہ اپنے سامنے سے آتے شخص - کر نیچے گر رہا تھا کو آتے ہوئے نہ دیکھ سکی - جس کے نتیجے میں بہت زور سے اس شخص

ٹکرا لگنے کے باعث وہ زمین پر گر گئی اور مارے شرمندگی کے - سے ٹکرا گئی  
- اٹھنے کی بجائے وہیں آنکھیں موند کر بیٹھ گئی

آپ ٹھیک ہیں؟" اسے اٹھتا نہ دیکھ کر مد مقابل شخص کو لگا شاید اسے "  
چوٹ لگی ہے۔ اس لیے اس نے ہمدردی سے استفسار کیا اور ساتھ ہی اپنا  
- ہاتھ اسے اٹھانے کے لیے بڑھاتے ہوئے مزید گویا ہو

دیکھیں آپ کو شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شرمندہ تو وہ "  
انسان ہو جو لوگوں کی نظروں سے گرے اور اس نے کوئی گناہ کیا ہو۔  
آپ تو غلطی سے گر گئی ہیں اور سوری مجھے دیکھ کر چلنا چاہیے تھا۔" اس  
کی خفت کم کرنے کی غرض سے اس نے سوری کی - ورنہ جانتا تھا کہ  
غلطی لڑکی کی ہی تھی - اس مہربان آواز کو سن کر وہ جو شرمندگی سے آنکھیں  
زور سے میچے ہوئے تھی فوراً آنکھیں کھول کر مقابل کے بڑھے ہوئے ہاتھ  
- کو تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی

جیسے ہی اس نے آنکھیں کھولیں ، بھوری آنکھیں کالی آنکھوں کے سحر اور  
گہرائی میں کھوس گئیں - رہبان کے لیے اس کے چہرے سے نظریں



ہٹانا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ جسے کسی لڑکی کو ایک اتفاقہ نظر کے بعد دوسری نظر دیکھنا کبھی پسند نہیں رہا تھا اس وقت وہ تمام اسباق بھول گیا جو کبھی وہ اپنے ساتھ صارم کو پڑھایا کرتا تھا۔ ڈیکوریشن کے لیے لگائی گئی مدہم لائٹس کی روشنی روینہ کے چہرے کو مزید فسوں خیز بنا رہی تھی۔ اس پر متضاد بلیو کلر اس کو مزید دل کش بنا رہا تھا۔ اس کے یوں یک ٹک دیکھنے پر پیچھے سے آتے اسی لڑکے نے شعر پڑھا جو سب سے پہلے - روینہ کو نمونہ سے بڑھ کر کچھ نہیں لگا تھا

زلفوں کی سنہری چھاؤں تلے اک آگ لگی تو دیپ جلے  
جب پہلی نظر کے تیر چلے مت پوچھ کہ دل پہ کیا گزری  
اس کے یوں شعر داغنے پر وہ دونوں ایک ساتھ ہوش کی دنیا میں واپس آئے۔ ان دونوں کو یوں سٹپٹاتا دیکھ کر وہ ابرار نامی لڑکا کھل کر مسکرایا جیسے ان دونوں کی چوری پکڑی ہو۔ رہبان نے جلدی سے روینہ کا پکڑا ہاتھ چھوڑا تو وہ لڑکا دوبارہ گویا ہوا -

رہبان بھائی آپ ان پری ----- میرا مطلب ہے ان محترمہ کو جانتے " ہیں؟ " پری کہنے پر رویہ نے اسے گھوری سے نوازا تو وہ لائن پر آتے ہوئے سیدھی طرح سوال کرنے لگا۔ جب کہ اس کے یوں ڈائریکٹ سوال کرنے پر رہبان کچھ بول بھی نہ سکا۔

بھائی----- آپ ہوش میں تو ہیں نا؟ کہیں ان کا حسن آپ " کو اسیر تو نہیں کر گیا؟ " ابرار نے اس کے سامنے ہاتھ ہلاتے ہوئے شرارت سے کہا تو اس نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

نہیں بھئی میں کیسے جان سکتا ہوں ان کو؟ یہ محترمہ تو خود مجھ سے ٹکرا " گئی تھیں۔ " اس نے وضاحت دینے والے انداز میں بتایا۔ وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ ابرار کسی کو اس بارے میں بتائے۔ ٹکرانے والی بات سن کر رویہ کو ایسا لگا جیسے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ جان بوجھ کر اس سے ٹکرائی تھی۔ اس سوچ کے آتے ہی وہ اپنے ازلی پھاڑ کھانے والے انداز میں واپس آئی۔ بھاڑ میں گیا اسکا ہینڈسم ہونا اور بھاڑ میں گئی کچھ دیر پہلے۔ والی فیلنگز جب وہ خود ہی کی نظر میں خود کو منہ دکھانے لائق نہ رہے۔

مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم سے ٹکرانے کا اور نہ ہی میں ان لڑکیوں " میں سے ہوں جو تم پر مرتی ہیں۔ آئی سمجھ؟ نہیں بلکہ مجھے تو لگتا ہے تم جان بوجھ کر مجھ سے ٹکرائے تھے تاکہ مجھ سے ٹکرا سکو۔ اچھی طرح جانتی ہوں میں تم جیسے لڑکوں کو جہاں خوبصورت لڑکی دیکھی پوہنچ گئے لائن مارنے کہ کبھی تو چانس لگ ہی جائے گا۔ ایسے ہی تو تم نے سوری نہیں کیا تھا۔ " الا بلا کہتی وہ رہبان کو مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی مگر اسے آگ بگولہ دیکھ کر وہ مسکرا بھی نہیں پایا تھا کہ کہیں پھر وہ غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔ ابرار جو خاموشی سے کھڑا روینہ کی بات سن رہا تھا رہبان کے کردار پر بات آتی دیکھ کر اسے پیچ میں ہی ٹوک گیا۔

"ارے محترمہ بس کریں کب سے بھائی کو سنائے جا رہی ہیں۔ انہوں نے کبھی کسی لڑکی کو آنکھ بھر کے نہیں دیکھا۔ چلیں اب جھگڑا ختم کریں۔ آپ یقیناً سعدیہ کی طرف سے ہوں گی۔ میں سعدیہ کا کزن ابرار ہوں۔"

تو میں کیا کروں تم ابرار ہو یا شبرار۔ میں نے پوچھا تم سے کہ تم کون " ہو؟ اور ہاں سہی کہا تم نے تمہارے بھائی لڑکیوں کو آنکھ بھر کر نہیں بلکہ کافی آنکھ سے چھپ چھپ کے دیکھتے ہیں تاکہ کسی کو پتا بھی نہ چلے اور یہ لڑکی کو نہار بھی لیں۔ ہے نا مسٹر؟" ابرار کی عزت افزائی کرتے ہوئے جب اس کی نظر مسکراہٹ روکتے رہبان پر پڑی تو وہ اسے بھی درمیان میں گھسیٹ لائی۔

اور تم ذرا میرا ایکسرے کرنا بند کر کے اپنی ان غلیظ نظروں کو کنٹرول " میں رکھو نہیں تو یہ دونوں آنکھیں نکال کر بچوں کو کچے کھیلنے کے لیے دے دوں گی۔ " ابرار کی نظریں مسلسل اپنے چہرے پر محسوس کر کے وہ پھنکارتے ہوئے بولی۔ صارم جو دور سے روینہ کے بگڑے تاثرات دیکھ رہا تھا ان کے قریب چلا آیا۔

ارے میری پیاری بہنا کیا ہو گیا ہے؟ چلو چھوڑو لڑائی جھگڑا اس سے ملو " یہ میرا دوست ہے رہبان اور یہ میرا کزن ابرار ہے۔ " وہ ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صلح کروانے والے انداز میں بولا۔

اور یہ میری بہن اور سعدیہ کی دوست ہے روینہ - یہ ایس پی ہے اس " لیے ذرا دیہان سے رہنا تم دونوں خاص طور پر ابرار تم - میں تمہاری فلرٹ - طبیعت سے اچھی طرح واقف ہوں - " اس نے ان دونوں کو تنبیہ کی

- اوہ تو اس لیے اتنا اسٹیوڈ ہے محترمہ میں - " ابرار بڑبڑایا

نکاح کی رسم کے بعد وہ سلج پر سعدیہ کو مبارک باد دینے گئی تو اسلج سے - نیچے کھڑے صارم نے رہبان کے کان میں سرگوشی کی

یار یہ وہی لڑکی ہے جو اس دن ریسٹورینٹ میں ملی تھی - پیاری ہے " نا؟ میں نے تو اسے بہن بنا لیا ہے - تو سوچ لے آنٹی کو بیٹی دے گا کہ بہو - اس پیاری لڑکی کی صورت میں - اور دیکھ تم دونوں نے ڈریسنگ بھی سیم کر رکھی ہے - " صارم کے شرارت سے کہنے پر اس نے چونک کر روینہ کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے سلج پر موجود نمہ سے بات کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ سعدیہ سے چھیڑخوانی بھی جاری تھی - وہ اسکے چہرے سے نظریں چراتے ہوئے صارم کو واپس سلج پر بھیج کر خود سامنے رکھی کرسیوں کی طرف بڑھ گیا - باتوں کے درمیان اسے پتا چلا کہ یہ وہی

رہبان عظیم ہے جس کے بارے میں اس کے پاپا بتا رہے تھے۔ اسے لگا جس طرح اس کے پاپا ایک ڈرگ ڈیلر ہیں رہبان بھی ویسا ہی کوئی بندہ ہے۔ جس نے کئی بہت سے لوگوں کی طرح اپنے دھندے کو شرافت کے لبادے میں چھپایا ہوا ہے۔ رات کو سونے سے قبل وہ رہبان عظیم کو بھی باقی گھناؤنے کام کرنے والے لوگوں کی فہرست میں شامل کرتے ہوئے خوب روئی تھی کہ جس شخص کو پہلی نظر میں ہی اس کا دل پسند کر چکا تھا۔ وہ شخص اس کے پاپا کا دشمن تھا

رہبان صبح اٹھا تو کافی حد تک خود کو سنبھال چکا تھا۔ وہ شروع سے نماز پابندی سے ادا کیا کرتا تھا۔ اب بھی نماز پڑھنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اسے بے اختیار اپنا رویہ کو تکنا یاد آیا

اے اللہ میں جانتا ہوں میں بہت گناہ گار ہوں مگر تو تو مہربان اور رحیم " ہے نہ۔ مجھے معاف کر دے ہر اس گناہ کے لیے جو میں نے جانے انجانے میں کیا۔ پلیز مجھے کل کے لیے بھی معاف کر دے۔ میں کل کیسے بے اختیار ہو گیا کہ ایک نامحرم لڑکی کو نا صرف دیکھا بلکہ اس کے

بارے میں سوچا بھی - میں بہت شرمندہ ہوں - اللہ تعالیٰ --- لیکن میں کیا کروں میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا - اس کا چہرہ بار بار میری آنکھوں دعا مانگ کر جائے "۔ کے سامنے آ جاتا ہے - آپ پلیز میری مدد کریں نماز سے اٹھا اور تلاوت کرنے کے بعد ٹریک سوٹ پہن کر جوگنگ کے لیے نکل گیا -

مسز عظیم اس کے آنے سے پہلے جوس تیار کر چکی تھیں - جیسے ہی وہ ڈرائیونگ روم میں آیا تو زور دار انداز میں السلام علیکم ماما بولا۔  
 "وعلیکم السلام بیٹا یہ لو جوس پی لو - وہ جوس کا گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولیں -"

"اوتھینک یو ماما - یو آر گریٹ - آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے کہ مجھے کس وقت کس چیز کی ضرورت ہے؟ آپ میرے کہنے سے پہلے ہی جان جاتی ہیں -" وہ ان کے ہاتھ سے جوس کا گلاس لیتے ہوئے بولا

ارے بیٹا بس مجھے پتا چل جاتا ہے کہ میرے بیٹے کو کس چیز کی " ضرورت ہے - بلکہ مجھے ہی کیا دنیا کی ہر ماں کو پتا چل جاتا ہے کہ اس

اچھا چلو اب تم جا کر تیار ہو جاؤ۔ میں تمہارے لئے ناشتہ تیار کرتی ہوں۔" "وہ وہاں سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ وہ گھر کے سب کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ حالاں کہ ان کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ دفعہ رہبان نے ان کو کہا تھا کہ وہ میڈ رکھ لیں مگر انہوں نے ایک۔ تھا یہ کہہ کر منع کر دیا کہ ان کو اپنے ہاتھ سے سب کام کرنا پسند ہے اور۔ پھر ہمارے پیارے نبی ﷺ بھی اپنے ہاتھ سے کام کرنا پسند کرتے تھے

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزرتا جا رہا تھا۔ رہبان اور روینہ بھی اپنی اپنی روٹین میں واپس آچکے تھے مگر ایک بے کلی سی تھی جو دونوں کو بے چین کیے رکھتی تھی۔ رہبان کا خیال تھا کہ وہ روینہ سے دور رہے گا تو اس کو بھول جائے گا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ صرف وقتی فیلنگز ہوں مگر اب کافی دن گزرنے کے بعد تھی وہ پری پیکر چہرہ اس کو



بھولتا نہ تھا۔ وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔ انہی دنوں میں ایک دن جب وہ اپنے آفس پوہنچا تو اس کو سیکرٹری نے بتایا کہ اس سے ملنے حیات انڈسٹری کے عاطف صاحب آئے ہیں۔ ان کا نام سن کر رہبان کے ماتھے پر بل پڑ گئے لیکن جب وہ بولا تو لہجہ بالکل نارمل تھا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ آپ ان کو میرے آفس بھیجیں۔" وہ ابھی اپنے آفس میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ عاطف صاحب دروازہ بجاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

السلام علیکم دی گریٹ رہبان عظیم صاحب کیسے ہیں آپ؟ امید ہے "ٹھیک ہوں گے۔ سنا ہے تم کوئی ایوارڈ شوارڈ جیت کے آئے ہو۔ دیکھاؤ تو سہی کیسا ہے؟" وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے یوں آس پاس دیکھ کر بولے جیسے اس نے ایوارڈ ادھر ہی رکھا ہوا ہو۔

"وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں۔ جی فرمائیے کس لیے زحمت کی آپ نے؟" وہ سرد مہری سے دو ٹوک انداز میں ان سے گویا ہوا۔

جی جی بالکل اسی طرف ہی آ رہا ہوں - مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے "

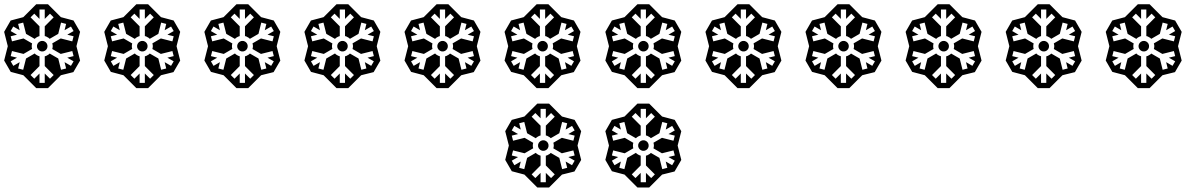
تمہارے اس بھدے آفس آنے کا۔" وہ تنفر سے اس کے آفس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"میں یہاں تم سے ڈیل کرنے آیا ہوں - تم میرے دھندے کے بارے میں کسی کو مت بتاؤ اور اپنی آنکھیں بند کر لو اور اس کے بدلے میں تم جو کچھ مجھ سے مانگو گے میں تمہیں دوں گا - چاہے تم پیسوں کی ڈیمانڈ کرو یا۔۔۔۔۔۔ پھر لڑکی چاہیے ہو تو بتا دو۔" انہوں نے رازداری سے تھوڑا آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

جی نہیں آپ اپنی یہ گھٹیا آفرز اپنے پاس رکھیں - میرے پاس اللہ کا دیا " سب کچھ ہے۔ پچھلے دنوں میں کچھ مصروف رہا اس لیے آپ کو چھٹی ملی ہوئی تھی مگر اب آپ کا کھیل بہت جلد تمام ہونے والا ہے۔" ان کی آفر کو ریجیکٹ کرتے ہوئے وہ بنا ڈرے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

ہا ہا اچھا تو تم پولیس سٹیشن جاؤ گے؟ جاؤ جاؤ شوق سے جاؤ اگر وہاں کوئی " تمہاری بات سن لے تو اپنا یہ شوق بھی پورا کر لینا۔ میں تو تمہارے پاس آفر لے کر آیا تھا مگر اب تم اپنے انجام کے ذمہ دار خود ہو گے۔ سوچو اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو تمہاری ماں کا کیا ہوگا۔ بچاری شوہر کو تو کھو چکی ہے۔ اب بیٹا بھی ہاتھوں سے جائے گا۔ " وہ غرور سے گردن اکڑا کر اسے دھمکاتے ہوئے بولے۔ " ویسے تمہیں ایک بات بتا دوں میری بیٹی ایس پی ہے اس شہر میں۔ سو سوچ لو تم کیا ہوگا۔ نام تو سنا ہی ہوگا ایس۔ پی روینہ عاطف۔ " عاطف صاحب غرور سے کہتے ہوئے باہر نکل گئے یہ جانے بغیر کہ ان کی بات نے کسی کے دل کی دنیا تہ و بالا کر دی تھی۔ رہبان کے ارد گرد دھماکے ہونے لگے۔ وہ سن سی کیفیت میں بیٹھارہ گیا۔ اس کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے۔ ابھی کچھ ہی دن تو ہوئے تھے اس لڑکی سے ملے ہوئے اور وہ اس پر اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔ آج اس کو پتا چلا تھا کہ وہ اس کے دشمن کی بیٹی ہے۔ اس نے بارہا سنا تھا کہ ایک لڑکی پولیس افسر ہے جو بہت کرپٹ ہے۔ اس کی خوب صورتی کے قصے

بھی سنے تھے مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ وہی پولیس والی ہے جس سے اس کو محبت ہوئی ہے۔ ابھی تو وہ خود اپنی فیلنگز کو کوئی نام نہیں دے سکتا تھا۔  
- جو وہ اس لڑکی کے لئے اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا



تو کیا وہ جانتی ہے کہ اس کے پاپا ایک سمگلر اور ڈرگ ڈیلر ہیں؟ اگر جانتی ہے تو وہ ان کا ساتھ کیوں دیتی ہے؟ کیا وہ خود بھی ویسی ہی ہے؟ "اس سوچ کے آتے ہی رہبان نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

نہیں اللہ جی پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں۔ میں جانتا ہوں وہ میرے لیے نامحرم ہے۔ اس کے بارے میں سوچنا بھی گناہ ہے مگر میں اس کو محرم بنانا چاہتا ہوں۔ پلیز اسے بھٹکنے سے بچالیں۔" وہ روتے ہوئے اللہ ایک عورت کے لیے اس سے بڑھ کر کیا بات اہمیت - سے التجا کر رہا تھا کی حامل ہو سکتی ہے کہ کوئی اس کے لیے رو کر اللہ سے دعا کرے مگر رویہ کو یہ بات کون سمجھاتا - وہ روتا جا رہا تھا اور اللہ سے دعا بھی کرتا جا

رہا تھا۔ ایک دم وہ اپنی سیٹ سے اٹھا اور آفس سے باہر نکل گیا۔ گاڑی جانے انجانے راستوں پر دوڑتی جا رہا تھی مگر اس کو کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ ہوش تو تب آیا جب موبائل کی بیل مسلسل بجتی رہی۔ وہ چونک کر ہوش میں آیا۔

جی ماما؟ "اس نے بے دیھانی میں کال اٹینڈ کی اس لیے سلام بھی نہ " کر سکا۔

بیٹا کہاں ہو تم اتنی دیر ہو گئی ہے اور تم ابھی تک نہیں آئے۔ خیریت " ہے نا؟ "دوسری طرف سے مسز عظیم کی پریشانی میں ڈوبی آواز اسے شرمندہ کر گئی۔ اسے شرمندگی ہوئی کہ وہ اپنے دکھ میں اتنا کھو گیا کہ وہ اپنی ماں کو بھی بھول گیا۔

جی ماما سب ٹھیک ہے میں ابھی کچھ دیر میں آتا ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ " کہتے ساتھ ہی دوسری طرف سے ماما کی بات سنے بغیر کال کاٹ دی اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو جاتا کیوں کہ وہ ماما سے کچھ نہیں چھپاتا تھا لیکن فی الحال وہ انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتا

تھا۔ گھر پوہنچا تو ماما اس کی خراب حالت دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔  
 "کیا ہوا رہبان تمہاری حالت اتنی خراب کیوں ہو رہی ہے؟ مجھے بتاؤ تم  
 ٹھیک تو ہونا بیٹا؟" وہ پریشانی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسلسل  
 سوال کر رہی تھیں۔

"اوہو ماما آپ ایسے ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جاتی ہیں۔ دیکھیں"  
 میں بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا تاکہ وہ مزید  
 پریشان نہ ہوں۔

"آپ سے ایک بات پوچھوں؟" وہ ہمیشہ سے ماما کے ساتھ اٹیچ رہا تھا۔  
 اپنی ہر بات ان سے شیئر کرتا تھا۔ اس لیے اب بھی برداشت نہ ہوا تو ان  
 سے پوچھنے لگا۔

"ہاں میری جان ضرور پوچھو تمہیں کب سے کوئی بات پوچھنے کے لیے  
 "؟ اجازت کی ضرورت پڑ گئی

بس ایسے ہی ماما۔ "وہ تھوڑی شرمندگی سے بولا کیوں کہ وہ ہمیشہ "  
 بلا جھجھک ماما سے بات کرتا تھا۔

"آپ پہلے یہاں صوفے پر بیٹھیں پھر بتاتا ہوں۔" وہ ان کو پکڑ کر صوفے پر بٹھاتا ہوا بولا اور خود ان کے قدموں میں میں نیچے بیٹھ کر سران کے گٹھنے پر رکھ دیا تو وہ آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگیں۔

اما کیا ہمیں کسی نا محرم انسان سے محبت ہو سکتی ہے؟ اس نے "سوال اس انداز میں کیا کہ جیسے جواب اپنی مرضی کا سننا چاہتا ہو۔" ہاں ہو سکتی ہے۔ "انہوں نے چار لفظی جواب دے کر جیسے اسے مزید کچھ کہنے کی ہمت دی تھی

تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" اس بار اس کے لہجے میں ایک آس "ہچکولے لے رہی تھی

محبت تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر آپ کو کسی نا محرم سے محبت ہو جائے تو آپ کو چاہیے آپ اس کو محرم بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں کیوں کہ یوں کسی نا محرم سے محبت کرتے رہنا بعد میں گناہ کے "زمرے میں آتا ہے

اما اگر وہ ہمارے نصیب میں نہ ہو جس سے ہم محبت کرنے ہیں پھر "

ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟"

اس نے بے بسی سے سوال کیا کیوں کہ اس کے مطابق تو روینہ واقعی اس کے نصیب میں نہیں تھی اور وہ ایک نامحرم سے محبت کرتے رہنے - جیسا گناہ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا

اگر وہ ہمارے نصیب میں نہ ہو تو اس کے اچھے نصیب کی دعا کرنی چا "

ہیے اور اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں ایک نامحرم کی محبت سے آزادی دے دے اور کسی محرم کی محبت میں مبتلا کر دے کہ وہ اللہ تو سب کچھ کرنے پر قادر ہے - " اما نے پیار سے بڑے خوب صورت انداز اما کی بات سن کر وہ کچھ لمحے خاموش رہا جب بولا تو - میں اسے سمجھایا - اس کی آواز میں نمی گھلی تھی اور لہجے میں محسوس کیا جانے والا درد تھا

اما !!!!!!! " پکار کر تھوڑی دیر وہ خاموش ہو گیا ایسے جیسے الفاظ جمع "

- کر رہا ہو



ماما میں کیا کروں مجھے ایک نامحرم لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔ میں اسے "محرم بھی بنانا چاہتا ہوں مگر میں جانتا ہوں یہ ممکن نہیں ہے۔ وہ میرے بزنس رائول کی بیٹی ہے اور وہ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں کبھی نہیں دیں گے۔ دوسرا ماما اس کی شرت بھی کچھ اچھی نہیں ہے۔ میں سوچتا ہوں ماما کہ مجھ سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہو گا ہے کہ جس کی سزا "؟ کے طور پر اللہ نے مجھے ایک ایسی لڑکی کی محبت میں گرفتار کر دیا نہیں میرا بیٹا محبت سزا نہیں ہوتی۔ یہ تو رحمت کی طرح نازل ہوتی " ہے۔ ہاں بعض اوقات یہ محبت آزمائش بن جاتی ہے اور آپ کو پتا ہے سزا ہمیں اللہ سے دور کر۔ سزا اور آزمائش میں بس تھوڑا سا فرق ہوتا ہے دیتی ہے اور میرے خیال میں محبت انسان کو اللہ کے قریب کر دیتی ہے اور جو چیز ہمیں اللہ کے قریب کرے وہ سزا تو نہیں ہو سکتی نا؟ اور اللہ آزمائش بھی اپنے پیارے بندوں کی ہی کرتا ہے اگر ہم اس آزمائش میں یہ بھی تو ہو۔ پورے اترتے ہیں تو اللہ اس کا پھل بھی ہمیں دیتے ہیں سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کو راہ راست پر لانے کے لیے تمہیں چنا

یہیں سے تمہاری آزمائش شروع ہوتی ہے کہ تمہیں ایک ایسی لڑکی کی؟ ہو  
محبت میں مبتلا کر دیا گیا ہے جو اللہ سے دور ہے۔ اب یہ تم پر منحصر  
ہے کہ تم کس طرح اس کو اللہ کی طرف واپس لاتے ہو۔ "انہوں نے  
تفصیل سے اسے سزا اور آزمائش میں فرق سمجھایا

مگر ماما اس سب کے لیے تو میرا اس سے ملنا ضروری ہے۔ یہ تب ہی "  
ممکن ہے جب وہ مجھ سے ملے، مجھ سے بات کرے۔ جب کہ جب  
میں صادم کے نکاح میں گیا تھا تو وہ پورا نام سن کر مجھے غصے سے دیکھ  
اس دن تو مجھے سمجھ نہیں آئی مگر آج سمجھ آ گئی ہے۔ ہو۔ رہی تھی  
سکتا ہے وہ یہ بات جانتی ہو کہ اس کے فادر میرے رائیول ہیں؟" اس  
نے پر سوچ انداز میں کہا

تم ایسا کرو یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دو اور دعا کرو کہ وہ تمہیں اس لڑکی کو "  
بھولنے میں مدد دے یا پھر تم دونوں کو ایک دوسرے کا نصیب بنا  
دے۔ "انہوں نے شفقت سے اس کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھا۔  
اسے یوں تکلیف میں دیکھ کر وہ خود بھی افسردہ تھیں مگر وہ اس کے لیے

کچھ بھی تو نہیں سکتی تھیں۔ انسان سب سے زیادہ بے بس اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے کسی بہت ہی پیارے کو تکلیف میں دیکھے اور چاہنے کے باوجود بھی کچھ نہ سکے۔ اس وقت وہ بھی ایسے ہے بے بس۔  
- تھیں اور اللہ سے دعا ہی کر سکتی تھیں۔

اوکے ٹھیک ہے ماما۔ چلیں اب آپ سو جائیں رات کافی ہو گئی ہے۔  
- میں بھی جا کر سو جاتا ہوں۔ "وہ ان کو صوفہ سے اٹھاتا ہوا بولا۔  
"ہمم ٹھیک ہے چلو اللہ حافظ" وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اس کو شب بخیر کہہ کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئیں جب کہ وہ بھی تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ بھی اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔

وقت گزرتا جا رہا تھا۔ روینہ اور رہبان بھی اپنے معمول پر واپس آ چکے تھے مگر ایک عجیب سی کیفیت دونوں پر طاری رہتی تھی جو وہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ایک دن مسٹر عاطف نے روینہ کو بلایا اور کہنے لگے۔

روینہ میں نے تمہیں عظیم والوں کو ہینڈل کرنے کا کہا تھا مگر تم نے " کچھ نہیں کیا۔ اگر تم سے نہیں ہو رہا تو مجھے بتا دو میں کسی اور کے ذمے یہ کام لگا دوں گا۔ کہیں ایسا تو نہیں تم ان کو بخشنے کے موڈ میں ہو؟ " انہوں نے چبھتے ہوئے لہجے میں استفسار کیا کیوں کہ وہ روینہ کی روٹین سے واقف تھے۔ انہوں نے اپنا ایک بندہ روینہ کی نگرانی پر معمور کر رکھا تھا جو روینہ کی ہر بات ان کے گوش گزار کرتا تھا۔ اسی بندے نے انہیں بتایا تھا کہ روینہ کی آج کل کوئی ایسی مصروفیت نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ ان کے معاملے کو التویٰ کا شکار کرے۔

نہیں پاپا ایسا بالکل نہیں ہے۔ میں صرف ان کے بارے میں " انفارمیشن اکٹھی کر رہی تھی۔ آپ تو جانتے ہیں میں آپ کا کوئی بھی کام کرنے کے لیے اپنی جان کی بھی بازی لگا سکتی ہوں۔ " وہ ان سے آنکھیں چراتے ہوئے بولی مبادہ وہ ان میں لکھی تحریر نہ پڑھ لیں جو چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ روینہ رہبان کے ساتھ ایسا کچھ مت کرنا جس کا بعد میں تمہیں پچھتاوا ہو۔

میرے پاس ایک پلان ہے اگر آپ میرا ساتھ دیں تو اس رعبان عظیم "

کو ہم ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں۔ اس کو اپنی عزت بہت پیاری ہے تو اگر عزت ہی نہ رہے اس کے پاس تو؟" وہ یہ بات بھول گئی تھی کہ عزت اور ذلت دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے عزت سے نوازے اور جسے چاہے زلت کی پستیوں میں دھکیل دے مگر روینہ تو اور بھی بہت ساری باتوں کو بھول گئی تھی جیسے کہ سب انسان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ضروری نہیں کہ جیسے اس کے پاپا غلط کاموں میں انوالو ہیں دنیا کے باقی انسان بھی ویسے ہی ہوں۔ اس کی بات پر پہلے وہ اسے نا سمجھی سے دیکھتے رہے پھر جیسے ہی اس کی بات سمجھ آئی ایک دم سے مسکرا کر بولے۔

اچھا تو پھر بتاؤ کیا پلان ہے؟" اس کے خوبصورت چہرے پر اپنی نظریں "

گاڑھتے ہوئے انہوں نے استفسار کیا۔ اور وہ ان کی نظروں سے انجان

۔ انہیں اپنا پلان سمجھا رہی تھی

دیکھیں پایا ایک لڑکی ہے باب - وہ رہبان کی یونیورسٹی فیلورہ چکی ہے - " وہ رہبان سے محبت کرتی تھی یونیورسٹی کے زمانے میں اور شاید اب بھی کیوں نا ہم اس لڑکی کو رہبان سے شادی کے لالچ میں اپنے - کرتی ہے مقصد کے لیے استعمال کریں ؟ " روینہ معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولی -

وہ سب تو ٹھیک ہے مگر وہ لڑکی ہمارا ساتھ کیوں دے گی ؟ حالاں کہ " تم خود کہہ رہی ہو وہ اس رہبان سے پیار کرتی ہے تو وہ اس کو نقصان کیسے پہنچائے گی ؟ اور وہ بھی ہمارے کہنے پر - " انہوں نے کچھ بے زار سے لہجے میں کہا کیوں کہ انہیں لگتا تھا یہ ایک لولا لنگڑا پلان تھا -

وہ اس لیے میرے ڈیئرڈیڈ " اس کے ڈیڈ کہنے پر انہوں نے ہمیشہ کی " طرح منہ بنایا مگر کہا کچھ نہیں کہ وہ فی الحال کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے - ان کے منہ بنانے کا نوٹس لیے بغیر وہ اپنے بات جاری رکھتے ہوئے بولی " کیوں کہ اس لڑکی نے ایک دفعہ اس رہبان کو پرپوز کیا تھا مگر

اس نے انکار کر دیا تھا۔ پوری یونی کے سامنے اور وہ لڑکی ابھی تک کدورت رکھے ہوئے ہے۔ بس اس کو ایک موقع ملنے کی دیر ہے اور وہ موقع ہم اسے دیں گے۔ سمپل۔۔۔۔۔ میں مل چکی ہوں اس سے اور اسے اپنی طرف سے ایک جھوٹی کہانی بھی سنا دی ہے کہ رہبان مجھ سے پیار کرتا وغیرہ۔ جب کہ میں کسی کے حق پر ڈاکہ نہیں ڈالنا چاہتی اس لیے اسے یہ سب بتا رہی ہوں۔ اینڈ آل دیٹ۔۔ اور سب سے مزے کی بات یہ ہے کہ وہ میری باتوں بھی آگئی ہے۔ اب وہ پاگل ہو رہی ہے بدلہ لینے کے لیے۔ "اس وقت اگر کوئی اسے دیکھ لیتا تو اس کے لیے یقین کرنا مشکل ہوتا کہ اتنے خوبصورت اور معصوم چہرے کے پیچھے کتنا شاطر۔ دماغ چھپا ہے۔

ہممم گڈ۔ تو پھر اب کیا کرنے کا ارادہ ہے تمہارا؟ "انہیں اس بات سے ذرا فرق نہیں پڑتا تھا کہ روینہ ان کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے کون سے زرائع استعمال کرتی ہے۔ ان کا مقصد پورا ہو رہا تھا ان کے لیے۔ یہی کافی تھا۔

ارادہ کیا ہونا ہے پایا ہمیں تو کچھ بھی نہیں کرنا ہے۔ بس اس لڑکی " کے ذریعے رہبان پرریپ کا الزام لگوا کر اس کو اندر کردوں گی۔ دو تین جھوٹے کیسز مزید ڈال دوں گی۔ آپ تو جانتے ہیں یہ میرے لیے ذرا بھی مشکل کام نہیں ہے اور پھر وہ رہبان عظیم کافی عرصے کے لیے اندر ہو جائے گا پھر جب جیل میں جائے گا تب بلیک میل کر کے میں آپ کا کام بھی نکلوا لوں گی۔ " یہ سب کہتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی جو کسی دشمن نقصان پہنچانے کے بعد آتی ہے۔

ہاں لیکن خالی الزام سے تو کچھ نہیں ہو گا نا۔ وہ پہلی ہی پیشی میں چھوٹ " جائے گا کیوں کہ اس کے خلاف ثبوت نہیں ملیں گے۔ " وہ کچھ تشویش سے بولے۔

"اوہ آپ سے کس نے کہا کہ ثبوت نہیں ملیں گے؟ میں نے کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔ سب ثبوت اس کے خلاف ہوں گے۔ بس آپ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں اپنے طریقے سے سب ہینڈل کر لوں گی



-آپ کچھ وقت انتظار کریں اور پھر اس کی بربادی کا تماشا دیکھیے گا۔ آپ  
-کو اس بار بھی مایوس نہیں کروں گی۔" وہ غرور سے مسکرائی

"I am proud of you meri jaan

مجھے پتا تھا تم اس کو ہینڈل کر سکتی ہو۔ اس لئے تو میں نے تمہیں یہ "  
کام سونپا تھا۔" وہ فرط مسرت سے اٹھ کر روپنہ کو سینے سے لگانے کے  
لیے اس کی جانب بڑھنے ہی لگے تھے کہ وہ ایک دم کھڑی ہوئی۔  
"اوکے پاپا اب میں چلتی ہوں۔" کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف  
بڑھ گئی جب کہ عاطف صاحب ہکا بکا اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔  
انہیں آج بھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ روینہ کیوں ان سے دور بھاگتی  
ہے۔ جب جب وہ اس کی طرف بڑھتے تھے وہ یوں بدک جاتی تھی جیسے  
کسی پچھو نے ڈنک مارا ہو۔ انہیں کیا معلوم جب نیتیں ٹھیک نہ ہوں تو  
اپنی اولاد بھی ماں باپ سے دور ہی رہتی ہے اور وہ تو ان کی اپنی سگی اولاد  
بھی نہ تھی۔ شاید اسی لیے تو ان کی خود کی نیت بھی اس پر خراب ہو گئی  
تھی۔ جس کے باعث وہ ان سے دور دور ہی رہتی تھی

ہیلو صارم ہاؤ آر یو؟" صارم ابھی میڈنگ سے فارغ ہو کر اپنے آفس میں " آکر بیٹھا ہی تھا کہ ایک نسوانی آواز پر چونکا۔ اس آواز کو سن کر اسے شدید حیرت ہوئی تھی۔ اس لیے اس نے حیرانی سے ٹیبل پر رکھا اپنا سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی۔ سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اسے خوشگوار حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی۔

"What a pleasant surprise rubab!!!!"

تم یہاں کیسے پہنچی؟ یونی کے بعد تو تم لندن چلی گئی تھی نا؟" اسے " کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ہاں لندن چلی گئی تھی مگر تم تو جانتے ہو تب میں رسبان سے ڈس ہارٹ ہو کر گئی تھی۔ اب مجھے لگا کہ میں آج بھی اس کو بھلا نہیں سکی اور اس کے بغیر جینا اور بھی مشکل ہو گیا ہے تو اس لیے واپس آ گئی ہوں۔ سوچا ایک دفعہ پھر سے اس کے دل میں جگہ بنانے کی کوشش کروں شاید اس دفعہ کامیاب ہو جاؤں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس دفعہ وہ مجھے

مل جائے گا۔ "اس کا لہجہ آخر میں شدت پسندانہ ہو گیا تھا جس کو صارم خوشی میں محسوس نہ کر سکا۔ اگر اسے ذرا بھی بھنک پڑ جاتی کہ باب کس مقصد کے تحت واپس آئی ہے تو وہ کبھی اسے اپنے آفس میں گھسنے نہ دیتا کیوں رہبان سے بڑھ کر اس کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔

"اچھا چھوڑو ان سب باتوں کو یہ بتاؤ کیا لو گی؟ پہلی دفعہ میرے آفس آئی ہو۔" صارم خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے پوچھنے لگا اور ہوتا بھی کیوں نارباب اس کی رہبان کے بعد اکلوتی دوست تھی جو اتنے سالوں بعد ملی تھی۔

ابھی صرف چائے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ کل مل کر لنچ اکٹھے کریں " گے۔ "اس نے مسکرا کر کہتے ہوئے صارم سے تائید چاہی

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح مجھے تم سے باتیں کرنے کا موقع بھی " مل جائے گا۔ "انٹرکام پر دو چائے لانے کا کہنے کے بعد وہ پھر سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔ اگلے دن وہ دونوں لنچ کے لیے ساتھ جا ہی رہے تھے جب صارم نے کہا کی رہبان کو بھی ساتھ ہی لے لیتے ہیں

نہیں صارم اس کو ابھی مت بتاؤ میں اس کو بھی تمہاری طرح سرپرائز " دوں گی - میں دیکھنا چاہتی ہوں مجھے دیکھ کر اس کا ری ایکشن کیا ہوتا ہے - " رباب لا پرواہی سے کہتے آگے چل دی۔ جب کہ اس کے دماغ میں رویہ کی باتیں چل رہی تھیں کہ رہبان رویہ کو پسند کرتا ہے اور یہ کہ اس سے شادی کا خواہش مند ہے۔

"صارم تم مجھے اپنا اور رہبان کا نمبر تو دے دو یار - ہو سکتا ہے کبھی مجھے ضرورت پڑ جائے۔" یہ بھی ان کے پلان کا حصہ تھا کہ سب سے پہلے - رباب صارم سے ملے گی اور اس سے رابطے بڑھائے گی۔

-----

موسم بہت ابرآلود ہو رہا تھا۔ ہر طرف کالے گھنے بادل یوں چھائے تھے کہ لگتا تھا رات ہو گئی ہے مگر ابھی تک بارش کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ اس لیے کافی سوچ بچار کے بعد رہبان پولیس سٹیشن آیا تھا تاکہ رویہ سے بات کر سکے اور اس کی غلط فہمی بھی دور کر سکے۔

"السلام علیکم - "سلام کرتے ہوئے اس نے مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے

بڑھایا جسے مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے سامنے والے نے بڑے  
 - روکھے انداز میں وعلیکم السلام کہا اور پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوا  
 جی فرمائیے کس لئے تشریف فرما ہیں آپ؟ " اسے اوپر سے نیچے تک "  
 تنقیدی نظروں سے دیکھتے ہوئے منیر صاحب نے دریافت کیا۔ وہ جو  
 سیدھے طریقے سے کیے گئے سلام کا روکھا سا جواب سن کر اور ساتھ میں  
 مصافحہ کے لیے بڑھائے گئے ہاتھ کے نظر انداز کیے جانے پر عجیب انداز  
 میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ ان کے اس ہتک آمیز لہجے پر اپنے اشتعال کو  
 - دباتے ہوئے آرام سے مگر چبا چبا کر بولا

مسٹر یہاں پولیس اسٹیشن میں لوگ تفریح کرنے کے مقصد سے تو آنے "  
 سے رہے۔ یقیناً کوئی کام یا مجبوری ہی انہیں اس جگہ لے کر آتی ہے۔ "  
 وہ پولیس اسٹیشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں تپانے والے انداز  
 میں گویا ہوا۔ منیر صاحب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جو بنا ڈرے  
 اپنی بات کر رہا تھا۔ وہ تو سمجھ رہے تھے باقی لوگوں کی طرح وہ بھی ان

کے اس خشک رویے سے ڈر جائے گا مگر وہ تو انہیں ہی چپ کروانے والے کام کر رہا تھا۔

بائی داوے میں یہاں مس روینہ حیات سے ملنے آیا ہوں۔ " اس " نے گل افشانی کی۔ مقصد صرف منیر صاحب کو غصہ دلانا تھا ورنہ وہ سیدھے طریقے سے بھی بتا سکتا تھا کہ وہ رپورٹ درج کروانے آیا تھا۔ میرے خیال میں مسٹر یہ کوئی ڈیٹ پوائنٹ بھی نہیں ہے جو آپ " ----- توقع کے عین مطابق منیر صاحب جو اس

کے جواب پر تپے بیٹھے تھے ہاتھ میں پکڑی فائل پھینکنے کے انداز میں میز پر رکھتے ہوئے اس سے گویا ہوئے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات پوری کرتے انہیں روینہ کے نام نے چونکایا جسے پہلے اپنے غصے میں وہ صحیح سے سمجھ نہیں پائے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ایسا کوئی نہیں تھا جو یوں پولیس اسٹیشن آکر روینہ سے ملنے کی بات کرتا۔ انہوں نے ایک دفعہ پھر سے رہبان کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھا مگر اس بار بولے تو ان کی۔ آواز میں پہلے والا طنطنہ غائب تھا۔

وہ اپنے روم میں ہیں - آپ اپنا نام بتا دیں - میں ان سے پوچھ لیتا "

ہوں - اصل میں میڈم آج بہت مصروف ہیں اور انہوں نے ڈسٹرب

"- کرنے سے منع کیا تھا

رہبان عظیم نام ہے میرا - " مختصر جواب دے کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا "

- جب کہ منیر صاحب کال ملانے لگے - باہر اب بادل گرج رہے تھے

- اور کہیں کہیں بارش کا کوئی قطرہ بھی گر کر مٹی میں مل رہا تھا

میم آپ سے ملنے کوئی رہبان عظیم صاحب آئے ہیں - " کال اٹینڈ "

ہوتے ہی انہوں نے بنا سلام دعا کیے سیدھا مطلب کی بات کی کہ

کہیں روینہ غصے میں انہیں کھری کھری نہ سنا دے - اپنا نام لیے جانے

پر رہبان نے منیر صاحب کی طرف دیکھا جو دوسری طرف سے کسی جواب

کے منتظر تھے - ایک دم اس کا دل زور سے دھڑکا - پورا جسم جیسے کان

بن گیا تھا - ایک پھریری سی اس کے جسم میں دوڑ گئی - اس کے بارے

میں صرف سوچنے سے ہی اس کی دھڑکن بڑھ جاتی تھی تو اب اگر وہ ملنے

کے لیے ہاں کر دیتی تو رہبان عظیم کا دل شاید پسلیاں توڑ کر باہر نکل

آتا۔ دوسری طرف روینہ جو کب سے کام میں مصروف تھی۔ بادلوں کے گرجنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا تھا جب اطلاعی گھنٹی بجی۔ اس نے کوفت سے سامنے رکھے فون کو دیکھا۔ بے دلی سے اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ اس کا ارادہ دوسری طرف موجود منیر صاحب کو اچھی خاصی سنانے کا تھا۔

میم آپ سے ملنے کوئی رہبان عظیم صاحب آئے ہیں۔ "کال اٹینڈ" ہوتے ہی انہوں نے جیسے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ نام سن کر وہ کرنٹ کھا کر کھڑی ہوئی۔ اسے امید نہ تھی کہ رہبان اتنی جلدی اس سے ملنے چلا آئے گا۔ اسے لگا کہ شاید رہبان نے کوئی گڑبڑ کر دی ہوگی جس کی وجہ سے رہبان کو ان کے پلان کے بارے میں معلوم ہو گیا ہوگا اور اب وہ اس سے سوال جواب کرنے آیا ہوگا۔

کچھ دیر تک وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی جیسے۔ دوبارہ بھی منیر صاحب نے اسے مخاطب کیا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آتے ہوئے بولی۔



”- دیں

ایک دم بادل زور سے گر جے اور بارش تڑا تڑ برسنے لگی۔ باہراب بارش کی موٹی موٹی بوندیں پڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ بادل کے گرجنے کی آواز پر وہ ایک دم سے ڈر گئی۔ حالاں کہ پہلے ایسا کبھی نہیں ہاتھا کہ وہ بادل یا

بارش سے ڈر جاتی مگر ابھی شاید وہ پوری طرح سے حواسوں میں نہیں تھی یا پھر کچھ پہلے سے نروس تھی اور یوں ایک دم سے بادل کی گرج نے اسے موقع دے دیا تھا کہ وہ اپنے اندر کا ڈر جو اسے رہبان کے آنے کی وجہ سے تھا وہ اسے نکال سکے۔ آج کئی دنوں بعد وہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ بس ایک لمحے کے لیے دونوں کی نظر ملی تھی۔ دونوں طرف ہی کچھ ان کہی باتیں تھیں مگر اس وقت دونوں اپنی اپنی سوچ میں غرق ہیں۔ ایک دوسرے کی خاموش التجا کو سمجھ نہ سکے۔

ہاں تو فرماؤ کس لیے مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟ "خود پر قابو پاتے ہوئے" اس نے نخوست سے پوچھا۔ ظاہر ایسے کیا جیسے اس کے آنے سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔

"مجھے ایف۔ آئی۔ آر درج کروانی ہے۔ مسٹر عاطف خان کے خلاف۔" اس کے یوں انسلٹنگ انداز پر وہ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا کہ یہ اس کی تربیت کا حصہ نہیں تھا اور عورتوں سے تو وہ ویسے بھی عزت و احترام سے نظریں جھکا کر بات کیا کرتا تھا۔ یہاں تو پھر وہ لڑکی بیٹھی تھی جو اس

کے لیے ماما کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔  
 - "اچھا؟ کس لیے؟" استرائیہ پوچھا گیا۔ انداز مزاق اڑانے والا تھا  
 خراب مال بیچنے، دھوکہ دینے اور مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دینے "  
 اور نا صرف یہ بلکہ سنگین نتائج کی دھمکی دینے کے لیے۔ "وہ عاطف  
 صاحب کا ایک ایک جرم گنوانے لگا۔

"اچھا لیکن آپ ----- اوہ سوری تم --- ہاں تم سہی رہے گا۔ تم کون  
 ساعزت کے قابل ہو۔ تو میں کیا کہہ رہی تھی؟ ہاں میں کہہ رہی تھی کہ  
 تمہارے خلاف ایف۔ آئی۔ آرپہلے سے درج ہے۔" سراسر مذاق اڑانے  
 والے انداز میں جواب دیا گیا۔ اس کا جواب سن کر وہ صدمے سے اپنا  
 جھکا چہرہ اوپر اٹھا کر دیکھنے لگا۔ بادلوں نے بھی جیسے اس کی بات کا برا  
 منایا تھا جیسی تو جس طرح رہبان نے صدمے سے اپنے سامنے بیٹھی مغرور  
 حسینہ کو دیکھا تھا۔ بادلوں نے بھی احتجاج کے طور پر گر جتنا اور برسنا  
 شروع کر دیا تھا۔

میرے خلاف؟ "وہ شہادت کی انگلی اپنی جانب کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔"

-

جی تمہارے کے خلاف - مسٹر عاطف نے ہی درج کروائی ہے - ان کا " کہنا ہے کہ تم نے ان کو دھوکہ دیا ہے - جس کنسٹریکٹ کے تحت تم ان ک ساتھ کام کر رہے تھے تم نے اس کے رولز توڑے ہیں - اب تم بتاؤ کیا کرنا ہے؟ ویسے مشورہ یہی ہے کہ تم ان سے مذاکرات ہی کر لو۔ " اس نے آخر میں اسے مفت مشورے سے نوازا گیا۔ اس کے جواب پر وہ تپ ہی تو گیا تھا۔ کب سے وہ کوشش کر رہا تھا اس لڑکی سے عزت سے بات کرنے کی مگر وہ اب برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔ - لیکن پھر بھی اس نے ایک آخری بار ہی سہی احتیاط کا دامن تھامے رکھا اوہ تو اس کا مطلب آپ کے پاپا نے درست کہا تھا کہ میری بات یہاں " کوئی نہیں سنے گا۔ ویسے ایک بات بتائیں کیا آپ ہرجائرتا جائنچیز میں ان کا ساتھ دیتی ہیں؟ "

وہ زخمی سے لہجے میں سوال کرتے ہوئے بولا۔

جب کہ اس کے لہجے میں دکھ اور ٹوٹے کانچ جیسی چبھن محسوس کر کے  
 روینہ چونک گئی اور اس کو ایک نظر دیکھا جو جب سے آیا تھا بس ایک  
 سرسری سی نظر اس پر ڈالنے کے بعد اب دوسری بار اسے مسلسل دیکھتے  
 ہوئے اپنے سوال کا جواب جاننا چاہتا تھا

"None of your business.

تم اپنے کام سے کام رکھو۔" وہ ناگوار می سے جواب دیتے ہوئے رخ  
 موڑ گئی تاکہ رہبان کی شکل دیکھ کر کمزور نہ پڑ جائے۔ وہ جب سے آیا تھا  
 روینہ کمزور پڑ رہی تھی۔ وہ اسے برباد کر دینے کے اپنے پلان سے ہٹ  
 جانا چاہتی تھی مگر اب وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی کیوں کہ اگر  
 وہ یہ کام نہ کرتی تو عاطف صاحب کسی اور طریقے سے کام کروا لیتے اور  
 عین ممکن تھا کہ وہ رہبان کو یا اس کی فیملی کو نقصان پہنچا کر اپنا کام  
 نکلوا لیتے۔

"اور اب جاؤ بھی سہی یہاں سے یا یہیں پر ڈیرہ ڈالنے کا سوچ رہے ہو۔  
 مجھے بہت کام ہیں۔ تمہیں تو شاید کوئی کام نہیں ہوگا۔ پتا نہیں کہاں

کہاں سے منہ اٹھا کر آ جاتے ہیں۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بدتمیزی سے بڑبڑائی لیکن آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ  
- رہبان بآسانی سن سکتا تھا

وہ تاسف اور دکھ سے اسے دیکھتا ہوا ایک جھٹکے سے واپس مڑا اور اس کے  
روم سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد روینہ نے تھک کر سرکرسی کی  
پشت سے لگا دیا۔ آنسو خود بخود پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر بہنے لگے۔ اس نے  
رہبان کی آنکھوں میں اپنے لیے جو جذبات دیکھے تھے وہ کسی طور نظر انداز  
کیے جانے کے قابل نہ تھے مگر وہ ان کی پزیرائی کر کے اسے اپنے پایا  
کے سامنے مزید جھکتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ایسا بھی ممکن تھا کہ اس  
کے پایا رہبان کو اسی بات سے بلیک میل کر کے کئی مزید ناجائز کام  
نکلواتے۔ اس لیے اس نے اسے بچانے کے لیے اپنے دل کی قربانی  
دے دی تھی۔ اسے لگ رہا تھا آج بادل بھی اس کے دکھ میں برار کے  
شریک ہیں۔ زندگی میں پہلی بار اسے بارش اچھی لگ رہی تھی اور زندگی میں  
پہلی بار رہبان عظیم کو یہ بارش بہت بری لگ رہی تھی۔ اس نے باہر

نکل کر ایک گہرا سانس لیا۔ وہ پولیس اسٹیشن سے ذرا دور ہی گیا تھا جب اس کی نظر بارش کے پانی کی وجہ سے بہتی ریت اور عمارتوں کے کچے رنگ اپنے ساتھ بہاتے بارش کے پانی پر پڑی۔ اسے لگا یہ بارش کا پانی ریت اور رنگ کی طرح اس کے جذبات کو بھی اپنے ساتھ بہانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بارش کی وجہ سے سردی بڑھ رہی تھی۔ سرد ہوائیں اس کے جسم سے ٹکراتیں شاید اسے بھی اندر سے سرد و جلد کر دینا چاہتی تھیں۔ مگر نہیں اسے یاد آیا ایک روینہ کے نہ ہونے سے اس کی زندگی کیوں رکے؟ آخر اس سب میں اس کی ماما کا کیا قصور تھا۔ وہ انہیں کیوں سزا دیتا؟ اس نے سوچا یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ مجبور ہو۔ اسے یاد آیا جب وہ مڑنے لگا تھا تو روینہ کی آنکھوں میں کچھ چمکا تھا شاید آنسو مگر۔ کیوں؟ اور یہیں آکر وہ بے بس ہو گیا۔

اگر اس کے دل میں میرے لیے کچھ نہیں ہے تو پھر مجھے تکلیف دے " کر وہ خود خوش کیوں نہیں تھی؟ یا اللہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ پلیز

ہیلپ می۔ "ٹھنڈی ہوا کے باعث اس کے ہاتھ بھی ٹھنڈے تنخ ہو رہے  
- تھے۔ جنہیں اٹھا کر وہ اللہ سے دعا گو تھا

ہاں باب تم ریڈی ہو؟" کال اٹینڈ ہوتے ہی وہ بغیر کسی سلام دعا کے "  
بولی -

"ہاں میں تیار ہوں - تم بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"تم ہوٹل میں ایک روم بک کرواؤ مسٹر اینڈ مسز رہبان کے نام سے - میں  
کال کر کے اس کو وہاں بلاؤں گی - تمہیں ایک ڈرگ اس کے پانی یا  
چائے میں ملا کر دینی ہے - وہ ڈرگ میں تمہیں پہنچا دوں گی لیکن ایک  
بات کا خیال رکھنا اس کے ساتھ کچھ کرنا نہیں ہے ہمیں صرف اس  
کے فنگر پرنٹس اور چند ثبوت چاہیں - اگر کچھ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں  
ہوگا۔" وہ چاہتی تو یہ کام خود بھی کر سکتی تھی مگر اسے کسی ایسے  
بندے کی مدد درکار تھی جو رہبان کے ساتھ ساتھ خود کی طرف بھی  
کیچڑا چھلنے پر زیادہ واویلہ نہ مچائے۔ دوسرا کہیں نہ کہیں وہ رہبان کی نظر



میں اپنی تھوڑی بہت عزت برقرار رکھنا چاہتی تھی۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ جیسا تم کہو گی ویسا ہی کروں گی میں اور میں اس سے پیار کرتی ہوں اتنی بھی بے حیا نہیں ہوں کہ -----" اس کی

بات ختم ہونے سے پہلے ہی وہ بول پڑی۔

ہاں مجھے تو جیسے معلوم نہیں ہے کہ تم کتنی بے حیا اور بے شرم ہو۔ " جس نے اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے کئی کئی افیئرز رکھے وہ کہتی ہے وہ بے حیا نہیں ہے۔ " روبینہ نے دل میں سوچا تھا۔ وہ باب سے پہلی ملاقات کے بعد ہی اس کے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کر چکی تھی۔ جس سے اسے پتا چلا تھا کہ باب نا صرف شادی شدہ تھی بلکہ اس کے کئی افیئرز کی وجہ سے ہی اس کے ہزبینڈ نے اسے طلاق دے دی تھی۔

"اوکے پھر ٹھیک ہے اب میں رکھتی ہوں۔ تمہیں جو کام کہا ہے وہ اس کو وہاں بلا سکوں۔" کہتے ہوئے اس نے کر کے مجھے بتانا تاکہ میں

فون رکھ دیا۔ اس کے ایسے کال بند کرنے پر رباب نے چڑ کر موبائل کو دیکھا۔

بڑی آئی مجھے ہدایات دینے والی۔ اگر مجھے تم سے مطلب نہ ہوتا تو میں " تمہیں منہ بھی نہ لگاتی۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تم بھی رہبان سے محبت کرتی ہو مگر ظاہر نہیں کر رہیں۔ " کال کٹ ہونے کے بعد رباب نے موبائل کو ٹیبل پر رکھا اور تصور میں رویہ سے مخاطب ہوئی۔

-----

السلام علیکم ! رویہ کیسی ہو؟ میں نے روم بک کروا لیا ہے۔ تم " اس کو فون کر کے بلا لینا۔ " ایک ہفتے کے طویل انتظار کے بعد بالآخر رباب نے اسے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ روم بک کرو چکی ہے۔ اب آگے زیادہ کام رویہ کا رہتا تھا۔

"اوکے میں اس کو کال کر دوں گی۔ ایسا کرتی ہوں میں خود بھی آ جاتی ہوں وہ ڈرگ بھی تمہیں دے دوں گی اور جو روم تم نے بک کروایا ہے وہاں خفیہ کیمرے بھی لگوا دوں گی۔ " وہاں جانے کا مقصد صرف وہ جگہ

دیکھنی تھی جہاں سے وہ رہبان کی بربادی کا آغاز کرنے جا رہی تھی۔  
 "ٹھیک ہے رکھتی ہوں فون۔" اسے ضروری ہدایات دینے کے بعد اس  
 نے کال کاٹ دی۔ اگلے ایک دو دن تک وہ ضروری کام سارے مکمل  
 کر چکی تھی۔ اب رہبان کو کال کر کے ہوٹل بلانے کا مسئلہ رہ گیا تھا۔  
 رہبان سے تو اس نے کہہ دیا تھا وہ رہبان کو کال کر لے گی مگر اب  
 اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے بات کرے گی۔ اس شخص سے  
 جسے کچھ دن پہلے وہ بے عزت کر چکی تھی۔ اس نے سب سے پہلے وہ  
 الفاظ ترتیب دیے جو اسے رہبان سے بات کرتے ہوئے ادا کرنے تھے۔  
 ایک تو ویسے رہبان سے بات کرنے کے خیال سے ہی دل میں کھدبہ  
 ہونے لگی تھی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد جب وہ الفاظ ترتیب دے چکی تو  
 فون اٹھا کر کال کرنے لگی۔

رہبان آفس میں کام کر رہا تھا جب اس کا فون بجا۔ کسی انجان نمبر  
 سے کال دیکھ کر پہلے کاٹنے کا ارادہ کیا پھر اسے یاد آیا ایک دفعہ اس کے  
 یوں ہی انجان نمبر سے کال اٹینڈ نہ کرنے کے باعث اس کی ماما کی

زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ ہوا کچھ یوں تھا کہ مسز عظیم کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور کال کرنے والے نے ان کے بیگ میں رہبان کا کارڈ دیکھ کر اسے کال کی تھی مگر وہ انجان نمبرز سے کال اٹینڈ نہیں کیا کرتا تھا۔ اس دن کے بعد وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔ اس لیے ابھی بھی اس نے اس لیے ہی کال اٹینڈ کر لی۔

"السلام علیکم --- جی کون؟" وہ کال اٹینڈ کرتے ہی سلام کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔ اس کی عادت تھی کسی سے ملتے وقت یا بات کرتے وقت وہ سب سے پہلے سلامتی بھیجتا تھا۔ اس لیے عادت کے مطابق سلام کیا

-----

روینہ اس کا سلام سن کر کنفیوز ہو گئی۔ وہ تو ہمیشہ سے ہیلو کے جواب میں ہیلو ہی سننے کی عادی تھی۔

وعلیکم السلام ---- وہ ---- وہ مجھے رسبان سے بات کرنی ہے۔ " "

ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے بمشکل آواز برآمد کی۔ دل سوکھے

- پتے کی مانند لرز رہا تھا

جی میں ہی رسبان ہوں۔ آپ بتائیں آپ کون ہیں؟" اس نے نرمی سے کہا۔ اس کے یوں نرمی سے بات کرنے کو روینہ پہلے محض اداکاری سمجھتی تھی۔ اسے لگتا تھا وہ صرف اسے متاثر کرنے کی غرض سے اس سے آرام سے بات کرتا تھا مگر اب وہ واقعی اس کی اچھائی کی معترف ہوئی۔ اسے یاد آیا وہ کسی انجان نمبر سے کال آنے پر پھاڑ کھانے والے انداز میں بات کیا کرتی تھی اور ایک یہ انسان تھا جو جاننے اور نہ جاننے والوں، سب سے اتنے میٹھے اور شیریں لہجے میں بات کرتا تھا کہ لگتا تھا

- سامنے والا اس کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے

میں روینہ بات کر رہی ہوں۔ مجھے تم سے ملنا ہے آج ہی۔ اگر تم فری " ہو تو؟" اسے یقین تھا کہ اس کا نام سن کر وہ بالکل ویسے ہی اچھلا ہوگا جیسے وہ خود اچھلی تھی جب وہ پولیس اسٹیشن میں اس سے ملنے آیا تھا۔

دل ہی دل میں وہ دعا کر رہی تھی کہ وہ پچھلی دفعہ کی اپنی بے عزتی کو بنیاد بنا کر ملنے سے انکار نہ کر دے۔ دوسری طرف روینہ کا نام سن کر اسے واقعی حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ کچھ دیر کے لیے ہی سہی مگر وہ کچھ بول ہی نہیں سکا۔

اوہ ----- "اس نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے"

ہونٹوں کو اوہ کے انداز میں گول کیا۔

- "کیسی ہیں آپ؟" اس نے مزید دریافت کیا

میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟" اس نے ازراہ مروت پوچھ لیا ورنہ " اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ بس اسے ڈر تھا کہ وہ ملنے سے انکار نہ کر دے۔ اسی لیے اس وقت رہبان سے آرام سے بات کرنا اس کے لیے بہت ضروری تھا۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔ اللہ کا احسان ہے۔ آپ کیوں مجھ سے ملنا " چاہتی ہیں؟" اسے جواب دیتے ہوئے اس نے کرسی کی پشت سے سر لگایا۔ ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے اس نے دوسرے ہاتھ سے گردن کو

مسلا جو مسلسل نیچے جھک کر کام کرنے کی وجہ سے درد کر رہی تھی۔

۔ اس کی آواز میں تھکاوٹ صاف محسوس کی جا سکتی تھی

ایک ضروری بات کرنی تھی تم سے۔ میں ایڈریس سینڈ کر دیتی ہوں اگر "

فری ہو تو آ جانا۔" اس نے بے پرواہ انداز میں کہا جیسے اس کے آنے یا نہ

آنے سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔ حالاں کہ اگر وہ انکار کر دیتا تو اس کا سارا

کا سارا پلان چوپٹ ہو جاتا۔

"ٹھیک ہے آپ مجھے ایڈریس سینڈ کر دیں میں پہنچ جاؤں گا۔" اسے

نے ملنے کی حامی بھر کر جیسے اسے کسی بڑی مصیبت سے نجات دلائی

-----

رہبان ہوٹل پہنچ چکا تھا۔ اسے بیٹھے بھی کافی دیر ہونے کو آئی تھی مگر

۔ روینہ کا کہیں اتا پتا نہیں تھا

آخر اسے ایسی کون سی بات کرنی تھی۔ جس کے لیے اس نے مجھے "

کال کی یا ہو سکتا ہے اسے احساس ہو گیا ہو کہ وہ اپنے پاپا کا ساتھ دے

کر غلط کر رہی ہے۔" یہ سب سوچتے ہوئے اس کے خوب صورت لبوں

کو مسکراہٹ نے چھوا۔ جب دس منٹ مزید گزرے تو اسے تشویش ہونے لگی کہ ابھی تک وہ آئی کیوں نہیں۔ اس نے ہاتھ دائیں ہاتھ میں بندھی گھڑی پر ایک نظر دوڑائی۔ اب اسے اس انتظار سے کوفت ہونے لگی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوفت کا شکار ہوتا۔ ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بج اٹھا جسے اس نے بے تابی سے اٹھا کر دیکھا۔ سکمرین مس ایس۔ پی کے نام سے جگمگا رہی تھی۔ اس دن جب روینہ نے اسے کال کر کے ملنے کا کہا تھا تو تب ہی اس نے اس کا نمبر اسی نام سے سیو کر لیا تھا۔

السلام علیکم! مس روینہ کہاں ہیں آپ؟ میں کب سے آپ کا ویٹ " کر رہا ہوں۔ " لہجے میں بے قراری واضح تھی جسے محسوس کرتے ہوئے روینہ کے انگ انگ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چاہے جانے کا احساس ہی انسان کو اندر تک سرشار کر دیتا ہے مگر وہ اسے یہ سب بتا نہیں سکتی تھی کہ وہ بھی اسے اسی شدت سے چاہتی ہے۔ اسی لیے اس نے آواز کو نارمل کر لیا۔



آئے۔ ایم۔ سوری رہبان میں نہیں آسکتی ابھی۔ ایک ایرجنسی آگئی " ہے اور تم تو جانتے ہو میری جاب ہی ایسی ہے۔ آئی ہوپ تم سمجھو گے ۔۔ " اس کا دل کر رہا تھا وہ ابھی کے ابھی اس سے ملنے چلی جائے جس ٹیبل کے گرد وہ بیٹھا تھا اس کے سامنے بھی روینہ نے کیمہ نصب کروایا تھا۔ اب اپنے ناملنے کی خبر پر وہ رہبان کے چہرے پر پھیلنے والی ۔ مایوسی صاف دیکھ سکتی تھی

گی۔ "اسے برا لگا تھا۔ وہ کب اٹس اوکے۔ پھر کبھی ملاقات ہو جائے" سے روینہ کا انتظار کر رہا تھا اور اب وہ کال کر کے کہہ رہی تھی وہ نہیں آسکتی۔ اس لیے اس نے کال کاٹ دی۔ اس کے یوں کال کاٹنے پر ۔ وہ موبائل کو دیکھ کر رہ گئی

ہنہ۔۔۔ بڑا آیا اٹس اوکے۔ کال تو ایسے کاٹی جیسے میں اس سے بات " کرنے کے لیے مری جا رہی تھی۔ " وہ منہ کے زاویے بگاڑ کر بڑبڑائی ۔ دل تو کر رہا تھا ابھی جا کر اس رہبان کے بال کھینچ لے پھر اپنی ہی

سوچ پر اس نے مسکرا کر موبائل رکھ دیا۔ اب اسے رباب کی انٹری کا انتظار تھا۔

اف -- یہ کیا کیا کر دیا میں نے؟ مجھے ایسے کال نہیں کاٹنی چاہیے۔  
 تھی۔ اسے کتنا برا لگا ہوگا؟ آخر اس کی کیا غلطی تھی؟ وہ تو اپنی جاب کر رہی تھی نہ۔ آواز سے بھی کتنی شرمندہ لگ رہی تھی۔ "کال کاٹنے کے بعد اسے احساس ہوا وہ غلط کر چکا ہے۔ محبت میں تو محبوب کی ہر ادا پر سر تسلیم خم کیا جاتا ہے اور ایک وہ تھا جس نے ایک چھوٹی سی بات پر محبوب کو ناراض کر دیا تھا۔ اس نے افسوس سے سر پر ہاتھ مارا جیسے خود کو سرزنش کر رہا ہو ساتھ میں بڑبڑا بھی رہا تھا جسے روینہ سن تو نہ سکی مگر اسے سر پر ہاتھ مارتا دیکھ کر اسے سمجھ آگئی کہ یقیناً اب وہ خود کو کوس رہا تھا۔ اس کی اتنی محبت پر جہاں اسے ناز ہوا وہیں اسے افسوس بھی ہوا کہ وہ خود اس کے ساتھ کیا کرنے جا رہی تھی۔ اگر وہ اس سے محبت کرتا تھا تو اسے کوئی حق نہیں تھا کہ وہ یوں اس کے جذبات کا فائدہ اٹھاتی۔ اس نے نہایت دکھ سے سامنے نظر آتی رہبان کی مضطرب سی تصویر پر

ہاتھ پھیرا۔ اس سے پہلے کہ وہ جذبات میں کچھ اور کرتی اسے رباب اب  
- رہبان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتی نظر آئی۔

ہیلو رہبان کیسے ہو؟ دیکھو تم نے تو مجھے بھلا دیا مگر میں نے تمہیں ڈھونڈ "   
ہی لیا۔ " اس نے اک ادا سے کہتے ہوئے بائیں ہاتھ سے بالوں کو پیچھے   
جھٹکا جب کہ دایاں ہاتھ اس نے رہبان سے مصافحہ کے لیے بڑھایا حالاں   
کہ جانتی تھی کہ وہ کسی لڑکی سے یوں ہاتھ نہیں ملاتا مگر شاید اسے اپنی   
بے عزتی کروانے کا بڑا شوق تھا۔ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر   
- روینہ کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔

بس یہ آخری دفعہ ہے جب اس چھمک چھلو سے کوئی کام کروا رہی "   
ہوں۔ آگے میں خود ہی سب کچھ کروں گی۔ اسکا کیا بھروسہ یہ رہبان کے   
ساتھ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ " اس نے سکریں پر نظریں گاڑتے ہوئے   
خود سے کہا ساتھ میں رباب کو ایک خطاب سے بھی نوازا۔ اب اسے   
- انتظار تھا کہ رہبان کیا کرتا ہے۔

السلام علیکم - میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟ "رہبان نے بری طرح " سے رباب کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے یوں رباب کو نظر انداز کرنے پر رویہ نے زور سے یاہو کہا تھا۔ جب کہ رباب نے خفیف سی ہو کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اسے غصہ تو بہت آ رہا تھا مگر ابھی غصہ دکھانے کا وقت نہیں تھا۔ دوسرا اسے رہبان کی ہر ادا اچھی لگتی تھی گوکہ وہ ہوس پرست عورت تھی مگر رہبان کے لیے ابھی بھی - کہیں نہ کہیں اس کے دل میں محبت موجود تھی

وعلیکم السلام - میں بھی ٹھیک ہوں۔ تو کیا تم واقعی مجھے یاد رکھے " ہوئے ہو؟ مجھے تو لگا تھا تم بھول گئے ہو گے کہ کوئی رباب نامی لڑکی بھی تمہاری زندگی میں تھی۔ " اسے حیرت ہی تو ہوئی تھی جب رہبان نے اس سے اس کی صحت کے متعلق دریافت کیا تھا۔ اس لیے وہ پوچھے بنا - نہ رہ سکی

میں اگر کسی کا چہرہ ایک دفعہ دیکھ لوں تو اسے کبھی نہیں بھولتا اور " آپ تو خیر سے ہماری کلاس فیلورہ چکی ہیں۔ بائی داوے آپ میری لائف

میں کبھی نہیں تھیں۔ میں صرف آپ کی عزت اس وجہ سے کرتا ہوں کیوں کہ آپ ایک عورت ہیں اور میری تربیت مجھے عورتوں کی عزت کرنا سکھاتی ہے۔ اب مجھے چلنا چاہیے۔" وہ اسے باور کروانا نہیں بھولا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں کبھی داخل نہیں رہی تھی اس لیے وہ اپنی یہ خوش فہمی جتنی جلدی دور کر لے اتنا ہی اس کے لیے اچھا ہوگا۔ اسے یوں جاتا دیکھ کر باب نے ایک دم سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔ جہاں روینہ کو تپ چڑھی وہیں رہبان نے باب کو کچھ ایسی نظروں سے گھورا کہ اس نے گھبرا کر فوراً اس کا ہاتھ چھوڑا۔ اس کے باب کو گھورنے پر اور باب کے ڈرنے پر روینہ کھلے دل سے مسکرائی جیسے اس کے جلتے دل پر کسی نے ٹھنڈا پانی ڈال دیا ہو۔

آئی۔ ایم۔ سوری مجھے تمہارا ہاتھ نہیں پکڑنا چاہیے تھا۔ وہ دراصل میں تم " سے ضروری بات کرنا چاہتی ہوں اس لیے پلیز اگر تم کچھ دیر یہاں بیٹھ سکو۔" اس نے شرمندگی اور کچھ اس بے چاگی سے کہا کہ رہبان جیسے - نرم دل بندے کو اس پر ترس آگیا وہ بغیر کچھ کہے واپس بیٹھ گیا

جی اب بتائیں کیا بات کرنی تھی آپ کو؟" اب کے اس نے نرمی سے پوچھا جو اس کا خاصہ تھی۔ اس کے نرم رویے پر رباب کو کچھ تقویت ملی ورنہ تو وہ خود بھی ڈر گئی تھی جب اس نے رہبان کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اس نے سوچا اگر اس جیسی بولڈ لڑکی رہبان سے ڈر سکتی تھی تو عام لڑکیاں تو اس کے سامنے آنے سے بھی کتراتی ہوں گی لیکن وہ شاید یہ نہیں جانتی تھی کہ عام لڑکیاں اس کی طرح کسی کا ہاتھ نہیں پکڑ لیتیں۔

پہلے چائے آرڈر کر لیں؟ دیکھو ویٹرز بار بار ہماری طرف ہی دیکھ رہے ہیں۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں رہبان کی توجہ ایک ویٹر کی طرف مبذول کروائی جو واقعی انہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی چائے سرو ہوئی۔

۔ رباب کہنا شروع کیا

-----

رہبان پر نشے کا اثر ہو رہا تھا۔ اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔ رباب یہ سب دیکھ کر خوش ہو رہی تھی کہ ایک دفعہ ان کا پلان کامیاب ہو جائے

تو رہبان کو اس کا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ جب کہ وہ دونوں یہ بات بھول گئی تھیں کہ اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ اگر ابھی رہبان پر ان کا پلان عمل کر رہا تھا تو لازمی نہیں کہ ہمیشہ ہی ان کا پلان کامیاب ہوگا۔

رباب آئے ایم سوری۔ مجھے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔ میرا سر بہت چکرا " رہا ہے۔ پلیز مائنڈ مت کرنا

بٹ مجھے ابھی جانا ہو گا۔ " اس نے اپنے چکراتے ہوئے سر کر پکڑ کر بمشکل کہا تھا جب کہ اس کی بات سن کر رباب کا دل قہقہہ لگانے کو چاہ رہا تھا۔

رہبان کرسی کا سہارا لے کر کھڑا ہوا مگر ڈرگ کی ڈوز اتنی زیادہ تھی کہ وہ فوراً اثر انداز ہو رہی تھی اور وہ اسی کے زیر اثر گرنے ہی والا تھا کہ رباب نے۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے تھام لیا۔

اُس اوکے رہبان مجھے لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ تم " ایسا کر کچھ دیر ادھر ہوٹل میں ہی ریسٹ کر لو۔ " ہمدردی سے کہتے ہوئے اس نے رہبان کو دوبارہ کرسی پر بٹھایا۔

شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ مجھے ریسٹ کر لینا چاہیئے۔ " اس نے " بمشکل آنکھیں کھول کر کہا۔

تم ذرا ویٹ کرو میں تمہارے لیے کوئی روم بک کروا لوں پھر تم وہیں " ریسٹ کر لینا۔ " دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے اس نے رہبان کو تسلی دینے کے ساتھ اپنی خدمات بھی پیش کیں۔ جس پر رہبان محض سر ہلا کر رہ گیا۔ اس وقت وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ انکار کر سکتا یا صارم ہی کو کال کر کے بلا سکتا۔ ہاں رباب چاہتی تو رہبان کو صارم کے حوالے کر سکتی تھی مگر پھر اس صورت میں اسے اپنے مقصد سے ہٹنا پڑتا جو وہ کبھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ رہبان کو دکھانے کے لیے ہوٹل کاؤنٹر پر گئی اور وہاں سے پہلے سے بک شدہ کمرے کی چابی لے کر واپس رہبان کی طرف آئی اور اسے مشکل سے سہارا دے کر روم میں لے گئی۔



-----

رہبان اپنے حالات سے بے خبر ہوٹل کے کمرے میں آرام سے سویا ہوا تھا۔ اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ آگے اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے تو وہ شاید نشے میں ہونے کے باوجود بھی وہ اپنے خلاف پلان بنانے والوں کا منہ توڑ دیتا مگر اس نشے نے اسے ہر چیز سے غافل کر دیا تھا۔

ایک ایسا انسان جو زندگی بھر ایسی حرام چیزوں سے دور رہا ہو اس پر ذرا سی چیز بھی گہرا اثر چھوڑ جاتی ہے اور یہاں اس کو تو اچھی خاصی مقدار میں نشہ آوردوا دی گئی تھی۔ نہ جانے وہ مزید کتنی دیر تک ایسے ہی ہوش و خرد سے بے گانہ پڑا رہتا اگر اس کا موبائل مسلسل نہ بجتا۔ آخر اس پر سے نشے کا اثر تھوڑا بہت اتر ہی گیا جبھی اس نے سست رومی سے آنکھیں ملتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے محسوس ہوا یہ اس کا کمرہ نہیں تھا۔ اس سے آگے بھی وہ سوچتا مگر ایک بار پھر سے اس کا موبائل بج اٹھا۔ اس نے ایک گرمی سانس لیتے ہوئے اس نے کال اٹینڈ کی

السلام علیکم ---- ماما کیسی ہیں آپ؟ خیریت اتنی صبح کال کی آپ " نے؟ " اس کی آواز میں ابھی ابھی ایک بوجھل پن تھا

وعلیکم السلام خیریت کیسے ہو سکتی ہے جب جوان جہان اولاد رات رات " بھر بنا بتائے گھر سے باہر رہے؟ " انہوں نے بغیر کوئی لگی لپٹی رکھے اسے سنایا۔ وہ ساری رات اس کے لیے پریشان رہی تھیں کہ وہ کبھی بھی بنا بتائے یوں رات بھر گھر سے غائب نہیں رہا تھا اور رات کو انہوں نے اسے کئی بار کال کی تھی مگر اس نے اٹینڈ نہیں کی تھی۔ وہ چاہتیں تو صام کو اس کے متعلق آگاہ کر دیتیں اور وہ پُرخلوص شخص ساری اسے ڈھونڈنے میں لگا دیتا مگر انہوں نے خود کو اس چیز سے بھی باز رکھا کہ وہ تو پریشان رہیں گی ہی ساتھ میں اسے کیوں پریشان کریں۔ اب جب رہبان کی آواز سن لی تھی تو گویا انہیں سکون آیا تھا اور رات سے تڑپتی ان کی مامتا پُر سکون ہو گئی تھی مگر اب انہیں رہبان کی لاپرواہی پر غصہ بھی آرہا تھا۔

آئے ایم سوری ماما میں ابھی آکر آپ کو سب کچھ بتاتا ہوں۔ آپ پلیز " غصہ مت کریں۔ آپ کا بی۔ پی شوٹ کر جائے گا۔ " اس نے شرمندگی سے کہا۔

"اوکے۔ جلدی گھراؤ۔ " مسز عظیم اس کی آواز کے بوجھل پن سے ہی جان گئی تھیں کہ اس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے اس لیے اسے فوراً گھر آنے کی تاکید کرتے ہوئے انہوں نے کال کاٹ دی۔ ان کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ صحیح سلامت تھا۔ وہ بلاوجہ اولاد کا گھر سے باہر رہنا بالکل پسند نہیں کرتی تھیں اور رہبان تو ان کا ایک ہی رشتہ تھا اس بھری دنیا میں۔ اس لیے وہ اس کے معاملے میں بہت محتاط تھیں۔

-----

رہبان کال بند کر کے کل رات کے واقعات یاد کرنے لگا مگر اس کو صرف جائے پینے تک کے واقعات یاد تھے پھر سر جھٹک کر وہ فریش ہونے کے لئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ فریش ہو کر کاؤنٹر پر چابی واپس کرنے

اور بلز

- وغیرہ کلیئر کرنے کی غرض سے گیا جب کاؤنٹر بوائے نے اسے کہا  
 سر آپ کی مسز نے سارے بلز کلیئر کر دیے ہیں۔ " اس لڑکے کا "  
 - اتنا کہنا تھا کہ وہ بھونچکا رہ گیا

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ میری تو ابھی شادی ہی نہیں ہوئی تو میری "  
 مسز کہاں سے آگئیں؟" اس نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا جس پر  
 - کاؤنٹر بوائے بھی بوکھلا گیا

سوری سر مگر آپ کا روم تو دو دن پہلے ہی مسٹر اینڈ مسز رہبان کے نام "  
 سے بک ہے - آپ کا نام رہبان عظیم ہے نا۔ " کاؤنٹر بوائے نے اسے  
 - تفصیل سے آگاہ کیا

وہ عورت جو کل رات آپ کو اس روم میں لے کر آئی تھی اسی نے "  
 روم بک کروایا تھا اور رات کو وہ کافی دیر آپ کے روم میں بھی رہیں پھر  
 بعد میں ان کی طبیعت خرابی کے باعث انہیں ہسپتال جانا پڑا۔ اسی لیے  
 - مجھے لگا وہ آپ کی مسز تھیں۔ " وہ لڑکا مزید بولا

اوہ رباب یہ سب کیا دھرا تمہارا ہے۔ جب تمہیں ایک دفعہ انکار کر دیا " ہے تو یہ سب کرنے کی وجہ؟ مجھے کچھ کرنا ہوگا ورنہ اس لڑکی سے کیا بعید یہ میرے لیے کوئی مصیبت کھڑی کر دے۔ " اس نے دانت پیستے ہوئے تصور میں رباب کے ساتھ خود سے بھی کہا اور بغیر کچھ بولے گھر کی طرف روانہ ہو گیا کہ اس وقت اس کا گھر جانا باقی سب چیزوں سے زیادہ اہم تھا۔ ماما گھر میں اس کے پریشان ہو رہی تھیں اور اگر وہ مزید دیر کرتا تو ان کا کیا ہوتا یہ سوچ ہی اسے لرزانے کے لیے کافی تھی

-----

روینہ رات کو بہت دیر سے سوئی تھی کیوں کہ وہ ساری رات رہبان کو آبرو کرتی رہی تھی اور جب وہ اٹھا تھا تب وہ سوئی تھی ابھی اس کی آنکھ لگے بمشکل ایک ڈیڑھ گھنٹہ ہی ہوا تھا جب اس کا موبائل بجنے لگا

اُف اللہ کیا مصیبت گلے ڈال لی ہے میں نے۔ اسے کہیں سکون "

نہیں ہے۔ " اس نے آنکھیں ملتے ہوئے موبائل کی سکرین پر چمکتے رباب کے نام پر نظر ڈالتے ہوئے سوچا

ہاں ہیلو باب کیا مصیبت آن پڑی ہے اتنی صبح صبح؟" اس نے کال " اٹینڈ کرتے ہوئے بے زاری سے کہا۔ ایک تو وہ ویسے کچی نیند سے جگائے جانے پر سیخ پا ہوئی بیٹھی تھی دوسرا اپنی ناپسندیدہ ہستی کی کال اٹینڈ کرنا اس کے لیے سب سے مشکل کام تھا۔ اس لیے تو اس نے پھاڑ کھانے والے انداز میں باب سے بات کی تھی

روینہ مجھے پوچھنا تھا کہ جو تم نے کہا تھا وہ سب تو میں نے کر دیا ہے۔ " اب آگے تم کیا کرنے والی ہو؟ دیکھو مجھے صرف اور صرف رہبان چاہیئے اس لیے میں نے تمہاری مدد کی تھی اور اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی تو میں رہبان کو بتا دوں گی کہ یہ سب تم نے کروایا تھا مجھ سے۔ " باب نے دھمکانے والے انداز میں کہا مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی دوسری طرف روینہ تھی جو ایسی لاپرواہ تھی کہ اس نے باپ کی ناجائز بات پوری کرنے کے لیے اپنی محبت تک کو قربان کر دیا تھا

اچھا بھئی تم ہی رکھ لینا اپنے رہبان صاحب کو۔ ویسے بھی وہ میرے " کسی کام کا نہیں ہے۔ اب مجھے سونے دو۔ " اس نے بے زاریت سے

کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔ جب کہ دل ابھی بھی واویلا کر رہا تھا کہ تم  
 - ایسا کیسے کہہ سکتی ہو جب کہ تم جانتی ہو وہ تمہارے لیے کیا ہے  
 دوسری طرف رباب اس کے یوں کال کاٹ دینے پر دانت کچکچا کر رہ  
 گئی۔

بڑا ایڈیٹیوڈ ہے تم میں مس رویہ - مگر تم ابھی مجھے جانتی نہیں ہو۔ "  
 بس ایک دفعہ رہبان مجھے مل جائے پھر تمہیں بھی سب سکھاؤں گی جو تم  
 بات بات پہ میری بے عزتی کر کے رکھ دیتی ہو۔ ذرا سی شکل کیا اچھی  
 - ہے تم تو ہواؤں میں ہی پرواز کرنے لگی ہو۔" اس نے تنفر سے سوچا

-----

کال کاٹنے کے بعد اسے نیند تو نہ آئی مگر وہ کتنی ہی دیر تک اپنا خون  
 جلاتی رہی۔ جب اس کام سے فارغ ہوئی تو فریش ہو کر نیچے آگئی۔ وہ  
 انہیں ہیلو کہتے ہوئے مسز عاطف کی طرف جانے لگی جو کچن میں ان  
 کے لیے ناشتہ بنا رہی تھیں۔ ابھی اسے ایک قدم ہی بڑھایا تھا جب

عاطف صاحب نے اس سے پوچھا کہ ابھی تک اس نے رہبان کے خلاف  
کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا

پاپا وہ لڑکی رباب کل آکر رہبان کے خلاف رپورٹ درج کروائے گی پھر "  
ہی کوئی ایکشن لیا جاسکتا ہے۔ کل ہی یہ کام ہو جائے گا۔ آپ فکر نہ  
کریں۔" وہیں کھڑے کھڑے انہیں مطمئن کرتی وہ کچن کی طرف بڑھ  
گئی۔ جب کہ عاطف صاحب اس بات پر خوش ہو رہے تھے کہ اب ان  
کے راستے کا کانٹا ہٹنے والا ہے۔ رہبان کے بعد اب کوئی ان کے کسی  
کام میں ٹانگ نہیں اڑائے گا۔ ان لوگوں کے پلان کے مطابق وہ لوگ  
جس ذلت میں اسے ڈالنے والے تھے وہ ہی اس کے لیے کافی ہوگی اس  
کے قدم پیچھے ہٹانے کے لیے مگر وہ یہ بات بھول گئے تھے کہ اللہ کے  
ہاتھ میں عزت اور ذلت ہے۔ وہ جسے چاہے عزت سے نوازے اور جسے  
- چاہے ذلت دے۔ جیسا کہ اللہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

"و تعز من تشا وتزل من تشا"



اور اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔ وہ تو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ وہ کیسے کسی کو مصیبت میں تنہا چھوڑ سکتا ہے؟ ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آزمائش کا دورانہ زیادہ ہو جاتا اور ایسا بھی صرف اس لیے ہوتا ہے کہ ہمارا رب چاہتا ہے اس کا پیارا بندہ جب اس تکلیف یا آزمائش سے نکلے تو ایک مضبوط انسان بن کر نکلے بالکل ایسے جیسے سونے کو کندن بنانے کے لیے اسے بھیڑی میں ڈالا جاتا ہے۔ بس انسان کو اس پر یقین کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کا یقین اس پر مضبوط ہوتا ہے تو اللہ اس کو زندگی کی ہر تکلیف اور مصیبت میں تھام لیتا ہے۔ کبھی ان پر آنچ نہیں آنے دیتا۔ روینہ اور عاطف صاحب کھانے میں مشغول ہو گئے اس بات سے بے خبر کہ ان کا پلان بہت برے طریقے سے فیل ہونے والا۔ ان لوگوں نے اپنی چال چل لی تھی اور اب اللہ اپنی بہترین تدبیر سے رہبان کو بچانے والا تھا۔

-----

ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے میڈ کو بلا کر اپنے  
کمرے کی تفصیلی صفائی کرنے کا کہا۔ آج چوں کہ سنڈے تھا اس لیے  
اس نے تفصیلی صفائی

کروانے کا سوچا تھا۔ وہ میڈ کو بلا کر صفائی کرنے کا بول خود اپنے کمرے  
کی طرف بڑھ گئی تاکہ اپنی نگرانی میں اس سے صفائی کروا سکے۔ میڈ اس  
کے سامنے وارڈروب سے اضافی چیزیں نکال کر ڈھیر کرتی جا رہی تھی جب  
اس کے ہینڈ بیگ میں سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس نے روینہ کی  
جانب بڑھایا تاکہ وہ دیکھ لے کہ آیا یہ کام کا ہے یا نہیں؟ اس کارڈ کو  
دیکھ کر اسے وہ آنٹی بھی یاد آ گئیں جنہوں نے اسے کہا تھا کہ اس کی  
شکل ان کی کسی دوست سے ملتی ہے اور وہ آگے مستقبل میں بھی اس  
سے ملنا چاہتی ہیں۔ اسی لیے انہوں نے اسے یہ وزیٹنگ کارڈ دیا تھا۔ اب اس  
کارڈ کو دیکھ کر اس نے سوچا آج ان سے ملنے چلی ہی جائے ویسے بھی  
اس کے پاس اب کرنے کو کچھ تھا نہیں۔ روم کی صفائی کروانے کے  
بعد اس نے سوچا اب ان آنٹی سے ملنے چلی ہی جائے۔ صفائی کروانے

کے بعد فریش ہو کر اس نے بلیک شرٹ کے ساتھ ہی بلیک پینٹ زیب تن کی۔ کالا رنگ اس کی گوری رنگت پر بہت بچ رہا تھا۔ بالوں کو حسب معمول ٹیل پونی میں مقید کرتے ہوئے اس نے پاؤں میں سنیکرز ڈالے۔ ہونٹوں پر ہلکے گلابی رنگ کا گلوں لگا کر اس نے ہونٹوں کو آپس میں رگڑا۔ اچھے سے تیار ہو کر دروازے تک پہنچی پھر رُک گئی۔ اس کی تیاری میں کچھ کمی تھی۔ اس نے شیشے کے سامنے ٹھہر کر ایک دفعہ پھر سے اپنا مکمل جائزہ لیا۔ پھر اسے سمجھ آیا کہ وہ دوپٹے کے بغیر جا رہی ہے۔ وہ کبھی دوپٹے کے لیے اتنی کانشیئس نہیں ہوئی تھی مگر اب اسے لگا ان آنٹی سے ملنے جاتے ہوئے اسے دوپٹہ لینا چاہیے۔ اسی غرض سے اس نے الماری کو اچھی طرح چھان مارا مگر کوئی دوپٹہ تو نہیں مگر ایک لال رنگ کا اسٹالر مل گیا۔ یہ بھی غنیمت تھا کہ اسے فی الحال یہ بھی مل گیا تھا ورنہ وہ تو کبھی بھی دوپٹہ لینے کا تکلف نہیں کیا کرتی تھی۔ یہ اسٹالر اسے سعدیہ نے گفٹ کیا تھا۔ اسے لگتا تھا لال رنگ روینہ پر غضب ڈھاتا ہے اور اگر وہ اس لال رنگ کو چہرے کے گرد لپیٹے گی تو

مزید خوبصورت لگے گی۔ رویہ کو یہ اسٹالر بالکل پسند نہیں آیا تھا مگر دوست کا دل بھی نہ توڑ سکتی تھی۔ اس لیے اس نے سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ آج اسے واقعی سعید کا گفٹ اچھا لگا تھا۔ اس نے فوراً اسٹالر کو گلے میں پورچ میں پہنچ کر ایک دفعہ کارڈ سے۔ مفلر کی طرح ڈالا اور باہر نکل گئی اچھی طرح ایڈریس ذہن نشین کیا اور پھر اس کی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی شہر کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی گاڑی ایک بڑے سے کالے رنگ کے گیٹ کے سامنے رکی۔ وہ گیٹ کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی کہ گیٹ کا رنگ بھی اس کے کپڑوں سے میچ کرتا تھا۔

۔ اسے تو ویسے بھی کالے رنگ سے عشق سا تھا

لگتا ہے اس گھر کے لکینوں کو بھی میری طرح کالا رنگ بہت پسند ہے "

۔ " اس نے سوچا۔ اس بات سے انجان کہ جس شخص کو وہ کبھی دوبارہ نہ دیکھنے کا قصد کر چکی تھی آج خود چل کر وہ اسی کے گھر آ گئی تھی۔

انجانے میں ہی سہی پر وہ اسی کے گھر پہنچ گئی تھی جس کو بقول اس کے وہ بہت ناپسند کرتی تھی باوجود اس کے کہ اس کا دل اس بات کی

تردید کرتا تھا اور وہ دل کی سنتی کب تھی۔ دل کی سنتی تو یوں آج دل بہلانے کے لیے وہ سہارے نہ ڈھونڈتی پھرتی۔ آج بھی تو اسی دل کی حالت سے گھبرا کر ہی وہ آنٹی سے ملنے چلی آئی تھی کہ شاید دل بہل جائے۔ گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر گاڑی باہر نکلا اور پوچھنے لگا جی کس سے ملنا ہے آپ کو؟ "گاڑی اس کی گاڑی کو دیکھ کر متاثر ہو کر" - بولا۔

اپنی میڈم سے کہو ایک لڑکی ان سے ملنے آئی ہے۔ "وہ غرور سے بولی۔" وہ تو کبھی ملازموں کو منہ نہیں لگاتی تھی۔ یہاں بھی اگر اس کی مجبوری نہ ہوتی تو چوکیدار کے پوچھنے سے پہلے گاڑی اندر لے جاتی۔

جی میڈم میں پوچھ لیتا ہوں ان سے۔ آپ انتظار کر لیں۔ "چوکیدار اس" کے رعب سے حد درجہ خائف ہوا۔ اسے حیرت ہوئی کوئی اتنی ماڈرن اور ال مینرڈ لڑکی اس کی بیگم صاحبہ سے ملنے آئی تھی جسے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں تھی۔ رہبان اور مسز عظیم اپنے ملازموں کو بھی فیملی کی طرح ہی ٹریٹ کرتے تھے اور ایک یہ لڑکی تھی جو آئی تو پہلی دفعہ تھی مگر

رعب ایسے جھاڑ ہی تھی جیسے وہ اس گھر کی مالکن ہو۔ چوکیدار اسے کہہ کر گیٹ بند کرتے ہوئے اندر چلا گیا جب کہ وہ اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگی۔

بیگم صاحبہ ایک لڑکی آپ سے ملنے آئی ہے۔ نام نہیں بتایا کہہ رہی ہے " آپ اس کو جانتی ہیں۔ " چوکیدار نہایت ادب سے بولا۔ اگر رہبان اور مسز عظیم ان لوگوں کو عزت دیتے تھے تو تمام ملازم بھی ان کی عزت دل سے کرتے تھے۔

اچھا ایسی کون سی لڑکی ہے؟ " انہوں نے پرسوج انداز میں آنکھیں میچیں۔ " جیسے یاد کرنے کی کوشش کی ہو کہ ان سے ملنے کون آیا ہوگا۔

اچھا تم اسے اندر لے آؤ۔ " یاد نہ آنے پر انہوں نے اسے اندر لانے کا " کہہ دیا۔ چوکیدار اثبات میں سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ مسز عظیم بھی اس کے پیچھے ہی آ گئیں کہ دیکھیں تو سہی آخر کون ملنے آیا ہے۔ چوکیدار کے گیٹ کھولنے پر وہ جو بے زاریت سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی گاڑی اندر لے آئی۔ مسز عظیم اسے دیکھ کر اچھنبے کا شکار ہوئیں۔ انہیں یقین

نہیں ہو رہا تھا کہ روینہ ان سے ملنے آئی تھی۔ جس دن انہوں نے روینہ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی اس دن کے بعد کئی دنوں تک انہوں نے اس کے آنے کا انتظار کیا تھا مگر روینہ نہ آئی۔ آخر ان کی امید دم توڑ گئی اور اب اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر انہیں بے انتہا خوشی ہوئی تھی۔ اسی خوشی کے باعث ہی انہوں نے اپنی بانہیں وا کر دیں۔ ان کے اس والہانہ پن کو دیکھ کر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور ان کے سینے سے جا لگی۔ ان کے سینے سے لگتے ہی اسے احساس ہوا ان کی محبت کا خلوص بالکل اس کی ماما جیسا تھا۔ وہ ماما کے لمس اور ان کے جیسی محبت کو ہی تو تلاش کرتی تھی۔ مسز عاطف کے بعد اسے وہ محبت مسز عظیم سے ملی تھی۔ اسے سمجھ نہ آیا کہ مسز عظیم کو اس سے اتنی محبت کیوں ہے۔ مسز عاطف تو اس کی ماما تھیں اس لیے وہ اس سے بہت محبت کرتی تھیں مگر مسز عظیم کی محبت کا والہانہ پن اسے بہت بھلا لگا۔ اس کے یوں ان کی بانہوں میں سما جانے پر انہوں نے اس کے سر پر بوسہ دیا پھر اس کے ماتھے کو شفقت سے چوما۔

میں نے کتنا انتظار کیا تھا تمہارا مگر تم نہیں آئیں۔" انہوں نے اسے " اپنے ساتھ لگائے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے اس سے شکوہ کیا۔ ان کے شکوہ کرنے پر وہ نجل ہوئی۔ اسے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ مسز عظیم - اسے اتنا پیار دیں گی ورنہ وہ پہلے ہی ان سے ملنے آجاتی

سوری آنٹی بٹ آئی پروس اب میں آپ سے ملنے آتی رہوں گی۔" ان " کے گال کو اس نے بالکل ویسے چوما جیسے وہ مسز عاطف کے گال چومتی - تھی۔ اس کی محبت پر تو وہ مزید نہال ہو گئیں

اچھا چلو کوئی بات نہیں مگر اب میں تمہیں لنچ کیے بغیر نہیں جانے " دوں گی۔" انہوں نے پیار بھری دھونس سے کہا۔ روینہ کو یہ دھونس بُری - نہیں لگی۔ نہ جانے کیوں وہ اسے ماما کے جیسی ہی لگیں

اوکے ٹھیک ہے آنٹی میں لنچ کر کے ہی جاؤں گی۔ آپ بتائیں کیسی " ہیں آپ؟ اور آپ اکیلی رہتی ہیں؟" ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس نے - پوچھا۔ گھر کی ڈیکوریشن سے وہ متاثر ہوئی تھی



ارے نہیں بیٹا میں اکیلی نہیں رہتی۔ میرا جو بیٹا ہے نہ وہ کبھی مجھے " اکیلا نہیں رہنے دیتا، بہت پیار کرتا ہے۔ ابھی تو وہ اپنے دوست کے گھر گیا ہوا ہے۔ " بیٹے کے بارے میں بات کرت ہوئے ان کے چہرے پر پھیلی شفقت کو دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے سے کتنا پیار کرتی تھیں۔

-----

ایک منٹ ایک منٹ - یہ رویہ وہی پولیس والی تو نہیں جو سعدیہ کی " دوست ہے؟ اور تم کیسے جانتے ہو؟ اوہ مائے گاڈ تم کسی لڑکی سے ملنے گئے تھے؟ " صادم کی آواز میں حیرت واضح تھی جب کہ آنکھیں اسی حساب سے باہر کو نکل آئی تھیں۔

" "ہاں وہی ہے اور وہ میرے ایک بزنس رائیول کی بیٹی ہے۔ ایک دفعہ میں پولیس سٹیشن گیا تھا اس کے باپ کے خلاف ایف آئی آر درج کروانے مگر اس نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ کہہ کر کہ

میرے خلاف پہلے سے ہی ایف آئی آر درج ہے۔ میں اس مسئلے کو باہر ہی سلجھا لوں۔ پھر کچھ دن پہلے اس کی کال آئی تھی کہ وہ وہ مجھ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہے۔ اس لیے مجھے لگا شاید اسے احساس ہو گیا ہے کہ وہ غلط کا ساتھ دے کر اپنے پیشے سے غداری کر رہی ہے اور اب وہ شاید میری ایف آئی آر درج کروانا چاہتی ہو یا پھر اپنے باپ کی طرف سے معافی مانگنا چاہتی ہو۔ "آگے وہ اسے یہ نہ بتا سکا کہ روینہ ہی وہ لڑکی ہے جسے وہ دل ہی دل میں پسند کرتا ہے اور جس بات کا اقرار وہ کچھ دیر پہلے صارم کے سامنے کر چکا ہے۔ اگر مزید کچھ بتا دیتا تو صارم نے

- چٹارے لینے تھے

پکا یہ سب اسی کا کیا دھرا ہے۔ مجھے یقین ہے اسی نے باب کے " ساتھ مل کر یہ سب کیا ہے۔ " صارم پُر یقین سا بولا۔ اس کی بات پر رہبان کا دل زور سے دھڑکا۔ اس کا اپنا دماغ بھی اسے اسی سوچ کی طرف متوجہ کر رہا تھا مگر اس کا دل اس بات کی نفی کر رہا تھا

مگر ایک بات ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو کیسے جانتی ہیں؟ جہاں " تک میرا خیال ہے روینہ رباب سے چار پانچ سال چھوٹی ہے۔ " صارم نے پھر سے خیال ظاہر کیا۔ جس کی رہبان نہ تائید کر سکا اور نہ ہی تردید کر سکا۔ وہ تو اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔

اچھا ٹھیک ہے تو ٹینشن نہ لے۔ میں سعدیہ سے بات کروں گا اس " کے بارے میں۔ وہ روینہ کو جانتی ہے اس سے پتا چل جائے گا کہ روینہ رباب کو جانتی ہے یا نہیں؟ " صارم نے اس کی پریشانی محسوس کرتے ہوئے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ جس پر وہ جبراً مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گیا۔ ان کی دوستی ایسی ہی تھی۔ ایک کی پریشانی دوسرا اس کی شکل سے ہی پہچان لیتا تھا۔ ایک مثالی دوستی تو ہوتی ہی وہی ہے۔ جس میں خلوص اور محبت شامل ہو۔

یار رُک جانچ ساتھ کر لیں گے۔ " اسے کھڑا ہوتے دیکھ کر صارم نے " اسے روکنے کی کوشش کی۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اب رہبان گھر جا کر۔ بھی اسی بات کے متعلق سوچ سوچ کر پریشان ہوتا رہے گا۔

نہیں یار ابھی میں گھر جاؤں گا۔ ماما ویٹ کر رہی ہوں گی۔ ایک " سنڈے کو ہی تو ان کے ساتھ لپچ کرنے کا موقع ملتا ہے اور میں یہ وقت ان کے ساتھ ہی گزاروں گا۔ تیری طرف لپچ پھر کسی دن کر لیں گے۔ " سہولت سے انکار کرتے ہوئے وہ اسے خدا حافظ کہہ کر جانے لگا ہی تھا۔ جب اذان کی آواز آنے پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ اس نے کہیں سنا تھا کہ اگر ہو سکے تو اذان کو بیٹھ کر سننا چاہیے اور اس کا جواب دینا چاہیے۔ جیسے ہی اذان ختم ہوئی وہ جانے لگا تو صارم کو بھی ہدایت کی

صارم چل اب اٹھ جا اور تو بھی ظہر کی نماز پڑھ لے۔ پہلے بھی تو نے " فجر کی نماز نہیں پڑھی

یار کچھ دیر تک پڑھ لوں گا۔ " اس نے سستی سے کہا کہ اس کا " بالکل ارادہ نہیں تھا فی الحال اٹھنے کا

دیکھو صارم جب اذان ہوتی ہے تو ہمیں سب سے پہلے نماز پڑھنی چاہیے " کیوں کہ اللہ کو یہ بات زیادہ پسند ہے کہ ہم اپنے تمام کام چھوڑ کر اس کی عبادت کریں۔ اس کی ایک ہی پکار پر لبیک کہیں۔ میں تمہیں یہ بات

ایک مثال کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ "وہ اسے سمجھانے کے لیے واپس بیٹھ گیا۔

دیکھو جب ہمارے ماں باپ کسی کام کے لیے ہمیں بلاتے ہیں اور ہم "دیر سے جاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے وہ یا تو خود وہ کام کر چکے ہوتے ہیں یا پھر کسی اور سے کروا چکے ہوتے ہیں۔ اب جب ہم دیر سے جائیں گے تو ہمارے جانے کا تو کوئی فائدہ نہ ہو نہ؟ بالکل اسی طرح جب ہمیں نماز کے لیے پکارا جاتا ہے تو ہمیں فوراً نماز ادا کرنے جانا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی مجبوری ہو جائے تو کیسے الگ ہے۔ اب کچھ سمایا اس بھوسے بھرے دماغ میں؟ "اسے اچھی طرح سمجھا کر رہبان نے آخر میں شرارت سے اس کے دماغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ صارم جو اس کی بات میں کھویا ہوا تھا اپنی کنپٹی پر رہبان کی انگلی محسوس کر کے فوراً ہوش میں آیا اور ہڑبڑا کر بولا۔

ہا۔۔۔۔۔ ہاں سمجھ گیا میں۔ میں ناں ایک بات سوچ رہا تھا۔ "اس کے "ہاں کہنے پر رہبان نے ابرو اچکائے جیسے استفسار کیا کہ کیا

یہی کہ تمہارے پاس اتنی اچھی باتیں آتی کہاں سے ہیں؟ اور یار تم اتنی " پابندی سے نماز ادا کیسے کر لیتے ہو۔ میں تو ایک نماز بھی پڑھ لوں تو لگتا ہے۔ " ہے پورے ہفتے کی نماز ایک ہی دن میں ادا کر لی ہے

مجھے خود بھی نہیں معلوم میرے پاس یہ تمام باتیں کہاں سے آتی " ہیں۔ بس اللہ کی طرف سے خاص کرم ہے مجھ گناہ گار پر جو اس نے میری باتوں میں وہ تاثیر رکھی ہے جو لوگوں کو متاثر کر سکتی ہے ورنہ میں تو کسی قابل ہی ہیں اور نماز پڑھنے میں بھی میرا تو کوئی کمال نہیں ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے میں کوئی نماز نہ چھوڑوں۔ قبول کرنا نہ کرنا رب کا کام ہے میرا کام ہے حاضری لگوانا سو میں اپنا کام کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ بس کبھی کبھی مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں اللہ سے دور نہ ہو جاؤں کیوں کہ شیطان ان لوگوں کو زیادہ بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں کیوں کہ جو لوگ اللہ سے دور ہوتے ہیں شیطان کو ان سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ تو میرے لیے دعا " کیا کر میں زندگی کی آزمائش میں ثابت قدم رہوں

ان شاء اللہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ " صارم نے اسے تسلی دی۔ اس کے " بعد رہبان اس سے مصافحہ کرتے ہوئے اپنے گھر کے لیے نکل پڑا۔

-----

- روینہ کو آئے کافی دیر ہو چکی تھی جب مسز عظیم نے اسے مخاطب کیا بیٹا تم ادھر ہی بیٹھو میں لہجہ بنا لوں پھر مل کر کریں گے اور ہو سکتا " "ہے تب تک میرا بیٹا بھی آجائے۔ میں تمہیں اس سے ضرور ملواؤں گی اس وہیں ڈرائینگ روم میں چھوڑ کر وہ خود کچن میں چلی گئیں۔ روینہ کچھ دیر تو وہیں بیٹھی رہی مگر پھر خود بھی مسز عظیم کے پیچھے کچن میں ہی چلی آئی۔

ارے بھئی تم کیوں آگئی کچن میں۔ میں بس آرہی ہوں بس یہ لہجہ تیار " کر لوں۔ " انہوں نے پیار سے اس کے گال کو چھو کر کہا

آنٹی میں وہاں اکیلے بیٹھ بیٹھ کر بور ہو گئی تھی۔ اس لیے آپ کے " پاس چلی آئی۔ آپ بتائیں میں کوئی ہیلپ کر دوں؟ " بوریت اس کے چہرے سے بھی جھلک رہی تھی۔ مسز عظیم کو اکیلے کام کرتے دیکھ کر

اسے شرمندگی ہو رہی تھی اس لیے اس نے مروت میں مدد کی آفر کر تو دی تھی۔ اب دل ہی دل میں خود کو کوس رہی تھی کہ کیا ضرورت تھی ہمدرد بننے کی۔ اب اگر آنٹی نے کوئی کام بتا دیا تو تمہیں کون سا کرنا آتا ہے۔ الٹا کام کو بگاڑ دو گی اور جو شرمندگی ہوگی وہ الگ

اچھا پھر ٹھیک ہے۔ تم ادھر ہی میرے پاس بیٹھ کر باتیں کرو مگر " کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلی بار میرے گھر آئی ہو اور میں تم سے کام کرواتی رہوں۔ جب تم اگلی بار آؤ گی تو ضرور تم سے کام کرواؤں گی۔ " انہوں نے متانت سے انکار کرتے ہوئے اس کا دل بھی رکھا اور ان کی بات پر اس نے شکر کا کلمہ پڑھا کہ جان چھوٹی۔ لیکن اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ اگلی بار ان کے گھر آنے سے پہلے وہ کسی حد تک کوکنگ سیکھ کر آئے گی۔ کھانا بنانے کے بعد مسز عظیم نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے باہر آئیں تو انہوں نے روینہ کو بھی نماز پڑھنے کا کہا۔ جس پر وہ ایسے ہو گئی جیسے اس کے سامنے موت کا کنواں موجود ہو اور اسے بغیر کسی ٹریننگ کے کرتب دکھانے کا کہا جا رہا ہو۔ ایسا ہوتا بھی



کیوں نہ اس نے تو زندگی میں کبھی نماز پڑھی ہی نہیں تھی۔ ماما اسے کبھی کبھی کہا کرتی تھیں کہ وہ نماز پڑھ لے مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی تھی۔ اس کے لیے دنیا کے کام زیادہ اہمیت کے حامل جو ہوتے تھے

وہ۔۔۔۔۔ دراصل۔۔۔۔۔ آنٹی۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے نماز نہیں آتی۔ "اس نے"

شرمندگی سے گردن جھکاتے ہوئے مسز عظیم کے سامنے اپنی نااہلی کا اعتراف کیا۔ اس کی بات سن کر مسز عظیم کو واقعی میں افسوس ہوا تھا کہ اتنی پیاری لڑکی اللہ سے کس قدر دور تھی لیکن انہوں نے اسے کچھ نہیں کہا کہ اگر وہ اسے کچھ کہہ دیتیں تو ہو سکتا تھا کہ وہ اللہ سے مزید دور ہو جاتی۔ اس لیے انہوں نے اسے پیار سے اپنے ساتھ لگا لیا اور کہا

چلو کوئی بات نہیں۔ میں سکھا دوں گی اپنی بیٹی کو۔ ابھی تم ایسا کرو "جا کر گھر دیکھو جب تک میں نماز پڑھ لیتی ہوں۔ پھر اکٹھے لپچ کریں؟ گے۔ ٹھیک ہے"

جی ٹھیک ہے آنٹی اور تھینک یو سوچ۔ "اس نے تشکر سے اپنا جھکا "۔ سر اٹھا کر کہا۔ جس پر مسز عظیم حیران ہوئیں

اصل میں آنٹی آپ وہ پہلی انسان ہیں جنہوں نے میرے نماز نہ آنے " پر مجھے جج نہیں کیا اور نہ ہی مجھے لعنت ملامت کیا۔ ورنہ سب مجھے نماز نہ آنے کے باعث بہت برا بھلا کہتے تھے مگر کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ کوئی بات نہیں اگر تمہیں نماز نہیں آتی تو ہم سکھا دیں گے۔ بس سب نے ہمیشہ اس معاملے میں مجھے اتنا ڈیگریڈ کیا کہ میں اللہ اور اسلام دونوں سے دور ہو گئی۔ " ان کے حیران ہونے پر اس نے وضاحت کی۔ جس پر مسز عظیم کو واقعی اس لڑکی پر ترس آیا۔ وہ پیار سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے نماز پڑھنے چلی گئیں کہ اب ان کے پاس اسے کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔ ان کے جانے کے بعد روینہ گھر کا کونہ کونہ دیکھ رہی تھی۔ جب ایک کمرے کی خوبصورتی نے اسے ٹھٹھک جانے پر مجبور کر دیا۔ باقی کمروں کو وہ صرف دروازے دیکھ کر ہی باہر پلٹ آئی تھی لیکن اس کمرے کی خوبصورتی نے اسے میسمرائز کر دیا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔ نظریں آس پاس کی خوبصورتی کو سراہا رہی تھیں۔ کمرے کے وسط میں جہازی سائز کے بیڈ پڑا تھا جس پر پڑی بیڈ

شیٹ اور یہاں تک کہ کمفرٹر بھی سفید رنگ کا تھا۔ کمرے کی دیواروں سے لے کر کھڑکی کے پردے سب کچھ سفید تھا۔ برف کے کسی گولے کی مانند سفید۔ ایک ٹھنڈک کا سا احساس بخشتا ہوا۔ اس سب کو دیکھ کر کوئی بھی انسان کچھ لمحات کے لیے مسحور ہو کر رہ جاتا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ وہاں موجود ہر سفید چیز کو چھو کر ضرور دیکھتی۔ اس سے پہلے کہ وہ واقعی کسی چیز کو چھوتی مسز عظیم کی آواز نے اسے واپس پلٹنے پر مجبور کر دیا۔

روینہ بیٹا آ جاؤ میں کھانا لگ رہی ہوں۔ ہم دونوں کھانا کھا لیتے ہیں۔ " میرے بیٹے کا کوئی پتا نہیں ہے وہ کب آتا ہے۔ " روینہ کو ان کے بیٹے سے ملنے کا کوئی اشتیاق نہیں تھا پہلے مگر اب اس کا کمرہ دیکھنے کے بعد وہ اس شخص سے ملنا چاہتی تھی جو اس خوبصورت کمرے کا مالک تھا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ ان کے بیٹے سے ملے بغیر ہی چلی گئی کیوں کہ اسے اس کی ماما کی کال آرہی تھی جو اسے گھر آنے کا کہہ رہی تھیں۔ جیسے

ہی اس کی گاڑی مسز عظیم کے گیٹ سے باہر نکلی۔ اسی وقت سفید  
- رنگ کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔

اما پلیز کھانا لگا دیں۔ بہت بھوک لگی ہے۔ آئی ایم سوری مجھے دیر ہو "  
- گئی۔ " انہیں سلام کرنے کے بعد وہ پیٹ پر ہاتھ رکھ بولا

میں تو کھانا کھا چکی ہوں۔ تم اتنی دیر سے آئے ہو اس لیے مجھے لگا تھا "  
تم کھانا صارم کے ساتھ کھاؤ گے اور ویسے بھی میں مہمان کو اکیلے تو بھٹا  
کر کھانا نہیں کھلا سکتی تھی۔ اسے اپنے گھر جانا تھا تو میں نے بھی اس  
کے ساتھ کھانا کھا لیا۔ تم اگر پانچ منٹ پہلے آ جاتے تو میں تمہیں اس  
سے ملوا دیتی۔ " اس کے دہائی دینے پر انہوں نے کھانا اس کے سامنے  
- رکھتے ہوئے کہا۔

اوہ اس کا مطلب ہے میرا اندازہ صحیح تھا۔ آج کوئی آیا تھا گھر ہے "  
نا؟ " اس نے کھانا کھاتے ہوئے تائید چاہی۔ جس پر انہوں نے اثبات  
- میں سر ہلا دیا۔

ہاں آئی تھی میری بیٹی۔ پتا رہبان اس کی شکل میری دوست سے بہت " ملتی ہے۔ " انہوں نے خوشی سے اسے بتایا۔ وہ اسے باور کروانا چاہتی تھیں کہ جس لڑکی سے وہ اسے ملوانا چاہتی تھیں وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں تھی۔

یار ماما آپ نے پتا نہیں کسے بیٹی بنا لیا ہے؟ اگر وہ کوئی سکامر ہوئی تو؟ " آج کل کسی پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیا پتا کون آپ کا دشمن نکل آئے؟ " اس نے رغبت سے کھانا کھاتے ہوئے صرف انہیں ڈرانے کے لیے کہا۔

جی نہیں وہ لڑکی بہت اچھی ہے۔ اس کی شکل اتنی معصوم ہے کہ " دل خود بخود اس پر اعتبار کرنے کو چاہتا ہے۔ " انہوں روینہ کی تعریف کی۔ جس پر رہبان کو بھی روینہ کی ہی شکل یاد آئی جو بہت معصوم دکھتی تھی۔ ان دونوں ماں بیٹے کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ دونوں ایک ہی لڑکی کو اپنی اپنی زندگی میں ایک اہم مقام دے چکے ہیں۔

-----

ہیلو رباب آج تم آکر رپورٹ درج کروادو۔ پھر تمہارا کام یہاں تک ختم " ہو جائے گا۔ " اگلے دن رویہ نے رباب کو کال کر کے کہا تھا۔ کیوں کہ جب تک رباب کوئی ایف آئی آر درج نہ کرواتی وہ خود بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی اور پھر عاطف صاحب نے صبح سے پوچھ پوچھ کر سر میں درد کر رہا تھا۔

نہیں یار میں نہیں آسکتی۔ رہبان کو پتا چل گیا ہے کہ میں نے اسے " ٹریپ کیا تھا۔ " رباب نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ ناخنوں پر لگی نیل پینٹ پر پھونک بھی مار رہی تھی جس کی آواز رویہ کو سپیکر سے سنائی دے رہی تھی۔

کیا مطلب؟ اسے کیسے معلوم ہوا۔ تم نے تو کوئی چالاکی نہیں کی۔ " " رویہ نے مشکوک سے انداز سے پوچھا۔ اس کے پوچھنے پر رباب اسے سب کچھ بتاتی گئی کہ کیسے رہبان کو معلوم ہوا وغیرہ وغیرہ۔

-----

"اتوار"

"رہبان کے صارم کے گھر سے جانے کے بعد

رہبان کے جانے کے بعد صارم نے بہت سوچ بچار کے بعد رباب کو کال کی تھی۔ وہ بھلا کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ کوئی اس کے عزیز از جان دوست کی عزت کو خراب کرنے کی کوشش کرے اور وہ چپ چاپ بس دیکھتا رہے۔ اس لیے اس نے رباب کو کال کرنے کا سوچا تھا۔

"السلام علیکم رباب کیسی ہو؟" کال اٹینڈ ہونے پر اس نے سلامتی بھیجی۔ اس کا دل تو بالکل بھی کر رہا تھا ایک ایسی لڑکی پر سلامتی بھیجنے کا جو اس کی دوستی کی آڑ میں اس کے سب سے پیارے دوست کی

دشمن بنی ہوئی تھی مگر اسے رہبان کی بات یاد تھی۔ رہبان نے ہمیشہ اسے کہا تھا کسی مسلم سے ملتے وقت یا بات کرتے وقت سب سے پہلے سلامتی بھیجنی چاہیئے۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسے ہو؟ یار تم تو ملنے ہی نہیں آتے۔ میں ہی آؤں تو آؤں۔" اس کی طبیعت کے بارے میں استفسار کرتے ہوئے رہبان نے شکوہ کیا۔ جس پر صارم کھول کر رہ گیا۔ کیوں کہ اس نے ہمیشہ رہبان کو ایک مخلص دوست اور بھائی کی طرح عزت دی تھی مگر جو کچھ اب وہ کرتی پھر رہی تھی وہ سب اس سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"اوہ ہو محترمہ میں نے ہی کال کی ہے آج تمہیں۔" صارم نے طنزیہ انداز میں کہا جب کہ رہبان کو لگا وہ مزاح میں بات کر رہا ہے اس لیے ہنس دی۔ اس وقت اس کا ہنسنا بھی صارم کو زہر لگ رہا تھا۔

"تم رہبان سے ملی؟" اس کا سوال ہی ایسا تھا کہ موبائل کے دوسری طرف موجود رہبان کی ہنسی کو بریک لگ گئی۔

"نہ۔۔۔۔۔ ابھی تک تو نہیں ملی۔ یار ٹائم ہی نہیں ملا۔ سوچ



رہی ہوں آج کل میں ہم تینوں ملتے ہیں - "اس نے صفائی سے جھوٹ بولا لیکن نہیں جانتی تھی کہ صارم کو اس کی حرکت کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے -

"اچھا واقعی تم نہیں ملی؟ پھر ہفتے کی رات کو وہ کون تھا جو رہبان کو نشے کی حالت میں ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ کر گیا تھا بلکہ یوں کہنا چاہیئے اس کے ساتھ تھا؟ اور میری اطلاعات کے مطابق ہوٹل میں کمرہ بھی پہلے سے بک تھا - مسٹر اینڈ مسز رہبان کے نام سے - "اس کے جھوٹ پر صارم تو جیسے پھٹ پڑا جب کہ وہ خود ایسے ہو گئی جیسے سانپ سونگھ گیا ہو -

"اب بتاؤ کیا مقصد تھا تمہارا اور تمہارے ساتھ وہ روینہ بھی ملی ہوئی تھی نا؟ تمہیں یہ سب کرنے کو روینہ نے کہا تھا نا؟ "اس کی خاموشی پر اسے طیش آ رہا تھا - بس نہیں چل رہا تھا ابھی کے ابھی جا کر اس رباب اور روینہ کا حشر نشر کر دے -

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ اور تم روینہ کو کیسے جانتے ہو؟ "صارم کا انداز

اسے بوکھلا کر رکھ گیا اور اسی بوکھلاہٹ میں وہ الٹی بات کہہ گئی۔

"اوہ اچھا تو یہ تم دونوں کی ملی بہکت تھی۔ میں تمہیں اور اس رویہ کو رہبان سے دور رہنے کی نصیحت کرتا ہوں ورنہ اپنے انجام کی ذمہ دار تم دونوں خود ہوگی۔ تم نے ابھی تک میرے اندر کا سردار نہیں دیکھا۔ اگر میں اپنے اصلی سردار نہ روپ میں آگیا تو تم دونوں کو مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میں جانتا ہوں رہبان صرف تم دونوں کو سمجھائے گا مگر میں سزا دوں گا اور یقیناً تم نے سرداروں کی سرداری کے بہت قصے سن رکھے ہوں گے۔" صارم ہمیشہ کول رہتا تھا۔ اسے غصہ بالکل بھی نہیں آتا تھا۔ اسی لیے تو وہ لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ ایک سردار ہے مگر جب بات اس کے گھر والوں یا پھر اس کے دوستوں پر آتی تھی تو وہ وہی ازلی سردار بن جاتا تھا جو دشمن کے لیے صرف سردار ہی ہوتا تھا۔ ابھی بھی اس نے اتنے سنگین انداز میں رباب کو دہمکی دی کہ اس سے دور ہونے کے باوجود رباب کی ریڑھ کی ہڈی سنسناتا تھی۔ اس کے انداز پر وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ صارم مزید اسے خوف زدہ کرتا

اس نے ڈر کے مارے جلدی سے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

رباب کی بات سن کر روینہ کو رہ کر اس پر غصہ آ رہا تھا۔ صرف رباب کی وجہ سے اس کا پورا پورا پلان چوہٹ ہو گیا تھا اوپر سے صارم سعدیہ کا ہسبنڈ بھی تھا اگر وہ سعدیہ کو سب کچھ بتا دیتا تو وہ اپنی دوستوں کو کیا منہ دکھاتی؟ یہی سوچ اسے پاگل کر رہی تھی۔

"رباب کی بچی تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم ہوٹل والوں کو پیسے دے کر ان کا منہ نہ بند کرواؤ۔ صرف تمہاری غلطی کی وجہ سے سب کچھ الٹ ہو گیا ہے۔ کچھ کر تو سکتی نہیں ہے اور اسے رسبان عظیم جیسا بندہ چاہیئے۔ آئی بڑی۔" اس نے رباب کو لتاڑا جب کہ دل ہی دل میں تو وہ باقاعدہ اسے کوس چکی تھی۔

"اچھا اب بس کرو ہو گئی غلطی۔ اب کیا طعنے مار مار کر جان لو گی۔ اب بتاؤ کیا کرنا ہے میں وعدہ کرتی ہوں اب کوئی غلطی نہیں ہوگی۔" اس کے غصے سے خائف ہوتے ہوئے رباب نے منہ بسورتے ہوئے پوچھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم - سارے کام بگاڑ کے رکھ دیتی ہو - میں خود اپنا کام کر لوں گی - تمہیں رہبان چاہیئے تو خود کچھ کرو - اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے -" اسے جھاڑتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی جب کہ رباب نے غصے سے موبائل کو گھور کر دیکھا جیسے وہ موبائل نہیں روینہ ہو

"اب کیا کروں؟ اس رباب پر بھروسہ کر کے بہت بڑی غلطی کر دی ہے میں نے - اب پایا کو کیا جواب دوں گی -" خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ ادھر سے ادھر ٹھل رہی تھی کسی پینڈولم کی طرح - جب کچھ نہ سوچھا تو سر جھٹک کر وہ کچن میں چلی گئی کیوں کہ اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ اگلی بار مسز عظیم کر گھر جانے سے پہلے وہ کوکنگ سیکھ کر ہی گی - جائے

"روینہ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟ تم آج یہاں کچن میں کیا کر رہی ہو؟" اس اندر داخل ہوتا دیکھ کر مسز عاطف کو شدید حیرانی ہوئی تھی - اسی لیے انہوں نے باقاعدہ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا تھا -

اپنے کام کے لیے بھی کچن میں قدم نہ رکھنے والی رویہ آج خود سے کچن میں موجود تھی تو یقیناً کوئی نہ کوئی بات ضرور تھی۔

"اوہو ماما میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آج سے میں آپ کے ساتھ کچن کے کام کروایا کروں گی۔" اپنے ماتھے سے لگے ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے پیار سے کہا جب کہ اس کی بات پر مسز عاطف نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟ میں نے کوئی انوکھی بات تو نہیں کی۔ سب لڑکیاں ہی اپنے گھر کے کام کرتی ہیں۔ بس میں نے سوچ لیا ہے آج سے میں کوکنگ سیکھوں گی۔ آپ سکھائیں گی نا مجھے؟" ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے شرارت سے کہا۔

"لو بھلا میں کیوں نہیں سکھاؤں گی؟ میری تو سب سے بڑی خواہش یہی تھی۔ اب تو میں تمہیں کچن کے کاموں میں ماہر کر دوں گی دیکھنا۔" انہوں نے خوشی سے اسے اپنے اندر سموتے ہوئے جس انداز میں کہا۔ وہ رویہ کو مسکرا نے پر مجبور کر گیا۔ ماما کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ

ابھی کے ابھی اسے ہر کام میں ماہر بنا دیتیں۔

"اچھا بتاؤ آج کیا بنانا سکھاؤں تمہیں؟" اسے خود سے الگ کرتے انہوں نے پر مسرت انداز میں پوچھا۔

"اُمم۔۔۔۔۔ کافی بنانا سکھائیں پہلے۔" اس نے سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"آپ جانتی ہیں نا مجھے کافی کتنی پسند ہے اور بندے کو شروعات تو اپنی پسند سے کرنی چاہیئے نا؟" آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس نے انہیں دیکھا۔ جب کہ اس کی فرمائش پر انہوں نے اسے صرف گھورنے پر اکتفا کیا لیکن کچھ کہنے سے گریز ہی کیا کہ اس کا کیا بھروسہ ابھی کے ابھی اپنا ارادہ بدل دے تو پھر وہ بھلا اسے ہر کام میں ماہر کرنے کے مشن میں کیسے کامیاب ہوتیں۔

السلام علیکم ماماگڈ مارنگ - "رہبان فجر کی نماز پڑھ کر واپس آیا تو انہیں کے پاس بیٹھ گیا۔ ویسے بھی ان دونوں کے علاوہ کوئی تھا نہیں جس کے

ساتھ وہ وقت گزارتے -

"وعلیکم السلام - "ماما نے مسکراتے ہوئے جواب دیا -

"اور سناؤ کیا چل رہا ہے - لوو سٹوری کہاں تک پہنچی؟" اسے جواب

دیتے ہوئے انہوں نے شرارت سے پوچھا - وہ دونوں ایک دوسرے سے اس قدر اٹیچ تھے کہ دوستوں کی طرح ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے تھے - ابھی بھی ان کے اس طرح پوچھنے پر وہ ہنس دیا -

"مت پوچھیں ماما - لوو سٹوری تو ابھی تک وہیں پر کی ہوئی ہے جہاں سے شروع ہوئی تھی - مجھے تو موقع ہی نہیں ملا اس سے بات کرنے کا - "ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اس نے جواب دیا - مایوسی اس کے انگ انگ سے ظاہر تھی اور پھر جب سے روینہ اور رباب کی حرکت کے بارے میں معلوم ہوا تھا تب سے وہ کچھ زیادہ ہی مایوس ہو گیا تھا -

"اللہ بہتر کرے گا - تم جلد از جلد اس سے بات کر لو - پھر میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں - زندگی کا کیا بھروسہ آج ہے کل نہیں - میں تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے دلہا بنے دیکھنا چاہتی ہوں - "انہوں نے

حسرت سے کہا۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی کریں۔

"ماما یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔ آپ کو کچھ نہیں ہوگا اور آپ فکر نہیں کریں اگر اس نے انکار کر بھی دیا تو میں کوئی روگ نہیں پالوں گا کیوں کہ میں جانتا ہوں اللہ ہمارے لیے بیسٹ سے بیسٹ چیز پسند کرتے ہیں۔ میں اس میں اللہ کی رضا سمجھ کر خوش ہو جاؤں گا۔" اس نے ان کی پریشانی دور کرنا چاہی۔ وہ تو ابھی تک اپنے باپ کی جدائی کے غم سے بھی پوری طرح باہر نہیں نکلا تھا ایسے میں اگر اس کی محبت بھی نہ ملتی تو وہ کیا کرتا۔ یہی سوچ انہیں پریشان کرتی تھی مگر رسبان نے ان کی سوچ کو جھٹلا دیا۔ اس کی بات پر انہوں نے بے ساختہ اس کی پیشانی چومی۔

---

"روینہ بات سنو میری۔" وہ پولیس سٹیشن جانے کے لیے تیار ہو کر نیچے آئی تو عاطف صاحب نے اسے اپنے کمرے میں بلایا اور خود واپس اندر چلے



گئے۔ مسز عاطف کچن میں کام کر رہی تھیں ورنہ وہ ضرور ان سے اس ضروری بات کی بابت پوچھتیں جو وہ دونوں اکیلے میں کرنا چاہتے تھے۔ وہ جانتی تھیں کہ عاطف صاحب نے رویہ کو پولیس فورس کیوں جوائن کروائی تھی۔ اس لیے ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ رویہ کو عاطف صاحب کی کوئی بھی غلط بات ماننے سے روک سکیں۔ ان کی اسی عادت کے باعث ہی عاطف صاحب رویہ سے اس طرح کی بات ان سے چھپ کر کرتے تھے۔

"اف اب کیا بتاؤں گی پاپا کو۔" ان کے بلانے پر اس نے سوچا اور قدم ان کر کمرے کی جانب بڑھا دیے کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ "ہاں بتاؤ کیا بنا میرے کام کا؟ اس رہبان کی ابھی کال آئی تھی اس نے پانچ دن کا وقت دیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں خود ہی اس کا اور باقی سب کا نقصان پورا کر لوں ورنہ پھر وہ کسی بڑے افسر سے بات کرے گا۔ اس کے باپ کی پہنچ بہت اوپر تک تھی۔" وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی انہوں نے اسے مخاطب کیا۔ وہ مسلسل اس کی طرف دیکھ

رہے تھے۔ انہیں بھی کہیں نہ کہیں احساس تھا کہ وہ رہبان کو پسند کرتی ہے اور اس سے پہلے کہ یہ پسند ان کے پلان کے راستے میں آتی وہ رہبان کا قصہ ہی تمام کرنا چاہتے تھے۔ پھر آخر انہوں نے رویہ کو اتنے سالوں تک صبر سے پالا تھا اب ان کے خیال میں وہ وقت بھی آگیا تھا کہ وہ رویہ کے خوبصورت سراپے سے خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ انہیں اپنی بیوی سے بے انتہا محبت تھی اسی لیے تو ان کے ماں نہ بن سکنے کے باوجود وہ ان کے ساتھ تھے۔ مگر اپنی فطرت سے بھی مجبور تھے جو انہیں ہر دوسرے دن کسی نئے جسم کی تلاش میں کہاں سے کہاں لے جاتی تھی

-

"وہ اصل میں پاپا رباب نے ساری گڑبڑ کر دی ہے۔ اس لیے اب ہمیں پلان تبدیل کرنا پڑے گا۔ آپ پلیز کچھ وقت دے دیں۔ میں سب سنبھال لوں گی۔"

"چلو ٹھیک ہے تین دن کا وقت ہے تمہارے پاس۔" انہوں نے جیسے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔

"او کے تھینک یو پاپا - میں آپ کو اس بار مایوس نہیں کروں گی - ابھی چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے -" خوشی سے کہتے ہوئے وہ ان کے کمرے سے باہر نکل آئی -

"اوہ یاد آیا پرسوں تو میرا برتھ ڈے ہے تو کیوں نہ سعدیہ وغیرہ کے ساتھ اس کو بھی بلا لوں - اسی دن کچھ نہ کچھ تو کر ہی لوں گی -" اس نے اپنی سوچ کے گھوڑے دوڑائے -

آج صارم رہبان کے آفس گیا ہوا تھا اور باتوں کے درمیان ہی رہبان نے اس سے پوچھا تھا کہ اس نے رباب سے اس بارے میں بات کی یا نہیں؟ وہ خود رباب کے منہ نہیں لگنا چاہتا تھا اس لیے اس نے صارم سے کہا تھا کہ وہ رباب سے بات کرے -

"ہاں میں نے بات کی تھی اس سے اور میرا شک درست نکلا اس سب میں رویہ بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی تھی - میں سعدیہ سے بات کروں گا وہ اسے سمجھائے گی مگر تو بھی ذرا احتیاط کیا کر - ہر کسی پر بھروسہ

کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔ "صارم نے اسے بڑے بزرگوں کی طرح نصیحت کیجب کہ اس کی بات سن کر رہبان کا چہرہ تاریک پڑا۔ وہ اب تک خود کو تسلی دیتا آیا تھا کہ روینہ اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کرے گی آخر کو وہ اس کی آنکھوں میں اپنی محبت کے جلتے دیے دیکھ چکا تھا۔ محبت کے جگنو اس کی آنکھوں میں بھی روشن تھے۔ پھر وہ کیوں اس کے ساتھ کچھ برا کرے گی۔ جس سے محبت ہوتی ہے انسان اس کی طرف آنے والی کسی بھی مصیبت یا تکلیف کا داہارا اپنی طرف موڑنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کا محبوب اس تکلیف سے بچ جائے۔

ڈونٹ ٹیل می کہ روینہ ہی وہ لڑکی ہے جس سے تم ---- "اس کی " اداسی کو محسوس کرتے ہوئے صارم نے حیرانی سے کہا۔ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی رہبان نے اس کی بات سمجھتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔ اس کے یوں سر اثبات میں ہلانے پر صارم شدید حیران ہوا۔ کا کپ آرام سے میز پر رکھا کہ کہیں گرم اس نے ہاتھ میں پکڑا چائے آخر کو رہبان نے اس کو جھٹکا ہی اس کے ہاتھ پر ہی نہ گر جائے چائے

ایسا دیا تھا۔

"اوہ یار یہ کیا کر دیا تُو نے۔ اپنی دشمن سے محبت کر بیٹھا ہے اگر اسے پتا چلا تو وہ تو اس بات کا بھی بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گی۔ تُو نے اسے بتایا تو نہیں نہ؟" اس نے گویا سر پر ہاتھ مارا۔ اس کے خیال میں محبت تو سوچ سمجھ کر کیا جانے والا کام تھا۔ اس کی بات پر رہبان نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں وہ میری دشمن نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے پاپا نے اسے مس گائیڈ کیا ہو اور تمہیں کیا لگتا ہے محبت سوچ سمجھ کر ہوتی ہے؟ یہ تو وحی کی طرح نازل ہوتی ہے خوش نصیب دلوں پر اور پھر انسان نے اندر بہت گہرائی میں سرایت کر جاتی ہیں یوں کہ انسان کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہتا۔" اس نے روینہ کی سائیڈ لی۔ جس پر صارم کا دل کیا کوئی چیز اٹھا کر اس کے سر میں اس شدت سے مارے کے اس کا دماغ ٹھکانے پر آ جائے۔

ابے یار وہ لڑکی تیرے کردار، تیری عزت اور کسی حد تک تیری زندگی کی "

دشمن بنی ہوئی ہے تو اس کی محبت میں پاگل ہوا جا رہا ہے۔ قربان جاؤں  
ایسی محبت پر۔ "اس نے طنز سے بھرپور انداز میں کہا تو رہبان کے ہونٹوں  
کو پھیکی سی مسکان نے چھوا۔ جب تک اسے محبت نہیں ہوئی تھی تب  
تک وہ بھی سمجھتا تھا کہ یہ سب فضول ہے لیکن اب وہ نہ زہر کا پیالہ  
نگل سکتا تھا اور نہ ہی اُگل سکتا تھا۔

- گا "اچھا چل سب ٹھیک ہو جائے

اللہ سب بہتر کرے گا۔ "اس کی اتری شکل دیکھ کر صارم نے تسلی  
دی۔ وہ تو ہمیشہ اس کی خوشی میں ہی خوش ہونے والا بندہ تھا

میں ایک دفعہ کوشش ضرور کروں گا ان شا اللہ میں ساری زندگی اس  
گلٹ کے ساتھ نہیں گزاروں گا کہ میں نے ایک کوشش بھی نہیں کی  
تھی اس کو سمجھانے کی۔ "اس نے ایک عزم سے کہا۔

وہ لوگ چائے پینے کے ساتھ باتیں کر رہے تھے جب صارم کا فون بجنے  
لگا۔ اس نے کسی انجان نمبر سے کال دیکھ کر بند کرنے کا ارادہ کیا مگر

رہبان کے کہنے پر کہ کوئی اہم کال بھی تو ہو سکتی ہے۔ اس نے کال  
- اٹینڈ کر لی

ہیلو۔ " اس کے یس کا بٹن پیش کرتے ہی ایک "  
- محتاط سی آواز اس کے کان سے ٹکرائی

سردار صارم کمال سپیکنگ۔ " اس نے دبنگ آواز میں شرارت سے کہا "  
-- ایک نسوانی آواز سن کر اس کے اندر کا شیطان صارم باہر نکل آیا تھا

وہ ---- صا ---- صارم بھائی ---- میں سعدیہ کی دوست ---- "  
ر۔۔۔ روینہ بات کر رہی ہوں۔ " اس کی دبنگ قسم کی آواز سن کر تو جیسے  
اس کا حلق خشک ہوا تھا مگر اب جب اس نے کال کر ہی لی تھی تو  
؟ اسے بات بھی کرنی ہی تھی ورنہ پایا کو کیا جواب دیتی

اوہ --- روینہ عاطف کو آج ہماری یاد کیسے آگئی؟ " اس نے طنزیہ انداز "  
میں اوہ کرتے ہوئے استفسار کیا جب کہ رہبان جو اس کی حرکات نوٹ  
کر رہا تھا روینہ کے نام پر چونک کر سیدھا ہوا۔ جب کہ صارم کے طنزیہ  
- انداز پر اسے لڑکتے ہوئے بولا

صارم تمیز سے بات کرو اس سے۔ "اس کے یوں کہنے پر صارم نے کھا " جانے والی نظروں سے اسے دیکھا جب کہ رویہ نے اس کی آواز سن کر ایک گہرا سانس لیا جیسے اس آواز کو سن کر اسے سکون ملا ہو جب کہ صارم کی آواز سن کر اسے محسوس ہوا جیسے صارم کو اس کا کال کرنا اچھا نہیں لگا۔

صارم بھائی پرسوں میرا برتھ ڈے ہے اور میں آپ کو انوائٹ کرنا چاہتی " ہوں۔ اس لیے سعدی سے آپ کا نمبر لیا تھا۔ آپ سعدی کے ساتھ آئیں گے تو مجھے خوشی ہوگی۔ "اس نے کال کرنے کی وجہ سے آگاہ کیا جب کہ خود کو اہمیت دیے جانے پر صارم کو خوشی ہوئی۔ وہ جتنا بھی اس وقت رویہ سے ناراض تھی مگر رہبان کے سامنے بیٹھ کر وہ رویہ سے روکھے پھیکے لہجے میں بات نہیں کر سکتا تھا پھر وہ خود بھی چاہتا تھا کہ رویہ اور رہبان ایک ہو جائیں۔

صرف میں اکیلا انوائٹڈ ہوں یا کوئی اور بھی ہے؟ " رہبان کی طرف " دیکھتے ہوئے اس نے شرارت سے کہا۔ رہبان کی آواز سن کر رویہ نے



جو طمانیت بھری گہری سانس لی تھی صارم اسے اچھی طرح سن چکا تھا۔ اسے شک ہو گیا تھا کہ آگ دونوں طرف لگی ہوئی ہے لیکن اظہار صرف رہبان کی طرف سے ہو رہا ہے اور وہ وہی وجہ جاننا چاہتا تھا جو روینہ کو رہبان کی محبت سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر رہی تھی کیوں کہ اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ روینہ اپنی مرضی کی مالک تھی اور کوئی بھی اسے کسی کام پر مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے وہ رہبان کو اپنے ساتھ پارٹی میں لے جانا چاہتا تھا تاکہ وہ اپنے شک کو یقین میں بدل سکے۔

نہیں بھائی اپنے دوست کو بھی ساتھ لے کر آنا ہے آپ نے۔ "اس" نے بنا صارم کی شرارت کا نوٹس لیے جلدی سے کہا اور پھر صارم کے بھرپور فتنے نے اسے یاد دلایا کہ وہ جلد بازی میں کیا کہہ گئی ہے۔

اچھا لیکن میں نے تو سعدی کا پوچھا تھا کہ اس کو ساتھ لے کر آؤں یا "اکیلا آؤں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ کوئی میرے دوست سے ملنے کے لیے بے تاب ہے۔" شرارت اب بھی اس کی آواز اور لہجے میں گھلی ہوئی تھی۔ رہبان نے بھرپور کوشش کی تھی کہ اسے بات سمجھ آ سکے مگر اس

کی اتنی کوشش کے باوجود بھی جب کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ سر جھٹک کر فائل کی طرف متوجہ ہو گیا جب کہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ایسی کیا بات ہو سکتی ہے جو صارم اتنی زور زور سے ہنس رہا ہے

- صارم بھائی پلیز - " صارم کو یوں مذاق اڑاتا دیکھ کر وہ زچ ہوئی "

- اوکے اوکے میں نہیں ہنس رہا - " اس نے جیسے ہنسی کو ضبط کیا "

صارم بھائی پھر آپ لوگ آئیں گے نا؟ " اس نے امید سے پوچھا - جب " کہ دل کر رہا تھا ابھی کے ابھی صارم کو کہہ دے کہ رہبان کو نہ لے کر آئے -

اوکے فائن ہم آئیں گے - " اس نے رہبان کی طرف سے بھی حامی " بھری کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ رہبان روینہ کو کبھی انکار نہیں کرے گا - دوسرا اسے لگا تھا شاید روینہ کو احساس ہو گیا ہے کہ وہ غلط کر رہی ہے تب ہی تو اس نے ان دونوں کو انوائٹ کیا ہے - رہبان نے اسے بتا دیا ہوگا کہ ان کے پلان کے بارے میں انہیں معلوم ہو چکا ہے - کال

کاٹ کر وہ دوبارہ سے رہبان کی طرف متوجہ ہوا جو بظاہر تو فائل پر جھکا تھا  
- مگر اس کا سارا دھیان صارم کی طرف لگا ہوا تھا

یارپرسوں اس کی برتھڈے ہے اور اس نے ہم دونوں کو انوائیٹ کیا "  
ہے - اب میں نے حامی بھری ہے تو تو چل رہا ہے میرے ساتھ - " صارم  
- اسے منہ کھولتے دیکھ کر فیصلہ کن انداز میں بولا

"؟ لیکن یار میرا وہاں کیا کام "

دل تو اس کا بلیوں اچھلنے لگا تھا یہ سن کر کہ روینہ نے صارم کے ساتھ  
ساتھ اسے بھی بلایا ہے مگر صارم کے سامنے اس نے ایسے پوز کیا جیسے  
اسے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔

"تیرا ہی تو کام ہے وہاں۔ کونسا وہ صرف مجھے بلانا چاہتی تھی - مجھے تو لگتا  
ہے آگ دونوں طرف برابر لگی ہوئی ہے۔ " شرارت سے کہتے ہوئے وہ  
- سنجیدہ ہوا

ویسے سچ بتاؤں تو مجھے ایسے لگتا ہے وہ اس سب کے مداوے کے لیے "  
کر رہی ہے جو اس نے کیا اور مجھے یہ بھی لگتا ہے وہ بھی تجھے پسند کرتی

ہے تو اب تو نخرے بند کر اور شرافت سے چل میرے ساتھ۔ اب میں نکلتا ہوں آفس کے لیے آج میری میٹنگ بھی ہے اور اگر میں وقت پر نہ گیا تو یقیناً میرے سردار ابا نے مجھے دوبارہ آفس میں گھسنے بھی نہیں دینا۔" اسے سلام کرتے ہوئے وہ جلدی سے دروازہ پار کر گیا جبکہ اس کی اجالت کو دیکھتے ہوئے رہبان سر جھٹک کر ہنس دیا۔

-----

یار تو تیار ہو گیا؟" صارم آج اسے روینہ کے برتھڈے میں جانے کے لیے "پک کرنے آیا تھا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا رہبان کو خود پر پرفیوم چھڑکتے پایا۔ سفید شرٹ کے ساتھ نیلے رنگ کی پینٹ زیب تن کیے، بالوں کو سلیقے سے بنائے وہ بالکل تیار تھا۔ صارم کے اندر آنے پر اس نے ٹیبل پر رکھی گھڑی اٹھا کر کلائی پر باندھی اور پھر صارم کی طرف متوجہ ہوا۔

اس کے یوں گلا کھنکارنے پر رہبان نے ابو اچکائے یوں جیسے کھنکارنے کی وجہ جانتی چاہی۔

خیریت ہے؟ اتنا تیار شیار ہو کر کیا آج ہی اسے مارنے کا ارادہ ہے؟ " "شرارت اس کے انگ انگ سے ظاہر تھی جب کہ رہبان آج بات بے بات مسکرا رہا تھا۔ اس کا چہرہ اندر کی خوشی کا غماز تھا۔ بات بے بات ہنسنے کے باعث اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں جو اس کی اندر کی خوشی کو ظاہر کر رہی تھیں۔ صارم نے دعا کی تھی کہ اس کا جان سے پیارا دوست یوں ہی ہنستا مسکراتا رہے مگر شاید اس کی دعا کو ابھی قبولیت کا شرف نصیب نہیں ہونا تھا اور وہ اس بات سے انجان تھا کہ وہ جو رہبان کی کوئی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا خود ہی اسے بدنامی کی طرف لے کر

جا رہا ہے اگر وہ یہ بات جان لیتا تو شاید کبھی رہبان کو روینہ سے نہ ملنے دیتا۔

صارم تو باز آجا۔ نہیں تو پھر میں نہیں جاؤں گا تیرے ساتھ۔ جانا اکیلے " ہی۔ " اس کی شرارت سے چمکتی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اس نے دھمکی دی جو کارآمد ثابت ہوئی۔ صارم شرافت سے اس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔

اما میں صارم ایک دوست کی برتھڈے پارٹی میں جا رہے ہیں اگر لیٹ " ہو جاؤں تو پریشان مت ہو جائیے گا۔ " اس نے انہیں بتانا ضروری سمجھا کہ وہ اس کی ہر چھوٹی چھوٹی بات پر یوں پریشان ہو جاتی تھیں اور اب تو ابھی پچھلا ہوٹل والا واقعہ بھی پرانا نہیں ہوا تھا اس لیے اس نے انہیں آگاہ کیا۔

رہبان رکو۔ " اس نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے جب پیچھے سے وہ پکار " اٹھیں۔ وہ تعجب سے ان کی طرف مڑا کہ یہ ان کی عادت کے خلاف

عمل تھا۔ وہ کبھی بھی اسے پیچھے سے آواز نہیں دیتی تھیں خاص طور پر۔ تب جب وہ کہیں جا رہا ہوتا تھا۔ اس لیے اب اس کا متعجب ہونا بنتا تھا

وہ جو میری بیٹی بنی ہے نا آج اس کا بھی برتھڈے ہے اور اس نے " مجھے تمہارے ساتھ انوائٹ کیا ہے۔ اس لیے میں چاہ رہی تھی تم میرے ساتھ چلتے۔ " انہوں نے اسے پیچھے سے بلانے کی وجہ بتائی اور اسے ماننا پڑا کہ وہ لڑکی جا کوئی بھی تھی اس کی ماں اس سے بہت محبت کرتی تھی ورنہ وہ یوں کسی کے لیے اپنے اصول نہیں توڑا کرتی تھیں لیکن اس وقت وہ ان کی بات نہیں مان سکتا تھا۔ اس لیے اس نے بے چاگی سے۔ صارم کی طرف دیکھا کیوں کہ وہ خود ماما کو انکار نہیں کر سکتا تھا

آئی اس کا جانا ضروری ہے۔ ورنہ یہ آپ کے ساتھ چلا جاتا۔ آپ کی " بہو کے ساتھ تعلق بہتر کرنے کا یہ سنرا موقع ہے اس کے پاس ورنہ پھر بھول جائیں اس کی شادی کو۔ " پہلی بات زور سے کہتے ہوئے بہو والی بات اس نے مسز عظیم کی طرف جھکتے ہوئے رازداری سے کہی تو

- مسز عظیم مسکرا دیں

چلو ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ۔ میں اسے منع کر دوں گی۔ " انہوں نے " کہا تو رہبان کو اچھا نہیں لگا کہ وہ صرف اس کی وجہ سے اپنی بیٹی سے نہ مل سکیں۔

اما آئے ایم رئیلی سوری۔ بٹ میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔ میں وہاں " اکیلا بور ہو جاؤں گا۔ جب کہ اس پارٹی میں تو صارم میرے ساتھ ہوگا۔ " اس نے شرمندگی سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

کوئی بات نہیں۔ اب جاؤ تم لوگ۔ " انہوں نے ان دونوں پر آیت " الکرسی پڑھ کر پھونکتے ہوئے کہا۔

-----

جب وہ لوگ روینہ کے پہنچے تو پارٹی عروج پر تھی۔ ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب تھا۔ رہبان نے یہ سب دیکھا تو اسے اپنے وہاں آنے پر افسوس ہونے لگا جس کا اظہار اس نے صارم کے سامنے بھی کر ڈالا۔



یار صارم اس سے تو اچھا تھا میں ماما کے ساتھ چلا جاتا۔ کم از کم وہاں یہ " سب کچھ نہ ہوتا۔ ماما مجھے کسی ایسی پارٹی میں تو ہرگز نہ لے کر جاتیں۔ " اس نے نہایت افسوس سے کہا تو صارم نے بھی اپنی سوچ کا اظہار کیا یار واقعی مجھے تو خود افسوس ہو رہا ہے یہاں آنے پر۔ پتا نہیں سعدیہ کی " دوستی کیسے کیسے لوگوں سے ہے۔ چل ہم لوگ واپس چلتے ہیں۔ " صارم نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے واپس چلنے کا کہا۔ وہ دونوں ابھی واپس - مڑے ہی تھے جب روینہ کی ان پر نظر پڑی

ارے صارم بھائی آپ لوگ آگئے؟ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہی " تھی۔ " خوش دلی سے کہتے ہوئے وہ ان کی طرف بڑھی جب کہ اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر صارم بڑبڑایا

" اے یار پھنس گئے "

ارے میری پیاری بہن ہم تو تمہیں ہی ڈھونڈ رہے تھے۔ " صارم کے " بیان بدلنے پر رہبان اسے بس دیکھ کر رہ گیا کہ ابھی وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ روینہ تو اس کے بہن کہنے پر ہی نہال ہو گئی تھی

کیسے ہیں آپ بھائی؟ آجائیں سعدیہ لوگ اس طرف ہیں۔ " حال چال " پوچھتے ہوئے اس نے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا جہاں سعدیہ لوگ موجود تھیں۔ اس نے بھرپور انداز میں رہبان کو نظر انداز کیا اور وہ جو منتظر تھا کہ وہ اس سے بھی بات کرے گی۔ اس کے یوں نظر انداز کرنے پر اپنا سامنے لے کر رہ گیا۔

السلام علیکم کیسی ہیں آپ؟ اینڈ پیپی برتھ ڈے۔ مینی مینی پیپی ریرنز " آف دا ڈے۔ " اس کے نظر انداز کرنے پر وہ خود ہی آگے بڑھ کر اس کی طرف گفٹ بڑھاتے ہوئے بولا تو وہ جو صارم کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

تھینکس۔ " یک لفظی جواب دیتے ہوئے وہ کھل کر مسکرائی تو اس " کے دونوں گالوں پر گرڑھے نمایاں ہوئے۔ رہبان کی اچانک نظر پڑی تو وہ اس کے چہرے میں کھو کر رہ گیا۔ صارم نے اس کی محویت محسوس کی۔ تو اسے کہنی مارتے ہوئے گویا ہوا۔

اے یار ہوش میں آ جا چلی گئی ہے وہ۔ " صارم کے اس طرح کہنے پر وہ "

- ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں آیا

روینہ جو آگے آگے چل رہی تھی کہ ان لوگوں کو سعدیہ لوگوں کے پاس

- چھوڑ آئے ان کے یوں رک جانے پر ان کی طرف مڑی

بھائی کیا ہوا؟ آپ لوگ رک کیوں گئے؟ " اسے لگا انہیں کوئی پرابلم "

- ہے

کچھ نہیں تم چلو وہ بس کچھ لوگ کچھ لوگوں کو دیکھ کر ہوش کھو بیٹھے "

تھے تو بس انہیں ہوش کی دنیا میں لا رہا تھا۔ تم پریشان مت ہو سب

ٹھیک ہے۔ " صارم نے شرارت سے رہبان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو

رہبان نے بے چاگی سے اسے دیکھا کہ یار نہیں کر جب کہ روینہ ان دونوں

کو دیکھ کر پھر سے چل پڑی۔ اسے ان دونوں کی نظروں کی زبان سمجھ

نہیں آئی تھی۔ رہبان ابھی بھی اسے دیکھتے ہوئے اس کے پیچھے چل

رہا تھا۔ بس فرق یہ تھا کہ اب اس کی نظریں روینہ کے اٹھتے قدموں کو

- دیکھ رہی تھیں

صارم نے ایک نظر اپنے آگے چلتی لڑکی پر ڈالی جس نے سفید رنگ کی باربی فراک پہن رکھی تھی اور ہائی ہیلز کے ساتھ سب سبج کر قدم رکھتی وہ کسی ریاست کی شہزادی معلوم ہو رہی تھی۔ بالوں میں کرلز ڈالے انہیں کھلا چھوڑ رکھا تھا جو اس کے سبج سبج کر چلنے کے باعث آگے پیچھے تو کبھی - اوپر نیچے ہو رہے تھے

رہبان اب اگر تُو نے اپنی نظروں کو کنٹرول نہیں کیا نہ تو میں نے جا " کر اس کو بتا دینا ہے۔ کیوں بھری محفل میں جوتے پڑوانے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو نے۔ " اس کی نظروں کی چوری کو پکڑتے ہوئے صارم نے - جل کر کہا

کہاں یا اب تو نہیں دیکھا میں نے اسے۔ " رہبان نے معصومیت سے " کہا تو صارم اسے دیکھ کر رہ گیا۔ واہ رے یہ معصومیت۔ روینہ ٹھیک ہی کہتی تھی۔ "تمہارے بھائی لڑکیوں کو دیکھتے نہیں ہیں بس کافی کافی آنکھوں سے نہارتے ہیں۔ " صارم کو روینہ کی بات یاد آئی جو اس نے - رہبان کے متعلق کہی تھی

یار اسے بتاتا کون ہے کہ تم کس کمر کی ڈریس پہننے والے ہو؟ دیکھو "

آج بھی اس نے تمہارے جیسی ڈریس پہن رکھی ہے۔" صارم نے ان دونوں کے ایک جیسے رنگ کے کپڑے دیکھ کر اس کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔ اس کی بات پر رہبان کھل کر مسکرایا

تُو نے سنا تو ہوگا دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ بس اس لیے اسے "

معلوم ہو جاتا ہے کہ میں کس رنگ کے کپڑے پہننے والا ہوں۔" رہبان نے اسے تپانے کے لیے کہا ورنہ تو وہ خود بھی حیران تھا ایسا کیسے ہو سکتا تھا وہ دونوں جب بھی کسی تقریب میں ملے تھے ان کے کپڑے ایک ہی رنگ کے ہوتے تھے۔ اس کی بات پر صارم نے جل کر کہا

"ہاں پھر غبارہ مچھے تو ٹھاہ ہوتی ہے"

-----

صارم کے بتانے پر کہ رہبان کسی بزنس ٹوڑ پر گیا ہے مسز عظیم کو یقین تو نہ آیا مگر انہوں نے صارم کو مزید پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پہلے کبھی جب بھی رہبان کہیں جاتا تھا تو انہیں بتا کر جاتا تھا یا پھر اگر

بتانہ بھی سکتا تو انہیں کال ضرور کر لیا کرتا تھا جب کہ اس بار اس نے  
بتانا تو دور انہیں کال بھی نہیں کی تھی۔ جس کے باعث وہ از حد  
- پریشان ہو گئی تھیں

نہ جانے رہبان کو کیا کام آن پڑا ہے جو وہ یوں بنا بتائے چلا گیا ہے۔ "  
اے اللہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرا بچہ کسی  
مصیبت میں ہے۔ پلیز اس کی حفاظت کرنا۔" وہ مسلسل دعائیں کر رہی  
تھیں مگر ان کا دل کسی طور چین نہیں لے پا رہا تھا۔ رہ رہ کر انہیں  
بُڑے خیالات ستا رہے تھے۔ انہوں نے نوافل ادا کیے اور پھر سے رہبان  
کے لیے دعا کی۔ اس طرح ان کے دل کو سکون ملا۔ بے شک دلوں کا  
- سکون تو اللہ کے ذکر میں ہے

-----

روینہ بیٹا آج کل تم کہاں اتنا وقت گزرتی ہو؟ تمہارے پاس اپنی ماں "  
کے لیے بھی وقت نہیں ہوتا۔" رہبان والے واقعے کے بعد وہ چار پانچ دن  
سے مسز عاطف کو بھی وقت نہیں دے پاتی تھی جس کی وجہ سے آج

بلآخر انہوں نے اس سے شکایت کی تھی۔ ان کی بات پر اسے بہت افسوس ہوا کہ وہ عاطف صاحب کی وجہ سے اپنی ماما سے بھی دور ہو گئی تھی۔ ایک تو آج کل ویسے بھی وہ بہت حساس ہو رہی تھی۔ ماما کے شکوے نے اسے رلا دیا۔ آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو اس نے بروقت صاف کیا اور مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھی۔

ایسی بات نہیں ہے ماما بس آج کل آفس میں کام زیادہ ہوتا ہے نہ تو ٹائم نہیں ملتا۔ آئیے آج ہم دونوں ماں بیٹی خوب باتیں کریں گے۔" اس نے ان کے ہاتھ کو عقیدت سے چوما۔ مسز عاطف اس سے بہت پیار کرتی تھیں اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھی۔ اسے ان کے پیار پر کوئی شک نہیں تھا۔ پہلے تو وہ اپنا حق سمجھ کر ان سے پیار بھڑا کرتی تھی مگر جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ ان کی سگی بیٹی نہیں ہے اسے مسز عاطف سے مزید محبت ہو گئی تھی کہ انہوں نے ایک بے نام و نشان لڑکی کو اپنے سینے سے لگا کر رکھا تھا اور اگر آج وہ عاطف صاحب کے ناپاک

ارادوں سے بچی ہوئی تھی تو صرف مسز عاطف کی وجہ سے ہی۔ اس سب کی وجہ سے وہ ان کی مشکور تھی

روینہ میری بچی مجھے بتاؤ اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے تو۔ تم اتنی بچی " بچی سی کیوں رہتی ہو۔ پہلے تو کبھی ایسی نہیں تھی تم۔ بتاؤ مجھے آخر کیا بات ہے۔ تم اس لڑکے کی وجہ سے پریشان تو نہیں ہو جس نے تمہارے ساتھ زبردستی۔۔۔۔۔۔ " انہوں اس کے اداس چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس کی پیشانی پر پیار بھرا بوسہ لیا تو اس نے سکون سے آنکھیں میچیں۔ پچھلے کئی دنوں سے تو وہ اسی سکون کو تلاش کر رہی تھی۔

نہیں ماما ایسا کچھ نہیں ہے۔ بس کام کا سٹریس بہت بڑھ گیا ہے " باقی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ " ان کی فکر مندی پر اس کا دل کیا عاطف صاحب کی سچائی انہیں بتا دے لیکن پھر ان کے چہرے پر اپنے لیے موجود فکر دیکھ کر اس کی ہمت نہ ہوئی کہ انہیں عاطف صاحب کے بارے میں بتا کر مزید پریشان کرتی



پھر وہ ان سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے انہیں کچن میں لے گئی تاکہ ان کا دھیان بٹا سکے جہاں اب رویہ کوکنگ سیکھ رہی تھی یا یہ - کہنا زیادہ مناسب سے ہوگا کہ سیکھ کم اور پھیلا زیادہ رہی تھی

وہ ماما سے اتنی باتیں کر رہی تھی کہ انہیں یقین ہو گیا کہ کوئی تو ایسی بات ضرور ہے جس کو چھپانے کے لیے وہ اتنی زیادہ باتیں کر رہی ہے۔ وہ آج ہر فضول سے فضول بات پر بھی ہنس رہی تھی۔ وہ اپنے اندر کے بڑھتے شور کو کم کرنے کی خاطر آج کل ویسے بھی بہت زیادہ باتیں کیا کرتی تھی۔ اس کی دوستیں بھی اسکی وجہ سے بہت پریشان تھیں کیوں کہ یہ وہ رویہ تھی جو صرف کام کی بات کیا کرتی تھی اور اب وہ اتنی باتیں کرنے لگی تھی تو یقیناً اس کے ساتھ کوئی پر اہلم تھی۔ سچ ہی کہا ہے کسی نے کہ جب اندر کا شور حد سے زیادہ بڑھ جائے تو انسان اپنے آس پاس زیادہ آوازیں چاہتا ہے تاکہ اس کے اندر کا شور کسی حد تک دب جائے۔ اگر اندر کے شور کو کم کرنے کا کوئی خاص بندوبست نہ کیا جائے تو وہ انسان کو ڈپریشن کا شکار کر دیتا ہے اور انسان کو کہیں بھی پھر

سکون نصیب نہیں ہوتا۔ وہ بھی اپنے اندر کی آوازوں کو دبانا چاہتی تھی جو بار بار اس کو آگسا رہی تھیں کہ وہ ماما سے پوچھے کہ اس کی اپنے پیرنٹس کون ہیں مگر وہ ماما سے ایسی کوئی بھی بات پوچھ کر انہیں دکھ نہیں دینا چاہتی تھی کہ وہ تو عاطف صاحب کے مقابلے میں اس سے بے لوث محبت کرتی تھیں اس کے سوال سن کر یقیناً انہوں نے دکھی ہی ہونا تھا۔ اس لیے وہ ان سے ایسی کوئی بھی بات نہیں کر پا رہی تھی۔ جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ عاطف صاحب اسے فادر نہیں ہیں اور اس کو لے کر ان کے کتنے خطرناک ارادے ہیں تب سے وہ محتاط ہو گئی تھی۔

-----

رہبان کے گرفتار ہونے کے بعد ایک بے نام سی اداسی اس پر چھائی رہتی تھی جس کو وہ گلٹ سمجھتی تھی۔ وہ یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ اسے رہبان سے محبت ہے جس کا اعتراف وہ اس رات نشے کی حالت میں رہبان کے سامنے کر چکی ہے۔ کچھ دن اسی بے کلی میں گزر گئے کیوں کہ رہبان کے جیل جانے کے بعد سوشل میڈیا پر "رہبان دی بزنس

ٹائیكون "اكي گرفتاري كي خبرين چل رهي تهين اور صارم نے اسے بتايا تھا  
 كه اس نے كتنى مشكل سے ريسان كي ماما كو ان سب خبروں سے دور رها  
 هو ہے۔ اس لیے اسے جو بهي كرنا ہے جلد از جلد كرے۔ صارم نے كها  
 تھا كه وه ريسان كي بيل كے پيپرز وغيره خود اريخ كروالے گا مگر روينه نے  
 كها كه وه اس كي وجه سے جيل كيا ہے تو وه هي اسے باهر بهي نكلوائے  
 كي۔ صارم كے ريسان كي ماما كے بارے ميں بتانے پر اسے بهت افسوس  
 هو رها تھا كه اس كي وجه سے ايك ماں اپنے بيٹے سے دور ہے۔ پتا نهين  
 اس پر كيا كزر رهي هو كي۔ "مجھے ريسان كو جلد از جلد باهر نكالنا هوگا۔" اس  
 نے خود كو باور كروايا

-----

آنئي آپ بتائين مجھے پاپا كے ساتھ كيا كرنا چاهيے؟ كيوں كه ميں ماما "  
 كو بهي نهين چھوڑ سكتي۔ وه مجھ سے بهت پيار كرتي هيں اور ميں ان كو كوئي  
 دكھ نهين دينا چاهتي مگر اب ميں پاپا كے ساتھ بهي نهين ره سكتي كه اب  
 ميں ان كي اصليت جان كئي هوں اور كوئي بهي انسان جان بوجھ كر

کنویں میں چھلانگ نہیں لگاتا۔" اسے یقین تھا کہ مسز عظیم اس کی پرالیم کو سمجھ کر اسے کوئی مناسب حل بتائیں گی۔ اس لیے آج وہ ان کے پاس آئی تھی۔ انہوں نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کی طرف دیکھا جو اپنی بات مکمل کرنے کے بعد اب ٹکر ٹکر انہیں دیکھ رہی تھی۔ اس وقت وہ کسی معصوم بچی کی طرح لگ رہی تھی جو کوئی سوال کرنے کے بعد سامنے والے کو اس طرح دیکھتی ہے جیسے اس کے سوال کا۔ جواب سامنے والے کے چہرے پر لکھا ہو۔

بیٹا آپ کو کس نے کہا ہے آپ اپنی ماما کو چھوڑو۔ میں جانتی ہوں وہ عورت ایک عظیم عورت ہے جس نے کسی دوسرے کی اولاد کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور اسے دنیا کے سرد و گرم سے محفوظ رکھا تو یقیناً وہ ایک عظیم عورت ہیں۔ آپ ہمیشہ ان کے ساتھ رہنا۔ دوسرے آپ کو اپنے اصل ماں باپ کو بھی ڈھونڈنا چاہیے کہ روز قیامت آپ کو انہی کے نام سے پکارا جائے گا تو کم از کم آپ کو یہ تو معلوم ہونا چاہیے نا کہ ان

کے نام کیا ہیں۔ دیکھو بیٹا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید واضح الفاظ میں فرمایا

- ہے

ترجمہ

مومنو! لے پالکوں کو ان کے اصل باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ اللہ " کے نزدیک یہی درست ہے۔ اگر تم کو ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں۔ اور جو بات تم سے غلطی سے ہو گئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن جو قصد دلی سے کرو (اس (5 پر مواخذہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الاحزاب : آیت نمبر

تم عاطف صاحب سے اپنے پیرنٹس کے بارے میں پتا کرنے کی کوشش کرو کیوں کہ اگر وہ جانتے ہیں اور پھر بھی انہوں نے تم سے چھپائے رکھا ہے تو انہوں نے اللہ کے احکامات سے روگردانی کر کے یقیناً گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اس کی معافی انہیں اللہ سے مانگنی چاہیے۔ میں بھی کوئی نیک پروین نہیں ہوں مگر بیٹا ہم کم از کم ان باتوں پر تو عمل

کر ہی سکتے ہیں نہ جو ہمارے بس ہیں۔ "انہوں نے پیار سے کہتے ہوئے  
-اپنی بات جاری رکھی

ایک اور بات آپ ان کو اپنے پایا کہنا چھوڑ دو کیوں کہ قرآن مجید یا کسی  
حدیث میں ایسا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے کہ ہم اپنے اصل ماں باپ  
کے علاوہ کسی کو باپ کہیں۔ قیامت کے روز چوں کہ اولاد کو ان کے  
ماں باپ کے نام سے اٹھایا جائے گا تو بہتر ہے ہم بھی اپنے نام کے  
ساتھ اپنے ماں باپ کا نام استعمال کریں یا وہ نام استعمال کریں جو  
:انہوں نے ہمیں دیا۔ ایک حدیث مبارکہ میں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا  
: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت محمد ﷺ سے روایت کیا

ترجمہ

جس شخص نے جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی کو باپ بنایا تو اس  
نے کفر کیا اور جس نے اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا  
: کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔" (صحیح بخاری

3508)

امید ہے آپ کو میری بات سمجھ آگئی ہوگی کہ میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنی بات ختم کرتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔

جی آنٹی میں سمجھ گئی ہوں۔ تھینک یو آنٹی مجھے نہیں پتا تھا آپ کے " پاس اتنا ناج ہے۔ کوئی اور بھی جس کے پاس اسلام کے بارے میں اتنا ناج ہے پھر کبھی بتاؤں گی آپ کو۔" اس نے تصور میں رسبان کو انہیں کی طرح اسلام کے بارے میں سمجھاتے ہوئے دیکھا پھر سر جھٹک کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

آنٹی ----- وہ "اس نے بات ادھوری چھوڑی جس پر مسز" عظیم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

آنٹی آپ نے کہا تھا آپ مجھے نماز سکھائیں گی۔ تو مجھے پوچھنا تھا کیا " آپ مجھے نماز سکھا دیں گی؟" اس نے معصومیت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے ایسے انداز پر وہ ہمیشہ واری صدقے جاتی تھیں ابھی بھی اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے انہوں نے محبت سے کہا۔

ہاں کیوں نہیں - میں اپنی بیٹی کو ضرور سکھاؤں گی۔ ماں باپ اور " ہوتے کس لیے ہیں۔ بچوں کو صحیح غلط ہم نہیں سکھائیں گے تو اور کون سکھائے گا؟ " نرمی سے اس کے گال کو چھوتے ہوئے انہوں نے ابرو اچکائے۔

آج سے ہی شروع کریں پھر؟ " اس کو اتنا پُر جوش دیکھ کر انہوں نے " پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ہاں کہنے پر مسز عظیم نے اسے پریکٹیکل وضو کرنا سکھایا۔ پہلے انہوں نے خود وضو کر کے دکھایا اور پھر روینہ سے کہا کہ وہ انہی کی طرح وضو کرے۔ مسح کرتے وقت وہ تھوڑا سا بھولی بھی تھی لیکن انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا۔ جس پر اس سے دوسری بار پھر سے وضو کی پریکٹس کی اور اس طرح اس نے وضو کرنا سیکھ لیا۔

ایک بات کہوں آپ سے " وہ وضو سیکھ کر اس قدر خوش تھی کہ مسز عظیم خود کو اسے اسلام کی طرف لانے سے نہ روک سکیں۔ انہیں لگا یہ



لڑکی اگر اسلام کی طرف لوٹ آئی تو اس کی زندگی سنور جائے گی۔ اس لیے انہوں نے اس سے بات کرنے کی اجازت چاہی۔

ارے آنٹی آپ اجازت کیوں لے رہی ہیں۔ آپ بتائیں کیا کہنا چاہ رہی ہیں آپ؟" اس نے مسکراتے ہوئے انہیں اجازت دی۔

بیٹا مجھے غلط مت سمجھنا مگر میں چاہتی ہوں میری بیٹی یہ پینٹ شرٹ اور "چست لباس پہننا چھوڑ دے جس سے جسم چھپنے کی بجائے مزید نمایاں ہوتا ہے۔ میری بیٹی ایسے لباس میں اور بھی خوبصورت لگے گی جو اس کے جسم کو ڈھانپ کر رکھے اور میں چاہتی ہوں آپ سر پر دوپٹہ بھی لیا کرو۔ آپ کو معلوم ہے دوپٹہ عورت کو کئی بری نظروں سے محفوظ رکھتا ہے۔ بغیر دوپٹے یا پردے کے ایک عورت ایک ایسی شے کی مانند ہوتی ہے جس پر ہر طرح کی لکھیاں بھنبھناتی رہتی ہیں مگر ڈھکی چھپی چیز تو ایسی لکھیوں سے پاک ہی رہتی ہے۔ بیلو می اگر میری کوئی بیٹی ہوتی تو میں اسے بھی یہ سب باتیں سمجھاتی اور یقیناً آپ کی ماما بھی آپ کو اس سب کی تلقین کرتی ہوں گی لیکن انسان پر کوئی بات اس وقت اثر نہیں کرتی جب تک

اس کے دل کو اللہ نے ایسی طاقت سے نہ نوازا ہو۔" انہوں نے اتنے پیار سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ روینہ نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا کر انہیں خوش کر دیا اور پھر وہ یہ سب کچھ اس کے بھلے کے لیے ہی تو کہہ رہی تھیں۔ اسے کئی دفعہ ماما بھی کہہ چکی تھیں اپنا لباس تبدیل کرنے کا لیکن وہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی تھی مگر آج مسز عظیم کی باتیں سن کر اس نے واقعی سوچا کہ ہونہ ہو اس کا لباس بھی کہیں نہ کہیں عاطف صاحب کو اس کی طرف متوجہ کرنے کا باعث بنا ہے اور یہی وہ سوچ تھی جس نے اسے سرتاپا بدلنے میں اہم کردار ادا کرنا تھا۔

اوکے آنٹی میں آئندہ خیال رکھوں گی۔ ابھی چلتی ہوں۔ اللہ حافظ۔ " انہیں اللہ حافظ کہہ کر اسے گھر جانے کی جلدی تھی تاکہ ماما کے ساتھ جا کر آج ہی نئے کپڑے خرید سکے۔ اس کا ماننا تھا کہ جس کام کو کرنے کا جو وقت ہوتا ہے اسے اسی وقت پر کیا جائے تو انسان بہت سے مسائل سے بچ سکتا ہے۔

-----

اما، اما کہاں ہیں آپ؟ "گھر کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے انہیں " پکارنا شروع کر دیا۔ اس کی آواز سن کر مسز عاطف مسکرائیں۔ انہیں معلوم تھا جب وہ ایکسائیٹڈ ہوتی تھی یا اسے ان سے کوئی کام ہوتا تھا۔ تب ہی وہ اتنی اونچی آواز میں پکارا کرتی تھی

کچن میں ہوں۔ ادھر ہی آ جاؤ اور آواز کو ذرا کم رکھا کرو۔ " انہوں نے " مصنوعی سا اسے ڈانٹتے ہوئے اپنے پاس بلایا۔ ان کے ڈانٹنے پر اس نے خفت سے سر جھٹکا اور ان کے پاس کچن میں ہی چلی آئی۔

اما آپ فری ہیں؟ اور آج کیا بنایا ہے؟ " ان سے پوچھتے ہوئے اس نے کھانے کا بھی پوچھا۔

انہیں ابھی کام رہتا ہے۔ تم بتاؤ کیوں آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے؟ " انہوں نے اسے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔

میں آپ کی ہیلپ کروا دیتی ہوں پھر ہم دونوں شاپنگ کرنے چلیں " گے۔ " لگاؤ سے کہتے ہوئے اس نے کام کروانے کی حامی بھری تاکہ

وہ اس کے ساتھ جا سکیں۔ ساری دوستوں سے پوچھ چکی تھی مگر سب کی سب کہیں نہ کہیں مصروف تھیں اس لیے ناچار اسے ماما سے کہنا پڑا۔  
 - تمہا اور اب اگر وہ بھی جانے سے انکار کر دیتیں تو اس کا کیا بنتا  
 اوکے۔ "انہوں نے بآسانی اس کی بات مان لی۔ جس پر وہ خوش "۔  
 - ہوتے ہوئے جلدی سے ان کی مدد کرنے لگی

چلیں اب آپ جلدی سے تیار ہو جائیں جب تک میں بھی شاور لے "۔  
 کے ریڈی ہو جاتی ہوں پھر چلیں گے۔ " جیسے ہی کام ختم ہوا اس نے  
 - جلدی مچا دی

تیار ہو کر دونوں بازار چلی گئیں۔ ماما پہلے کی طرح پینٹ شرٹس کی دکان  
 - میں داخل ہو گئیں کہ ان کے مطابق وہ یہی چیزیں لینے والی تھی  
 ارے ماما آپ وہاں کہا جا رہی ہیں؟ " انہیں اس دکان میں داخل ہوتا "۔  
 - دیکھ کر وہ چلائی

کیوں کیا ہوا؟ تمہیں ڈریسز لینے تھے نہ؟ " اس کے یوں چلانے پر "۔  
 - انہوں نے تعجب سے پوچھا

ہاں ڈریسز ہی لینے ہیں مگر شلوار قمیص وغیرہ لینے ہیں۔ اس لیے تو آپ " کی ہیلپ چاہیے تھی۔ " اس نے جیسے سر پر ہاتھ مارا۔ اس کے بتانے پر انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ بات روینہ نے کہی تھی۔ ان کی حیرت کو

دیکھ کر روینہ نے سوچا انہیں گھر میں ہی بتا دینا چاہیے تھا کہ وہ انہیں کس مقصد کے لیے بازار لائی ہے تاکہ اس وقت اسے یوں بیچ بازار کے کھڑے ہو کر ان کی حیرت کو دور نہ کرنا پڑتا

ماما ابھی آپ چلیں پلیز۔ میں گھر جا کر آپ کو سب کچھ بتاؤں گی۔ " " آس پاس کے سب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے ان کی منت کی۔ اس کے منت کرنے پر انہوں نے اس کی جان چھوڑی۔ وہ دونوں شاپنگ بیگز سے لنڈی پھنڈی گھر واپس آئیں تو عاطف صاحب کو انتظار کرتے پایا۔ انہیں دیکھ کر روینہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ جب سے اسے ان کی اصلیت پتا چلی تھی وہ ایسے ہی ان سے خار کھاتی۔ ابھی بھی

وہ انہیں سلام کر کے اپنے روم میں جا رہی تھی جب اسے پیچھے سے ان کی آواز سنائی دی۔

کہاں تمہیں تم دونوں؟ میں کب سے ویٹ کر رہا تھا۔ "ان کی نظریں" روینہ کو اپنی پشت پر محسوس ہو رہی تھیں مگر وہ چپ چاپ آگے بڑھتی چلی گئی۔

ہم دونوں ماں بیٹی شاپنگ کرنے گئے تھے۔ یہ ہمارے ہاتھوں میں "بیگز نظر نہیں آرہے آپ کو۔" مسز عاطف نے روینہ کی بدتمیزی کو نظر انداز کرتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں بتایا۔ جس وہ صرف ہنکارا بھر کر رہ گئے۔ اس وقت وہ روینہ کو کچھ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کیوں کہ ابھی وہ ان کا کام کر رہی تھی۔ انہیں ابھی تک بھنک نہیں پڑی تھی کہ روینہ آج کل رہبان کو جیل سے نکلوانے کے چکروں میں ہے ورنہ اس کی خیر نہیں تھی اور روینہ نے جاتے جاتے دل میں شکر ادا کیا تھا۔

-----

جلدی سے اٹھ کر اس نے نماز ادا کی اور جاگنگ کی غرض سے گھر سے نکل گئی۔ مسز عظیم سے نماز سیکھنے سے بعد سے وہ اب باقاعدگی سے نماز ادا کیا کرتی تھی۔ جاگنگ سے واپس آئی تو ماما ناشتہ بنا چکی تھیں۔ اس کے سلام کرنے پر انہوں نے اسے جلدی سے تیار ہو کر نیچے آنے کا کہا تاکہ وہ وقت پر ناشتہ کر کے جاسکے جب سے روینہ ان کے مطابق چلنے لگی تھی تب سے وہ اس کے بارے میں اور بھی زیادہ کانشیئس ہو گئی تھیں۔ پہلے وہ اوں آں کر کے کئی بار بغیر ناشتے کے چلی جایا کرتی تھی لیکن جب سے اس نے نماز پڑھنا شروع کی تھی تب سے وہ جلدی اٹھتی تھی جس کے باعث اسے ناشتہ کرنے کا وقت مل جاتا تھا اور وہ اب ناشتہ نہ کر کے ماما کو اپنی وجہ سے دکھ نہیں دینا چاہتی تھی۔ اگر وہ اتنی صبح اٹھ کر اس لیے ناشتہ بنا سکتی تھیں تو ان کی خوشی کے لیے کھانا تو کھا ہی سکتی تھی اور یہ سوچ اسے اس حقیقت کے بعد آئی تھی کہ وہ اس کی سگی ماما نہیں ہیں مگر پھر بھی انہوں نے کبھی اسے محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔

او کے ماما میں نہا کر آتی ہوں۔ آپ تب تک ناشتہ لگا دیں۔ " انہیں " جواب دے کر وہ نہانے چلی گئی۔ جب وہ نہا کر واپس آئی تو ان نے اچھے سے تیار ہو کر سوٹ کے ساتھ کا دوپٹہ گلے میں ڈالا اور سر پر سوٹ سے میچ کرتا سٹالر اوڑھ لیا۔

پتا نہیں کیسی لگ رہی ہوں۔ چلو آئیے میں دیکھتے ہیں۔ " خود سے " بڑبڑاتے اس نے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کا جائزہ لیا تو اسے یقین نہیں آ رہا تھا یہ وہی روبینہ ہے۔ اسے لگتا تھا وہ دوپٹے میں ذرا خوبصورت نہیں لگے گی مگر اس وقت خود کو دیکھ کر اسے لگ رہا تھا آج وہ دنیا کی سب سے حسین لڑکی ہے۔ اس نے حسب عادت آنکھوں میں کاجل لگایا اور مسکراتے ہوئے باہر نکل آئی۔

ماشاء اللہ۔ کتنی پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی۔ " ماما نے اسے شلوار قمیص اور خاص طور پر دوپٹے کے ساتھ دیکھا تو بے ساختہ کہہ اٹھیں جس پر وہ نجل سی ہوتی کرسی پر بیٹھ گئی۔



یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے میری بیٹی کو کسی صحیح انسان سے ملوادیا جس " نے اسے سرتا پابدل دیا ہے۔ " انہوں نے اس کے جانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا۔ وہ شروع سے چاہتی تھیں کہ روینہ اسلام کے زیادہ نزدیک ہو مگر عاطف صاحب کو یہ سب اولڈ فیشنڈ لگا کرتا تھا اور انہوں نے روینہ کی اس حد تک برین واشنگ کر رکھی تھی کہ ماما کی کوئی بات سنتی ہی نہیں تھی اس معاملے میں۔ اس لیے اب وہ خوش تھیں کہ چلو جس کی بھی وجہ سے ہو مگر روینہ میں اچھی اور قابل تعریف تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں۔

پولیس اسٹیشن میں اسے کرتا شلوار میں ملبوس دیکھ کر کئی لوگوں نے اسے حیرت سے دیکھا۔ ان سب کی حیرت بجا ہی تھی۔ وہ ان سب کو نظر انداز کرتی ہوئی اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔

یار صادق پتا نہیں میڈم کو کیا ہوتا جا رہا ہے کل میں نے اسے اپنے " کعبن میں نماز پڑھتے اور روتے ہوئے دیکھا اور آج دیکھ یہ لڑکیوں والے لباس میں آئی ہوئی ہے۔ مجھے لگتا ہے آج کل یہ کوئی مذہبی لیکچر لیتی ہے۔ " منیر صاحب نے ایک کانسٹیبل کو مخاطب کر کے کہا جو خود بھی ابھی تک اسی راستے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے روینہ ابھی ابھی گئی تھی۔

اچھا جو بھی ہے اللہ اسے اب ایسے ہی قائم رکھے۔ آمین۔ " صادق نے " صدق دل سے دعا کی۔ وہ خود ایک بیٹی کا باپ تھا اس لیے اس نے کبھی روینہ کے حلیے پر بات نہیں کی تھی۔ ہاں لیکن وہ دل سے چاہتا تھا کہ روینہ میں اچھی تبدیلیاں آجائیں تاکہ وہ دنیا کے غلیظ مردوں کی غلیظ نظروں سے بچ سکے اور آج اسے محسوس ہوا تھا کہ روینہ شاید واقعی میں بدل رہی ہے۔ اس لیے اس نے دل سے دعا کی اور اپنے کام میں لگ گیا۔

ہاں آمین۔ " منیر صاحب نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی "۔

وہ کسی فائل کو سڈی کرنے میں اس قدر منہمک تھی کہ اسے معلوم ہی نہ ہوا اس کا موبائل دو دفعہ بج کر بند ہو گیا۔ اس نے پانی پینے کے لیے فائل کو ایک طرف رکھا اور پانی کے گلاس کو ہونٹوں سے لگایا ہی تھا جب موبائل تیسری مرتبہ بج اٹھا۔ اس نے پانی پیتے ہوئے ہی کال اٹینڈ کر لی۔

السلام علیکم ایس پی روینہ سپیکنگ۔ "اس نے تعارف کروایا کیوں " کہ کسی ان نوں نمبر سے کال آرہی تھی

میڈم میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کو کچھ بتانا ہے جو بہت ضروری ہے۔ میں خود آپ سے ملنے آ جاتا لیکن میری جان کو خطرہ ہے اس لیے آپ کو زحمت دینی پڑ رہی ہے۔ "دوسری طرف کمزور و نحیف آواز میں کہا گیا۔

آپ کون ہیں؟ اور مجھے کیا بتانا چاہتے ہیں؟ کال پہ ہی بتا دیں۔ میں " فری نہیں ہوں۔ اگر کوئی اہم بات یا ٹپ ہے تو آپ بتا سکتے ہیں۔ " اسے لگا کسی کیس کے بارے میں کوئی ٹپ دینے کے لیے کسی نے کال کی

ہے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ اسے کسی کیس کے سلسلے میں ٹپ دینے کے لیے اس کے نمبر پر کال کیا کرتے تھے کیوں کہ اس نے اپنا نمبر ایک نمبر اپنی گاڑی کے فرنٹ مرر پر لکھوا رکھا تھا۔ اس کے پاس دو نمبر تھے۔ ایک اس کے فیملی اور فرینڈز کے لیے جب کہ دوسرا اس نے اسی مقصد کے لیے اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔

ابھی نہیں بتا سکتا میڈم۔ بس اتنا جان لیں آپ کو آپ کے پرنٹس " کے متعلق بتانا ہے۔ "دوسری طرف موجود شخص نے اس کے ماں باپ کا حوالہ دیا جسے سن کر اس نے فوراً ہاتھ میں پانی کا گلاس میز پر رکھا اور بے تابی سے بولی۔

میں تو اپنے پرنٹس کے ساتھ رہتی ہوں۔ " اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا یہ جو کوئی بھی ہے اس کے اصل ماں باپ کے بارے میں جانتا ہے لیکن اس نے محض جانچنے کے لیے جھوٹ بولا۔

میڈم آپ کو شاید معلوم نہیں ہے عاطف صاحب آپ کے سگے فادر " نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی بیوی آپ کی والدہ ہیں۔ میں آپ کو اسی سلسلے میں بلا رہا ہوں۔"

اگر اسے پہلے سے معلوم نہ ہوتا کہ وہ دونوں اس کے سگے پرنٹس نہیں ہیں تو یقیناً اسے کبھی کال کرنے والے کی بات پر یقین نہ آتا مگر اس وقت اسے یقین کرنا پڑا کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے۔

ٹھیک ہے آپ ایڈریس بتائیں۔ ویسے مجھے معلوم ہے وہ میرے پرنٹس " نہیں ہیں۔ " اس نے ملنے کی حامی بھر لی۔ جو ہوتا دیکھا جاتا ابھی اس کے لیے سب سے زیادہ یہ بات اہم تھی کہ کوئی ہے جو اس کے اصل ماں باپ کے بارے میں ناصر جانتا ہے بلکہ اسے بھی بتانے پر راضی ہے۔

اس آدمی نے اسے ایڈریس سینڈ کر دیا۔ اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد صارم کو کال کی تاکہ اسے کہہ سکے کہ وہ آج آکر رہبان کو لے جائے کیوں کہ اس نے عاطف صاحب کے علم میں لائے بغیر رہبان کی بیل

کروادی تھی جو کہ ایک مشکل کام تھا لیکن اس نے اپنے سورسز استعمال کر کے کر لیا تھا۔

السلام علیکم صارم بھائی میں روینہ بات کر رہی ہوں۔ "اس نے سلام" کیا۔ سلام کرنا اب اس کی عادت بنتی جا رہی تھی

وعلیکم السلام جی معلوم ہے نمبر سیو ہے تمہارا۔ بتاؤ کس لیے کال کی " تھی تم نے؟ رہبان کے بعد اب کیا میرا نمبر ہے جیل جانے کا؟ " اس کی کال پر صارم نے بھڑک کر کہا۔ ایک تو اسے ویسے ہی غصہ تھا کہ روینہ نے اسے بھائی کہہ کر بے وقوف بنایا تھا کیوں کہ اگر وہ اسے بھائی کہہ کر اس دن پارٹی میں نہ بلاتی تو وہ ہرگز نہ جاتا۔ اس کی کوئی بہن نہیں تھی اس لیے جب روینہ نے اسے بھائی کہا تھا تو اس نے فوراً حامی بھر لی تھی جس کے نتیجے کے طور پر رہبان ابھی تک جیل میں تھا اور دوسرا روینہ کے کہنے پر رہبان نے اسے اس کی بیل کروانے سے منع کر دیا تھا کہ روینہ خود اس کی بیل کروادے گی۔ اگر صارم کروائے گا تو ہو سکتا ہے عاطف صاحب کو پتا چل جائے اور وہ کوئی اور قدم نہ اٹھا

لیں۔ اور ابھی تک روینہ نے کوئی کام نہیں کیا تھا۔ صارم مسز عظیم سے جھوٹ بول بول کر تھک گیا تھا۔

آئے ایم سوری صارم بھائی۔ میں نے آپ کو اس لیے کال کی تھی " کہ آپ کو بتا سکوں رہبان کی بیل کروادی ہے میں نے آپ آکر اسے لے جائے گا۔ مجھے کسی کام کے سلسلے میں نکلنا ہے ابھی۔ " اس نے فوراً مدعے پر آتے ہوئے صارم کا غصہ کم کرنے کی کوشش کی جب کہ صارم کے یوں غصہ کرنے پر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آج کل ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر اس کی آنکھیں جل تھل بنا دیتی تھیں۔ اس نے آنسوؤں کو ضبط کیا۔

سوری۔ میں کچھ زیادہ روڈ ہو گیا۔ " اس کی آواز کی نمی کو محسوس کرتے "۔ ہوئے صارم نے شرمندگی سے کہتے ہوئے مزید اضافہ کیا۔

روینہ رہبان میرے لیے صرف دوست نہیں ہے۔ وہ میرا بھائی بھی " ہے۔ میں اس کو کسی مصیبت میں نہیں دیکھ سکتا اور پھر اس کی ماما

سے روز جھوٹ بول بول کر میں تھک چکا ہوں اس لیے مجھے غصہ تھا تم

"- پر۔ سوری

اُس اوکے صارم بھائی غلطی بھی تو میری تھی۔ اچھا رکھتی ہوں مجھے "

"- کہیں جانا ہے

- آسودگی سے مسکراتے ہوئے اس نے کال بند کر دی

- ایک دفعہ پھر سے اس نے ایڈریس کو دیکھا

چلو چل کر دیکھتے ہیں۔ بس اللہ کرے یہ بند فراڈ نہ ہو۔ " خود سے کہتے "

اس نے اپنی ساری چیزیں سمیٹیں اور کانسٹیبل کو رہبان کے بارے

- میں ہدایت دیتی گاڑی لے کر چلی گئی

یہ کچی اینٹوں سے بنا ایک بوسیدہ سا گھر تھا جہاں اس آدمی نے روینہ

کو ملنے کے لیے بلایا

تھا۔ اس نے لکڑی کے چھوٹے سے دروازہ کو کھٹکایا۔ دروازے کے بجنے

کے دو سیکنڈ بعد دروازہ وا کر دیا گیا جیسے کوئی انتظار میں بیٹھا تھا۔



دروازے کے کھلتے ہی وہ اندر داخل ہوئی۔ گھر کی حالت باہر کی نسبت اندر سے زیادہ خراب تھی۔ جیسے ہی اس آدمی نے روینہ کو دیکھا جھٹ سے سلام کیا اور اسے ایک کمرے میں لے گیا جہاں ایک بوڑھی عورت چھوٹے سے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس بوڑھے آدمی نے آگے بڑھ کر اسے اٹھنے میں مدد دی۔

- روینہ ہکا بکا سی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

میڈم یہ میری بیوی ہے۔ "اس نے تعارف کروایا۔ روینہ نے اس " عورت کو دیکھا جو مسلسل اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے گال اندر کو دھنسے ہوئے تھے جب کہ جسم کسی ڈھانچے کی مانند لگ رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی مردہ ہو۔ اس نے افسوس سے اس عورت کی طرف دیکھا

- اور آگے بڑھ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی

السلام علیکم ماں جی کیسی ہیں آپ؟ کیا ہوا ہے آپ کو؟ "اس نے " ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اپنابت سے پوچھا تو اس عورت کے

- آنسو جاری ہو گئے جنہیں روینہ نے نرمی سے صاف کیا

میڈم اسے پتا نہیں کیا بیماری لگ گئی ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں اسے کچھ " نہیں ہے مگر دیکھیں اگر کچھ نہ ہوتا تو یہ ایسے تو نہ ہوتی نہ۔ " اس آدمی نے افسردہ سے انداز میں کہا

آپ انہیں کس ہسپتال لے کر گئے تھے؟ " اسے لگا تھا کہ یقیناً وہ " انہیں کسی سرکاری ہسپتال ہی لے کر گئے ہوں گے کیوں کہ وہاں زیادہ مریضوں کی وجہ سے ڈاکٹر زیادہ توجہ نہیں دیتے اور اس کے شک کی تصدیق اکرم نامی اس بندے نے کردی تھی

دیکھیں آپ پریشان مت ہوں میں ان کا علاج کرواؤں گی۔ آپ صبر " رکھیں۔ " اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی وہ کب سے خلقِ خدا کی مدد کرنے لگی تھی

میڈم میں آپ کو جو کچھ بتانا چاہتا ہوں پہلے وہ سن لیں تاکہ میرے " اوپر سے گناہ کا بوجھ ہلکا ہو سکے۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے اس نمائی کی بھی میرے گناہ کھا گئے ہیں۔ " اکرم نے روتے ہوئے کہا۔ نہ جانے کب سے وہ اپنی بیوی کی بیماری اور تکلیف دیکھ رہا تھا مگر چاہنے کے باوجود کچھ

نہیں کر پا رہا تھا۔ ایک تو اس کے پاس نوکری نہیں تھی دوسرا اس کی جان کو بھی عاطف صاحب سے خطرہ تھا ایسے میں وہ بچارہ کیا کرتا

میڈم کیا میں آپ کو بیٹا کہہ سکتا ہوں؟" رویہ کے چہرے پر اپنے اور "اپنی بیوی کے لیے پیار اور ہمدردی دیکھ کر اس نے التجا کی جس پر رویہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اکرم نے خوش ہو کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر اسے دوسرے کمرے میں لے گیا جہاں اس نے عاطف صاحب کے تمام غلط کاموں کے ثبوت اکٹھے کر رکھے تھے

بیٹا میں عاطف صاحب کا بہت پرانا ملازم ہوں اور ان کے ہر غلط کام "کا چشم دید گواہ بھی ہوں مگر اب میں ان کے اور اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک چکا ہوں اس لیے آپ کو سب کچھ بتانا چاہتا ہوں۔" بوڑھے اکرم نے شرمندگی سے سر جھکا کر کہا

انکل آپ مجھے سب کچھ بتادیں پلیز۔" اس نے ان کے جھکے سر کو "دیکھ کر ان کا حوصلہ بڑھانے والے انداز میں کہا

بیٹی عاطف صاحب نے صرف ناجائز کام ہی نہیں کیے بلکہ انہوں نے کئی بے گناہ لوگوں کو قتل بھی کروایا ہے جن میں سے دو آپ کے پیرنٹس ہیں۔" بوڑھے نے جیسے اسے کوئی گہرا راز افشاں کیا۔ وہ تو صرف اپنے ماں باپ کے نام جاننا چاہتی تھی اور یہاں اسے معلوم ہو رہا تھا اس کے ماں باپ کو کتنی بے دردی سے قتل کیا گیا تھا۔ وہ ایک پل کو سانس نہ لے سکی، اسے محسوس ہوا جیسے اس کے اندر سے کسی نے دھیرے سے سانس کھینچ لی ہو لیکن نہیں ابھی تو اور انکشافات ہونے تھے۔ ابھی تو جان جانی تھی، ابھی کیسے اس کی سانس رک سکتی تھی، ابھی تو اسے مزید اذیت کی داستان سننا تھی۔

-----

انکل آپ میرے امی بابا کو جانتے ہیں؟ کیسے تھے وہ دونوں؟" اس نے بمشکل سانسوں کو ہموار کرتے ہوئے سوال داغا۔ آنسو پلکوں کی بار توڑ کر باہر نکل آئے۔

بیٹا آپ رونا بند کرو۔ آپ ایسے روؤ گی تو میں آپ کو کچھ نہیں بتا پاؤں " گا۔ " بوڑھے اکرم نے اس کے بھل بھل گرتے موتی صورت آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا تو اس نے خود جلدی سے آنکھیں پونچھ ڈالیں۔

- مبادہ وہ واقعی اسے کچھ بتانے سے انکار نہ کر دیں

انکل آپ پلیز بتائیں نا میرے امی بابا کیسے تھے؟ آپ کے پاس ان کی " "؟ کوئی تصویر ہے؟ آپ ان کو جانتے تھے

ہاں میں انہیں جانتا تھا۔ میرے پاس ان کی کچھ تصویریں بھی ہیں۔ رکو " آپ کو دکھاتا ہوں۔ " ان کے بتانے پر رویہ نے بے تابی سے ان کی طرف دیکھا تو وہ ہلکا سا مسکرا دیے ساتھ انہیں دکھ بھی ہوا کہ انہوں نے

- اتنے سال اس سے سب کچھ چھپا کر رکھا تھا

انہوں نے اُٹھ کر کمرے میں رکھے واحد لکڑی کے صندوق کا تالا کھولا اور اس میں سے مختلف رنگوں کی سات آٹھ فائز نکالیں اور اس کے پاس واپس آئے۔ اس سے پہلے وہ ان سے فائز لیتی انہوں نے اسے ہاتھ کے

- اشارے سے روکا

بیٹی ایک منٹ میں آپ کو آپ کے امی بابا کی فائل نکال کے دیتا " ہوں۔ اصل میں یہ ساری فائلز عاطف صاحب کے کارناموں سے بھری ہوئی ہیں۔" کہتے ہوئے انہوں نے ایک ایک کر کے ساری فائلز کے اوپر می صفحات پر وکٹمز کے نام پڑھنے شروع کیے۔ تیسرے نمبر کی فائل پر مسٹر ایند مسز ملک حیات قریشی درج دیکھ کر انہوں نے وہ فائل اس کے حوالے کی جسے اس نے جلدی سے فائل کھولی۔ یہ ایک سیاہ رنگ کی فائل تھی جس کے اوپری صفحے پر اس کے ماں باپ کا نام درج تھا۔ ان کے نام پڑھ کر اس نے بے ساختہ ناموں کو عقیدت سے چوما۔ مسٹر حیات کا نام پڑھ کر اسے یاد آیا عاطف صاحب جو فیکٹری رن کرتے ہیں وہ بھی حیات انڈسٹری نام کی فیکٹری ہے۔ اب اسے معلوم ہوا کہ عاطف کے ماں باپ کو اسی فیکٹری کے لیے ہی قتل کروایا صاحب نے اس ہوگا۔ ابھی تک اس نے اپنے ماں باپ کی تصویریں نہیں دیکھی تھیں۔

۔ ابھی تو وہ ان دونوں کے ناموں میں ہی کھوئی ہوئی تھی

"انکل میری امی کا کیا نام تھا؟ یہاں تو صرف مسز حیات لکھا ہوا ہے"

بیٹی ان کا نام ثمر خان تھا۔ بالکل آپ کے جیسی تھیں۔ آپ ان کی " تصویر دیکھ لیں۔ " اس کے پوچھنے پر انہوں نے اگلے دو تین صفحات کے درمیان رکھی اس کے ماں باپ کی تصویریں نکال کر اس کے سامنے کیں۔ سب سے اوپر اس کی ماں کی تصویر تھی جو ہو بہو اس کے جیسی تھیں۔ اکرم انکل ٹھیک کہہ رہے تھے کہ وہ اپنی ماں کی پرچھائی ہے۔ اس نے دوسری تصویر دیکھی جس میں اس کے بابا اور امی ایک ساتھ کھڑے تھے اور اس کی امی نے ایک بچی کو اٹھا رکھا تھا۔ اس بچی کو وہ کیسے نہ پہچانتی ، اس تصویر میں وہ خود اپنے ماں باپ کے ساتھ موجود تھی۔ اس نے بار بار ان تصاویر کو دیکھا اور بار بار سینے سے لگایا۔ اب اس کے پاس یہی تصاویر ہی تھیں جنہیں وہ سینے سے لگا کر سکون محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے بار بار ان دونوں کی تصویروں پر اپنے لب رکھے جب کہ دل شدت غم سے پھٹنے کو بے تاب تھا۔ یہ صرف وہی جانتی تھی کہ اس وقت اس نے خود کو کیسے سنبھالا ہوا تھا۔ بوڑھے اکرم نے اسے روتا دیکھ کر اسے اکیلا چھوڑ دیا کہ وہ خوب اچھی طرح سے اپنے دل کو ہلکا کر لے

کیوں کہ یہاں سے جانے کے بعد شاید اسے ایسی تنہائی نصیب نہ ہوتی۔ کافی سارا روچکنے کے بعد اس نے ایک عزم سے آنسو صاف کیے۔ اتنی دیر میں بوڑھا اکرم اس کے لیے چائے اور بسکٹ لے آیا۔ اس کا دل بالکل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ کچھ بھی کھائے یا پیئے مگر ان کی خوشی کی خاطر اس نے چائے کا کپ تھام لیا۔

اوکے انکل اب میں چلتی ہوں۔ آپ یہ سب فائلز مجھے دے دیں۔ میں "عاطف صاحب پر میرے پرنٹس کے مرڈر کا کیس کرنے والی ہوں اور اس سے ساتھ ہی میں باقی سب کو بھی انصاف دلواؤں گی۔" اس نے ایک عزم سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ساری فائلز اس کے حوالے کر دیں۔

بیٹا آپ بہت محتاط رہنا کیوں کہ عاطف صاحب بہت خطرناک انسان ہیں۔ "اسے دروازے تک چھوڑنے آتے ہوئے انہوں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے تاکید کی تو وہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چلی گئی۔



ہیلو سعدی کیسی ہو؟" گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سعدیہ کو کال " ملائی کہ اس وقت جو کام وہ کروانا چاہتی تھی وہ صرف سعدیہ ہی کر سکتی تھی۔

میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسی ہو؟" سعدیہ نے موبائل کو کان اور " کندھے کے درمیان رکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں کافی کے مگ اٹھائے۔ اور اپنے کمرے میں چلی گئی جہاں صارم اس کا منتظر تھا۔

کون ہے؟" کافی کا مگ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے صارم نے آہستہ " سے پوچھا۔

روینہ۔" ایک لفظی جواب پر صارم نے منہ بنایا۔ آج وہ رہبان والے " واقعے کے بعد اپنی منکوحہ سے ملنے آیا تھا اور یہاں بھی روینہ ٹپک پڑی تھی۔ اس کے منہ بنانے پر وہ مسکرا دی۔ جب کہ دوسری طرف روینہ کہہ رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں۔ یار مجھے تم سے ایک کام ہے کر دو گی پلیز؟" روینہ " نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے موبائل کو ڈیش بورڈ پر رکھا اور لاؤڈ سپیکر -آن کر دیا۔

ہاں بتاؤ کیا کام ہے؟" سعدیہ نے اچھنبے سے موبائل کو دیکھا لیکن " روینہ کو کچھ بھی کہنے سے گریز کیا کہ روینہ نے زندگی میں پہلی مرتبہ اسے -کوئی کام کرنے کا کہا تھا۔

یار اگر تم فری ہو تو تم پلیز ایک جگہ سے ایک پشٹنٹ کو ریسو کر کے " اسے کسی اچھے ہوسپٹل ایڈمٹ تو کروا دو۔ میں ابھی بڑی ہوں اور پھر اس کام کا ڈیڈ کو معلوم نہیں ہونا چاہیے اس لیے تمہیں کہہ رہی ہوں۔" اس کی گاڑی سڑک پر دھیمی رفتار سے حرکت کر رہی تھی جب کہ اس کا اپنا دھیان نہ تو ڈرائیونگ پر تھا اور نہ ہی سعدیہ سے بات کرنے میں۔ اس کا دھیان تو ابھی تک اپنی امی بابا کی تصویروں اور ان کے مرڈر کی مسٹری میں لگا ہوا تھا۔

او کے تم ایڈریس بتاؤ میں ابھی جا کر لے آتی ہوں۔ "سعدیہ نے حامی " بھری تو اس نے اسے بوڑھے اکرم کے گھر کا پتا بتا کر فون بند کر دیا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔ وہ جلد از جلد پولیس اسٹیشن پہنچ کر فائل ریڈ کرنا چاہتی تھی۔

منیر صاحب رہبان کو لینے کوئی آیا تھا؟ " اسٹیشن پہنچ کر اس نے " سب سے پہلے رہبان کے متعلق پوچھا حالاں کہ وہ جانتی تھی صارم پہلی - فرصت میں اسے لینے آیا ہوگا لیکن اپنی تسلی کے لیے اس نے پوچھ لیا جی میڈم آپ کے جانے کے فوراً بعد ہی وہ آگئے تھے ان کو لینے۔ " " - منیر صاحب نے آج پہلی دفعہ اس سے مؤدبانہ انداز میں بات کی تھی اوکے تھینک یو۔ آپ پلیز میرے کیبن میں کسی مت آنے دیجیئے گا۔ " مجھے یہ فائلز سڈی کرنی ہیں۔ " فائلز ان کے سامنے لہراتے ہوئے اس نے کہا تو انہوں نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

-----

جب صارم رسبان کو تھانے سے لینے پہنچا تھا اس وقت دن کے بارہ بج رہے تھے چونکہ روینہ کانسٹیبل کو پہلے ہی آگاہ کر چکی تھی اس لیے صارم کے پہنچنے پر فوراً اسے رہا کر دیا گیا تھا۔

یار جلدی سے بس گھر چل مجھے ماما سے ملنا ہے۔ ان کی آواز اتنے دن " سے نہیں سنی ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ کمی سی ہے۔ " صارم سے گلے ملنے کے بعد صارم نے سوچا تھا کہ اسے کسی ہوٹل وغیرہ میں لے جائے مگر اس نے صاف انکار کر دیا کہ اسے صرف اور صرف ماما سے ملنا تھا، ان کی آواز سننی تھی۔

اچھا یہ بتا ان لوگوں نے تیرے ساتھ کچھ کیا تو نہیں؟ " صارم نے " گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا تو وہ ہنس دیا۔

یہ کچھ کرنا سے کیا مراد ہے تیری؟ " اس نے شرارت سے کہا تو صارم " نے ایک گھونسا اس کے کندھے پر جڑ دیا۔

ابے الو میں پوچھ رہا ہوں ان لوگوں نے تجھے مارا وارا تو نہیں۔ اگر ایسا " کچھ کیا ہے تو میں اس روینہ کی بچی کو چھوڑوں گا نہیں۔ " اس نے

سنگین لہجے میں کہا تو رہبان خود ڈر گیا کیوں صارم کا کوئی بھروسا نہیں تھا۔ اس کا سرداری خون اس وقت ہی جوش مارتا تھا جب رہبان کو کوئی تکلیف دیتا تھا اور اس کی یہی محبت دیکھ کر رہبان کی آنکھوں میں نمی بھر گئی۔ ماما کے بعد ایک صارم ہی تھا جو اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر بھی بلبلا اٹھتا تھا۔

-----

رہبان کے لاکھ کہنے کے باوجود کہ وہ ماما سے سب سے پہلے ملنا چاہتا ہے صارم اسے مارکیٹ لے گیا یہ کہتے ہوئے کہ "اگر آنٹی نے تمہیں اس حلیے میں دیکھا تو انہیں یقین ہو جائے کہ میں ان سے اتنے دن جھوٹ "۔ بولتا رہا ہوں تیرے بارے میں اور پھر نہ تیری خیر ہوگی اور نہ میری اس کی بات واقعی معقول تھی سو وہ چپ رہا۔ اپنا حلیہ وغیرہ درست کروا کر جب وہ گھر پہنچے اس وقت مسز عظیم نماز ادا کر رہی تھیں۔

رہبان ان کے قریب بیٹھ کر انہیں محبت سے دیکھے گیا جب کہ صارم ایک طرف صوفے پر بیٹھ گیا۔ ابھی اسے ماں اور بیٹے کے ملنے کا جذباتی سین دیکھنا تھا۔

مسز عظیم نے جیسے ہی سلام پھیرا رہبان کو اپنے بائیں طرف بیٹھا دیکھ کر بے اختیار رو دیں۔ انہیں ایسے روتے دیکھ کر اس نے خود پر ضبط کے کئی پہرے بٹھاتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ لگا لیا۔ اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ کر سامنے صوفے پر بیٹھے صارم نے وارننگ دیتی نظروں سے دیکھا تو اس نے ہلکی سی سماءل پاس کر دی جب کہ دائیں ہاتھ سے وہ ماما کے سر کو تھپکتا رہا جو اس کے ساتھ لگتے ہی زار و قطار رونا شروع ہو گئی تھیں۔

ماما پلیز مت روئیں۔ آپ جانتی ہیں نا مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے آپ کو " ایسے دیکھ کر۔ آئیم سوری میں آپ سے بات کیے بغیر اتنے دن آپ سے دور رہا۔ " ان چہرے کے اوپر کرتے ہوئے اس نے ان کے ماتھے پر پیار سے بوسہ دیا پھر ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے آنکھوں سے لگا لیا۔

اس نے کس قدر ان ہاتھوں کے لمس کو مس کیا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔ جب جب وہ آفس سے آتا تھا ماما اس کے سر میں تیل لگا کر چمپی کیا کرتی تھیں۔ اسے بالکل اچھا نہیں لگتا تھا لیکن جیل میں رہتے ہوئے اس نے ماما کو بہت مس کیا تھا۔

تکلیف کے بچے تمہیں کیا معلوم ماں کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔ تم مجھے "بتا کر جاتے ہو تو میں تو تب بھی پریشان ہوتی ہوں اور اس بار تو تم مجھے بتا کر بھی نہیں گئے تھے۔" انہوں نے پیار سے اس کے کان کھینچے۔

- آئیم سوری ماما۔ "اس نے معافی مانگی"

آخری بار معاف کر رہی ہوں تمہیں۔ وہ بھی اس لیے کیوں کہ میرا بیٹا "مجھے ایسی نظروں سے دیکھ رہا جیسے کہنا چاہتا ہو اس کو معاف کر دیا جائے۔" انہوں نے صارم کی طرف دیکھ کر کہا جو واقعی انہیں التجائیہ انداز میں دیکھ رہا تھا کہ رہبان کو معاف کر دیں۔ ان کے اس طرح کہنے پر صارم نے جلدی سے نظروں کا زاویہ پھیرا جب کہ رہبان ہنس دیا۔

جاؤ تم دونوں فریش ہو کر آ جاؤ تب تک میں تم لوگوں کے لیے کچھ بناتی "

ہوں۔" انہوں نے ان دونوں کی تھکن کے خیال سے کہا۔ انہیں لگا تھا

- کہ وہ دونوں شاید آفس سے آرہے تھے

او کے ماما آپ کچھ اچھا سا بنا دیں ہم دونوں تب تک نماز بھی پڑھ لیتے "

ہیں۔" رہبان نے اٹھتے ہوئے صارم کو بھی چلنے کا کہا جس پر وہ منہ

بناتا اٹھ کھڑا ہو کیوں کہ اس وقت اس کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا کہ

وہ نماز پڑھے۔ ویسے بھی وہ نماز کے معاملے میں شروع سے چور رہا تھا۔

- رہبان کے ساتھ رہتے ہوئے بھی وہ نماز سے جی چرا لیا کرتا تھا

نماز سے فارغ ہو کر صارم ٹوکھانا کمر سعدیہ کے گھر کی طرف چلا گیا کیوں کہ

جب سے رہبان جیل گیا تھا وہ روینہ کی دوست ہونے کی وجہ سے سعدیہ

سے بھی نہیں ملا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ سعدیہ کو روینہ کی اس حرکت کا

پہلے سے معلوم تھا لیکن اس نے جان بوجھ اپنی دوست کو بچانے کے

- لیے اسے کچھ نہیں بتایا

- پیچھے رہبان اور مسز عظیم باتوں میں مصروف ہو گئے



-----

ان تمام فائز کو پڑھنے کی غرض سے وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے آئی تھی۔ جب وہ رات سات بجے کے بعد بھی گھر نہ پہنچی تو ماما نے اسے کال کر کے گھر آنے کا کہا جس پر اس نے تمام فائز اپنے ساتھ رکھ لی تھیں۔ اکرم انکل کے گھر سے آنے کے بعد نہ جانے کتنی بار وہ رو چکی تھی جب سے اسے پتا چلا تھا کہ اس کے امی بابا کا قاتل کوئی اور نہیں بلکہ وہی شخص تھا جسے وہ باپ سمجھتی آئی ہے تب سے اب تک وہ دل ہی دل میں ان سے نفرت کا کئی بار اظہار کر چکی تھی۔ وہ شخص ایک درندہ تھا جس نے نہ جانے کتنے بچوں کو یتیم کیا تھا اور نہ جانے کتنی لڑکیوں کی عزتوں کا لٹیرا تھا۔ اکرم صاحب نے اسے جو فائز دی تھیں ان میں سے ایک فائل میں تین لڑکیوں کے ساتھ عاطف صاحب کے زیادتی کرنے کے ثبوت تھے۔ جب بوڑھے اکرم نے کہا تھا کئی لڑکیوں کے ساتھ عاطف صاحب ایسی گھناؤنی حرکتیں کر چکے تھے لیکن ثبوت صرف انہی تین کے متعلق ہی مل سکے تھے۔

ان تمام فائز کو پڑھنے کے بعد اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ اس لیے اس نے دو رکعت نوافل پڑھنے کا سوچا کیوں کہ ایک تو وہ عاطف صاحب کے ایسے گھناؤنے کاموں سے بچ گئی تھی دوسرا اسے مسز عظیم نے بتایا تھا کہ دلوں کا سکون صرف اور صرف اللہ کی یاد میں ہے اور اسے دلی سکون چاہیے تھا۔ اس لیے وہ وضو کی نیت سے واشروم چلی گئی۔ نوافل ادا کر کے اس نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر اپنے ماں باپ کی مغفرت کی دعا کی۔ نماز ادا کر کے اسے واقعی سکون حاصل ہوا تو اس کے دماغ نے بھی کام کرنا شروع کیا۔

آخر ایسی کیا دشمنی ہو سکتی ہے ان کی میرے امی بابا کے ساتھ کہ " انہوں نے ان کو جان سے ہی مار دیا۔ ناصرف میرے امی بابا کو بلکہ کئی اور بے گناہوں کو بھی انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ " وہ ان سب باتوں کو سوچتے ہوئے لان میں پہنچ گئی جہاں ٹھنڈی ہوا جسم کے آر پار ہو رہی تھی لیکن وہ بے حس بنی چلتی جا رہی تھی۔

ہوش کی دنیا میں وہ اس وقت آئی جب مسز عاطف نے اسے کندھے سے ہلایا۔ وہ کب سے اسے آوازیں دے کر کہہ رہی تھیں کہ باہر بہت ٹھنڈ ہے وہ کوئی شال وغیرہ لے لے مگر وہ سن ہی نہیں رہی تھی تو مجبوراً انہیں اس کے پیچھے آنا پڑا۔

کک۔۔۔ کیا ہوا ماما؟" ان کے ہلانے پر اس نے ہوش میں آتے " ہوئے ہڑبڑا کر پوچھا۔

میں کہہ رہی تھی یہ شال لے لو۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" انہوں نے گہرے بھورے رنگ کی شال اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا اور اس کے ماتھے کو بھی ہاتھ لگا کر چیک کیا۔

جی ماما میں ٹھیک ہوں۔ تھینک یو اس کے لیے۔" ان کی تسلی کرواتے " ہوئے اس نے شال اوڑھ لی۔ ماما اسے لے کر لان میں رکھی کرسیوں کی طرف بڑھ گئیں تاکہ کچھ دیر اس سے باتیں کر سکیں۔

ماما آپ سے ایک بات پوچھوں؟" اس نے ماما کے ساتھ والی کرسی کو " مزید ان کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

ہاں پوچھو میری جان۔ بیٹھ جاؤ اب۔ " انہوں پیار سے کہا۔ آج کل روینہ " کا کھویا کھویا انداز انہیں پریشان کرتا تھا۔ ان کے کہنے پر وہ اسی کرسی پر بیٹھ گئی جسے اس نے ان کے قریب رکھا تھا۔

اما جو لوگ کسی کو ناحق قتل کرتے ہیں اللہ انہیں کوئی سزا نہیں " دیتا؟ انہیں کوئی گناہ نہیں ملتا؟ " اس نے دکھ سے پوچھا۔ اکرم صاحب نے اس کے ماں باپ کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس کی رو سے تو اس کے ماں باپ کا ایسا کوئی قصور نہیں تھا کہ عطف صاحب انہیں قتل ہی کروا دیتے۔

کیوں نہیں ملتا گناہ؟ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں " فرمایا ہے۔

ترجمہ:

اور جس نے ایک انسان کو ناحق قتل کیا اس نے گویا پوری انسانیت کو " قتل کیا اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس نے گویا پوری (انسانیت کی جان بچائی۔ " (القرآن

ہمارے دنیاوی قانون کے مطابق اگر کوئی کسی کا قتل کرتا ہے تو یا تو اسے پھانسی دے دی جاتی ہے یا عمر قید کی سزا تو خود سوچو وہ رب جو سب سے بڑا منصف ہے وہ کسی کے قاتل کو بغیر کسی جزا سزا کے کیسے چھوڑ دے گا؟ بشرط یہ کہ وہ سچے دل سے توبہ کر لے۔ " انہوں نے متانت سے کہا۔

تو ماما پھر لوگ ایک دوسرے کا قتل کیوں کرتے ہیں؟ " اس نے "ٹھنڈ کے باعث ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے پوچھا۔

بس بیٹا کچھ لوگوں کے پیٹ کا جہنم کبھی نہیں بھرتا۔ انہیں اللہ جتنی " مرضی دولت یا عزت عطا کر دے انہیں اس سے زیادہ کی طلب کھائے رکھتی ہے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے کے پاس کوئی چیز دیکھ کر یہ برداشت نہیں کر پاتے کہ وہ اس شخص کے پاس کیوں موجود ہے۔ اس لیے وہ تمام جائز و ناجائز طریقے اپناتے ہیں اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اور پھر اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے چاہے انہیں کسی کی جان ہی کیوں نہ لینی پڑے وہ اس چیز سے بھی دریغ نہیں

کرتے۔ "وہ گہری سانس لیتے ہوئے بولیں جب کہ ان کا دماغ کہیں بہت دور پہنچ چکا تھا۔ کئی سال پہلے ان کے محبوب شوہر بھی تو ایسے ہی کام کیا کرتے تھے لیکن پھر ان کے سمجھانے پر انہوں نے توبہ کرتے ہوئے سارے بُرے کام چھوڑ دیے تھے لیکن وہ یہ بھول گئی تھیں کچھ لوگ کبھی نہیں بدلتے۔

اس لیے مسز عاطف یہی سمجھتی تھیں کہ ان کے شوہر اب سدھر گئے ہیں مگر انہوں نے اپنی پرانی روش کو برقرار رکھا ہوا تھا بس فرق یہ تھا کہ اب وہ اپنی بیوی سے چھپ کر سب کچھ کرتے تھے۔

اما آپ سے ایک اور بات پوچھوں؟ "اس نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے "اجازت چاہی جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ جانتی ہیں نامیں آپ کی سگی بیٹی نہیں ہوں"

-----

اما آپ جانتی ہیں نامیں آپ کی بیٹی نہیں ہوں؟ "اس نے جیسے "ان پر بم پھوڑا تھا۔ انہوں نے تو ہمیشہ اس سے یہ بات لیے چھپائی تھی

کہ وہ وہ دوسرے بچوں کے مقابلے میں خود کو کمتر نہ سمجھنے لگے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی بھی یتیم بچہ کسی سکول پڑھنے یا کہیں بھی جاتا ہے تو لوگ ان کی تحقیر کرتے ہیں اور آجکل تو سکولوں میں بچے ایسے بچوں کی بلی کرتے ہیں جن کو آگے پیچھے کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے انہوں نے رویہ کو اس سب سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے کچھ نہیں بتایا تھا لیکن اس وقت اس کے منہ سے یہ حقیقت سنتے ہوئے انہیں ذرا اچھا نہیں لگا تھا۔

تت-----تمہیں کس نے بتایا ہے؟ مجھے بتاؤ رویہ کون ہے؟  
وہ جو میری بیٹی کو مجھ سے دور کرنا چاہتا ہے؟" انہوں نے رویہ کو جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔ اس ایک لمحے میں انہیں کئی اندیشے گھیر چکے تھے کہ اگر رویہ انہیں چھوڑ کر چلی گئی تو ان کا کیا ہوگا؟ اسے کھونے کے احساس سے ہی وہ لرز کر پینک ہو گئی تھیں۔

اما ریلیکس مجھے معلوم ہے آپ یہ سوچ رہی ہیں کہ میں آپ کو چھوڑ" دوں گی۔ اما میں آپ کو کبھی نہیں چھوڑ سکتی۔ میں آپ کو کچھ بتانا

چاہتی ہوں اس لیے آپ سے پوچھا کیوں کہ جو میں آپ کو بتانے جا رہی ہوں اسے سننے کے بعد آپ کو شاید مجھ پر بھروسہ نہ رہے۔ "اس نے انہیں خود سے لگاتے ہوئے ان کی تشفی کی

تم بتاؤ جو کچھ بھی تم بتانا چاہتی ہو بس مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا۔ " میں مر جاؤں گی تمہارے بغیر۔ " انہوں نے سسکتے ہوئے کہا

اما میں نے پاپا کے منہ سے سنا تھا کہ میں آپ دونوں کی بیٹی نہیں ہوں " وہ فون پر اپنے کسی دوست سے بات کر رہے تھے۔ اما وہ۔۔۔۔۔ وہ مم۔۔۔ مجھے پیچ۔۔۔ بچنے کی بات کر رہے تھے۔ اما وہ کک۔۔۔ کہہ رہے تھے وہ مم۔۔۔ مجھ سے جی بھر کر فائدہ اٹھالیں۔۔۔ پھر وہ مجھے کسی کے پاس بھیج دیں گے۔ اما میں نے خود ان کی باتیں سنی تھیں۔ آپ یقین کریں گی نا میرا؟ " ان کے چہرے پر بے یقینی دیکھ کر اس نے ایک دفعہ پھر سے خود پر یقین کیے جانے کی بھیک مانگی کیوں کہ وہ اما کو کسی صورت کھونا نہیں چاہتی تھی



اس کی باتیں سن کر وہ گنگ رہ گئیں۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ عاطف صاحب دوبارہ سے اپنی اس پرانی روش پر چل نکلے تھے اور انہیں کبھی پتا ہی نہیں چلا۔ وہ اتنی غافل کیسے ہو سکتی ہیں کہ آج ان ہی کی بیٹی کا سودا کیا جا رہا تھا اور انہیں معلوم ہی نہیں تھا

اما بتائیں نا آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے نا؟" اس نے ان کے ہاتھ کو " ہلکا سا ہلایا تاکہ وہ اس کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ اس کے ہلانے پر وہ ایک دم ہوش میں آئیں

ہاں میرا بچہ مجھے یقین ہے تم پر۔ تم بتاؤ وہ کس طرح کا فائدہ چاہتے " ہیں تم سے؟ کوئی ہیلپ چاہیئے انہیں تو میں ان سے بات کروں گی کہ وہ تمہیں چھوڑ دیں اس کے بدلے تم ان کا وہ کام کر دینا۔ اوکے؟" انہوں نے اسے خود سے لگاتے ہوئے کہا۔ اسے کھودینے کے خیال سے ہی ان کی روح فنا ہونے لگی تھی۔ بے شک وہ ان کی سگی اولاد نہیں تھی مگر انہوں نے تو اسے ہمیشہ سگی اولاد کی طرح ہی چاہا تھا۔ انہیں تو عاطف

صاحب پر حیرت ہو رہی تھی کہ بھلا وہ اپنی ہی بیٹی کو بیچنے کی بات کیسے کر سکتے تھے۔

میری بھولی ماما۔ "وہ انکی بات پر دھیرے سے مسکرا دی۔ اس کے "۔ اس طرح کہنے پر انہوں نے خفگی سے اسے چپت رسید کی

۔ اس میں کیا بھولا پن ہے؟ "انہوں نے اسی خفگی سے پوچھا "۔

ماما وہ مم۔۔۔ مجھ سے جسمانی۔۔۔۔۔ "اس نے کچھ افسوس، کچھ شرمندگی " اور کچھ ہچکچاہٹ سے بتایا۔ بات ہی ایسی تھی وہ بھلا کیسے ان کے سامنے ان کے شوہر کی گھٹیا سوچ کا کھلے عام ذکر کر سکتی تھی پھر ان کی تکلیف کا احساس بھی تھا لیکن اسے انہیں یہ سب بتانا ہی تھا تاکہ وہ خود۔ کو آنے والے وقت کے لیے تیار کر سکتیں

اس کی بات پر وہ چپ کی چپ رہ گئیں۔ وہ اس کے سامنے نظر اٹھانے کے قابل کہاں رہی تھیں۔ ان کے شوہر کی ایسی گندی سوچ نے اپنی بیٹی کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ ان کے چہرے پر اذیت ہی اذیت رقم تھی۔ جسے دیکھ کر روینہ نے بھی تکلیف سے آنکھیں میچیں

- شرمندگی سے کہا

جب کہ وہ تو لگتا تھا ہوش میں ہی نہیں تھیں۔ اس نے بار بار انہیں بلایا لیکن ان کے وجود میں ذرا ہلچل نہ ہوئی۔ انہیں ایسے دیکھ کر وہ ڈر گئی کہ کہیں انہیں کچھ ہونہ جائے۔ اس خیال سے اس نے اٹھ کر انہیں

-دونوں کندھوں سے پکڑ کر زور زور سے ہلایا

ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ "اس نے روتے ہوئے پکارا۔ اس کے رونے"

- پر وہ ایک دم جیسے ہوش میں آئیں

روینہ۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ مہم۔۔۔۔۔ مجھے تم پر بھروسہ "

ہے لیکن ابھی میں سو۔۔ سونا چاہتی ہوں۔" اس سے نظریں چراتے ہوئے

انہوں نے کہا تو وہ سمجھ گئی اس وقت وہ تنہائی چاہتی ہیں اس لیے اس

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انہیں اکیلا چھوڑ دیا۔ روینہ کے جانے

کے بعد وہ خود بھی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ کمرے میں آتے ہی ان

- کے ضبط کا پیمانہ چھلک پڑا - وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں

کیوں اللہ۔۔ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟ آپ جانتے ہیں نہ میں "   
 روینہ سے کتنی محبت کرتی ہوں اب تو میں اس سے نظریں ملانے کے   
 قابل بھی نہیں رہی۔ " انہوں نے اللہ سے شکوہ کیا   
 میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی عاطف۔ کبھی نہیں۔ " "   
 انہوں نے روتے ہوئے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی عاطف صاحب کی   
 تصویر کو ہاتھ مار کر نیچے گراتے ہوئے کہا

-----

اس نے ماما کو بتا دیا تھا کہ عاطف صاحب نے کیسے اس کے ماں باپ   
 اور کئی دوسرے بے گناہ لوگوں کو قتل کروایا تھا۔ ماما نے اسے یقین   
 دہانی کروائی تھی کہ وہ اس کا ساتھ ہر حال میں دیں گی لیکن اسے سمجھ   
 نہیں آ رہا تھا کہ عاطف صاحب پر ہاتھ کیسے ڈالے کیوں کہ وہ خود بھی   
 کوئی معمولی انسان نہیں تھے۔ ان کے کئی جگہوں پر کانٹیکٹس تھے جنہیں   
 وہ کبھی بھی بروئے کار لا سکتے تھے اور باسانی ہر کیس سے بری بھی ہو



نے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ان کی حالت نے اسے شاک کر دیا۔ اسے اندازہ تھا کہ عاطف صاحب کا گھناؤنا روپ دیکھنے کے بعد وہ بہت ٹوٹ جائیں گی لیکن اس قدر ان کی حالت خراب ہو جائے گی یہ تو اس نے نہیں سوچا تھا۔ ایک نظر انہیں دیکھنے پر ایسے لگتا تھا جیسے وہ برسوں کی بیمار ہوں۔ بے اختیار وہ ان کے سینے سے لگی

آئیم سوری ماما۔ مجھے وہ سب آپ کو نہیں بتانا چاہیے تھے۔ "اس نے " روتے ہوئے کہا۔ ان کی اس حالت کی ذمہ دار وہ خود کو سمجھ رہی تھی۔ روینہ میری جان روتے نہیں ہیں۔ دیکھو اگر تم آج نہ بھی بتاتی تو یہ سچ " کبھی نہ کبھی تو سامنے آنا ہی تھا۔ بس اب سے ہم دونوں ماں بیٹی نہیں روئیں گے۔ " انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے۔

ماما آپ ابھی ان سے کوئی بات مت کیجیئے گا۔ جیسا چل رہا ہے ویسا " چلنے دیجیئے کیوں کہ ابھی اگر ہم نے کوئی بات کی تو وہ خبردار ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے وہ سارے ثبوت مٹانے کی کوشش کریں۔ اس

سلسلے میں وہ ان انکل کو بھی جان سے مار سکتے ہیں جنہوں نے یہ سارے ثبوت ہمیں دیے ہیں۔ ان کی جان کو تو ویسے بھی خطرہ ہے۔"

اس نے انہیں محتاط کیا۔

ٹھیک ہے جیسا تم کہو۔ چلو اب ناشتہ کر لو پھر چلی جانا جہاں بھی جانا ہے۔ کچھ دن میں نے جو تمہارا خیال نہیں رکھا تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔" ان کی فکر پر وہ اداسی سے مسکرا دی۔ ماں تو ایسی ہی ہوتی ہے خود چاہے جتنا مرضی تکلیف میں ہو لیکن اولاد کی تکلیف اس سے برداشت نہیں ہوتی۔

ناشتہ کرتے ہوئے اسے خیال آیا کہ اکرم انکل سے پوچھنا چاہیے اس سب کے بارے میں۔ پھر وہ ناشتے سے فارغ ہو کر پہلے پولیس اسٹیشن گئی۔ وہاں سے تقریباً بارہ ایک بجے بڑی مشکل سے وقت نکال کر وہ اکرم انکل کے گھر گئی۔

السلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ؟ اور آنٹی کیسی ہیں؟ ان کا علاج تو " اچھے سے چل رہا ہے نا؟" ان کے دروازہ کھولتے ہی وہ اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھنے لگی

سب ٹھیک ہے بیٹا جی۔ اللہ کا شکر ہے۔ " انہوں نے اسے صحن میں " رکھی چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا

انکل آپ ان کو جانتے ہیں؟" اس نے وہی تصویر ان کے سامنے " کرتے ہوئے پوچھا جو صبح اسے ملی تھی

ہاں میں جانتا ہوں۔ یہ عظیم صاحب ہیں ان کا بھی قتل کروایا گیا تھا۔ " " انہوں نے تصویر کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بتایا

اور انکل میرے امی بابا کو کیسے قتل کروایا تھا انہوں نے؟" اس بے " تابی سے پوچھا جب کہ اسے جواب دینے سے پہلے وہ اسے وہیں بٹھا کر خود اس کے لیے چائے بنانے چلے گئے



یہ لو چائے پیو میں آپ کو سب کچھ بتاتا ہوں۔ "چائے کا کپ اور کچھ"  
 بسکٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے انہوں نے کہا تو اس نے چائے اور  
 - پلیٹ دونوں تھام لیے

اس کے بعد انہوں نے اسے سب کچھ بتا دیا کہ کیسے اور کیوں اس کے  
 - ماں باپ کو قتل کر دیا گیا

-----

بائیس سال پہلے

یار ثمر جلدی کرو ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔ "انہوں نے ٹائی کی ناٹ"  
 درست کرتے ہوئے اپنی خوبصورت بیوی کو مخاطب کیا جو کب سے شیشے  
 کے سامنے کھڑی ہو کر تیار ہو رہی تھی

بس میں تیار ہو گئی ہوں۔ "اس نے جوتے کا سٹرپ بند کرتے ہوئے"  
 - سیدھے ہو کر کہا تو وہ اس کی تیاری دیکھ کر مبہوت ہو گئے

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ "ان کی نظروں سے خائف ہوتے ہوئے"  
 - انہوں نے سر پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے کندھوں پر شال اوڑھی

اچھا میں کیا سوچ رہی تھی کہ ہم رومی کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے " ہیں۔ اکیلی کیسے رہے گی وہ۔ " اس نے اپنی اکلوتی بیٹی کے خیال سے کہا۔ وہ اسے اکیلے چھوڑ جانے کے حق میں نہیں تھی

یار ثمر وہ میری بھی بیٹی ہے لیکن وہ اگر ہمارے ساتھ گئی تو تھک جائے گی۔ پارٹی لیٹ نائیٹ چلے گی۔ بچی فضول میں خوار ہوتی رہے گی۔ اگر یہ پارٹی ہماری ڈیل کی خوشی میں نہ ہوتی تو میں کبھی نہ جاتا۔ تم روینہ کو اماں بی کے ساتھ چھوڑ دو وہ اس کا خیال رکھیں گی۔ " انہوں نے پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو تو چپ چاپ مان گئی کہ وہ صحیح ہی تو کہہ رہے تھے۔ روینہ کو اماں بی کے پاس چھوڑ کر وہ دونوں پارٹی کے لیے چلے گئے۔

زہے نصیب شکر ہے تم آگئے ورنہ مجھے تو لگا تھا تم مجھے دھوکا دے جاؤ " گئے۔ " ان دونوں کے وہاں پہنچتے ہی حیات کا ایک دوست اس کے گلے لگتا ہوا شوخی سے گویا ہوا تو وہ ہنس دیے۔

بس یار یہ ہماری بیگم تیار ہونے میں دیر لگادیتی ہیں۔ " انہوں نے سارا " ملبہ اس پر گرایا پھر یاد آنے پر ان دونوں کا آپس میں تعارف کرواتے ہوئے بولے۔

ثمر یہ عاطف ہے میرا دوست اور نیا بزنس پارٹنر اور عاطف یہ میری " وائف ثمر۔ " ان کا آپس میں تعارف کروانے پر ثمر نے رسمی سا سلام کیا کیوں کہ وہ مردوں سے دور ہی رہا کرتی تھی۔ اگر کہیں جانا ہوتا تھا تو وہ۔ حیات کے ساتھ ہی جاتی تھی۔

حیات اور عاطف کی دوستی کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا مگر ان کی دوستی بہت گرمی ہو گئی تھی اور اس میں سب سے زیادہ ہاتھ عاطف کا ہی تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ وہ صرف اپنے فائدے کے لیے ان سے دوستی کر بیٹھا تھا جب کہ حیات ایک صاف دل بندہ تھا اس لیے اسے باقی دوستوں کی طرح عاطف پر بھی بھروسہ تھا۔ حیات کا یہی اعتبار اور بھروسہ آگے جا کر ناصرف اس کے لیے بلکہ ان کی پوری فیملی کے لیے ایک عذاب بننے والا تھا وہ اس بات سے انجان تھے۔

عاطف نے آہستہ آہستہ حیات کا بھروسہ جیتنا شروع کیا تھا اور پھر جب حیات اس پر مکمل بھروسہ کرنے لگے تو اس نے اپنی اصلیت دکھانی شروع کر دی۔ جب حیات کو اس کی اصلیت معلوم ہوئی تو کافی دیر ہو چکی تھی وہ تقریباً ہر چیز پر قابض ہو چکا تھا پھر بھی حیات نے اسے سمجھانے کی لاکھ کوشش کی لیکن وہ نہ مانا۔ اُلٹا اس نے ان کے ساتھ ڈیلز ختم کر دینے یا انہی پر سارا الزام لگا دینے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں جس سے تنگ آ کر حیات نے اس کے خلاف کئی ثبوت اکٹھے کیے اور عاطف کے خلاف ایک پولیس والے کے حوالے کر دیے۔ عاطف نے ثمر بیگم کو بھی کئی بار ہراس کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار اسے منہ کی کھانی پڑی کیوں کہ ثمر کوئی کمزور عورت نہیں تھی جو اس کے ہتھکنڈوں سے ڈر جاتی۔ اُلٹا ثمر نے بھی عاطف کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے میں مدد کی۔ عاطف کو جب پتا چلا کہ اس کے خلاف کئی ثبوت اکٹھے ہو چکے ہیں تو اس نے ناصرف اس پولیس والے کو مروا دیا بلکہ ایک

دن موقع پا کر اس نے خود اپنے ہاتھوں سے حیات کی گاڑی کی بریکس فیل کر دیں۔ جس کے نتیجے میں ان دونوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ ان دونوں کی موت کو ایک حادثہ قرار دے کر کیس کو بند کر دیا گیا۔ پیچھے بچی ان کی چھوٹی سی، ننھی سی جان جس کو ان دونوں نے نازوں سے پالا تھا، وہ لوکروں کے رحم و کرم پر آگئی۔ آخر کوئی کب تک کسی دوسرے کے بچے کو سینے سے لگا کر رکھ سکتا ہے۔ اماں بی بھی حیات اور ثمر کی موت کے ایک سال بعد اللہ کو پیاری ہو گئیں اس کے بعد روینہ کا کوئی پُرساں حال نہ تھا۔ نوکر سب بھاگ گئے۔ آخر ایک دن یہ چھوٹی سی بچی بھوک پیاس سے نڈھال سرک پر بے ہوش ہو گئی۔

-----

عاطف اور ان کی بیوی کسی دور پار کے رشتے دار کے گھر گئے ہوئے تھے۔ عاطف کی جیب میں رکھا چھوٹا سا فون بج اٹھا۔

ہاں اکرم بولو؟ "فون پر اکرم کا نام جگمگاتے دیکھ کر اس نے سائیڈ پر " ہو کر کال اٹینڈ کی۔ اکرم وہ بندہ تھا جسے حیات اور ثمر کی وفات کے بعد - عاطف نے روینہ کی نگرانی پر معمور کیا تھا

صاحب جس بچی کی نگرانی کا آپ نے حکم دیا تھا آج وہ بچی بھوک " پیاس کی وجہ سے سڑک پر بے ہوش ہو گئی ہے۔ کیا اسے ہسپتال لے جاؤں؟ " اکرم نے جلدی سے بتایا

نہیں تم بس اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرو اور اسے کچھ کھلا " پلا دو - ہم آکر دیکھتے ہیں۔ " اکرم کو ہدایت دے کر اس نے فون بند کیا - ہی تھا جب پیچھے سے اس کی بیوی نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا - "؟ کیا ہوا عاطف "

- نن۔۔۔ نہیں کچھ نہیں۔ " اس نے گھبرا کر جواب دیا "

تمہیں بچہ چاہیے تھا نا؟ " اس نے مزید کہا جس پر وہ بے یقینی سے " اسے دیکھنے لگیں کیوں کہ وہ خود ماں نہیں بن سکتی تھیں اور انہوں نے

عاطف سے کہا تھا کہ وہ بچہ اڈلپٹ کر لیں لیکن عاطف نے منع کر دیا  
- تھا

ہاں چاہیے مگر آپ نے تو منع-----" انہوں نے بات ادھوری "  
- چھوڑی

تو بس اب ایک پیاری سی بچی کے ماں باپ بن گئے ہیں ہم - چلو "  
لینے چلیں۔" اس نے ان کی حامی بھر کر جیسے ان کی خوشی دوبالا  
کردی۔ عاطف کے بتانے پر وہ جلدی سے میزبان سے رخصت لے کر  
آگئیں۔ راستے میں انہوں نے عاطف سے بچی کے بارے میں معلوم  
کرنے کی بہت کوشش کی لیکن عاطف نے صرف اتنا بتایا کہ بچی کے  
ماں باپ نہیں ہیں اور بچی کا نام روینہ ہے۔ مسز عاطف کو وہ بچی بہت  
اچھی لگی جس نے ان کی گود میں آکر ان کی خالی جھولی کو بھر دیا  
تھا۔ اس بچی کو پا کر ان کی مامتا کو قرار آگیا تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنا  
- سارا پیار و توجہ اس پر لٹا دی تھی

-----

اکرم انکل کے اسے سب کچھ بتا چکنے پر وہ جانے کے لیے کھڑی ہوئی ہی تھی کہ وہ یاد آنے پر بولے۔

بیٹا یہ جو اس تصویر میں عظیم صاحب ہیں عاطف صاحب نے کچھ " سال پہلے ان کا بھی مرڈر کروایا تھا۔ جو شخص بھی عاطف صاحب کے خلاف جانے کی کوشش کرتا ہے اسے وہ راستے سے ہٹا دیتے ہیں۔ یہ عظیم انڈسٹریز کے مالک تھے۔ " انہوں نے وہی تصویر ایک دفعہ پھر سے اس کے سامنے لہرائی۔ اب کی بار غور سے دیکھنے پر اسے محسوس ہوا جیسے اس نے انہیں پہلے کہیں دیکھ رکھا ہے۔ وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ وہ - مزید گویا ہوئے۔

عاطف صاحب نے انہیں زہر کا ٹیکہ لگوایا تھا اور پھر پوسٹ مارٹم " رپورٹ بھی بدلوادی تھیں۔ ان کی فیملی کو یہی لگتا ہے کہ ان کی موت دم گھٹنے کے باعث ہوئی تھی۔ انہیں پہلے سے استھما تھا۔ میرے پاس ان کی اصل رپورٹس بھی ہیں۔ " انہوں نے اٹھ کر رپورٹس اور ایک سی



ڈمی اس کے سامنے کی۔ اس نے بے تابی سے وہ رپورٹ اٹھا کر دیکھی  
 - جس پر صاف صاف لکھا تھا کہ انہیں پوائیزن دیا گیا تھا  
 - اس سی ڈمی میں کیا ہے؟" اسے تجسس ہوا

اسی میں تو اصل ثبوت ہے۔ عاطف صاحب کی زبانی ان کے سارے "  
 گناہ قبول کروائے گئے ہیں۔ عاطف صاحب نے خود اپنے منہ سے اقرار  
 کیا ہے اپنے سارے کارناموں کا۔" انہوں نے اسے اصل بات سے آگاہ  
 کیا۔ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں

انکل آپ تو ان کے اتنے پرانے اور وفادار ملازم تھے پھر اب آپ ان "  
 کے سارے جرائم کے ثبوت مجھے کیوں دے رہے ہیں؟" اسے یہ سوال  
 کب سے تنگ کر رہا تھا آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔ اس کے پوچھنے پر وہ  
 - ہنکارہ بھر کر بولے

بیٹا میں ان کے گھر صرف ایک ملازم تھا۔ حالات اور وقت کے ہاتھوں "  
 مجبور انسان جسے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا نا ہی تھا اور وہ دوسرا کوئی  
 اور نہیں بلکہ عاطف صاحب ہی تھے۔ میں نے ہمیشہ ان کے جرائم میں

ان کا ساتھ دیا تھا لیکن جب انہوں نے ایک چھوٹی سی معصوم سی بچی کے ماں باپ کو اس سے جدا کرنے پلان بنایا تو میں نے کئی بہانوں سے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے ارادے سے بعض نہ آئے۔ تب میں نے ان کے خلاف جا کر ثبوت ڈھونڈنے شروع کر دیے۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ ان تمام ثبوتوں کو کسی ایماندار بندے کے حوالے کر دوں گا جو ان کا صحیح استعمال کر سکے گا۔ لیکن اتنے سالوں میں عاطف صاحب کے پہلے سے زیادہ تعلقات بن چکے ہیں کہ میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا تھا پھر ایک دن جب میں اپنی بیوی کی دوائی لے کر گھر واپس آ رہا تھا تو میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ ہو بہو ٹری بیگم کی کاپی تھیں۔ میں نے فوراً آپ کو پہچان لیا اور پھر تسلی کے طور پر آپ کے بارے میں انفارمیشن اکٹھی کی تو معلوم ہوا آپ عاطف صاحب کی بیٹی ہیں اور میں جان گیا یہ وہی بچی ہے جس کے ماں باپ کے قتل نے ہی تو مجھے انسان بننے پر مجبور کیا تھا۔ جس کو انصاف دلوانے کے لیے میں آج تک اتنے ثبوت اکٹھے کیے ہیں۔ بس پھر موقع ملتے ہی میں نے آپ کو

سب کچھ بتا دیا۔ "انہوں نے کس دل سے اسے یہ بات بتائی تھی یہ وہی جانتے تھے۔

بیٹا آپ پلیز عاطف صاحب سے محتاط رہنا اور ہو سکے تو انہیں کسی بھی " بات کی بھنک نہ پڑنے دینا۔ ایک اور بات سنا ہے عظیم انڈسٹریز کو آج کر عظیم صاحب کا بیٹا رہبان عظیم چلا رہا ہے تو بیٹا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسے بھی عاطف صاحب پر شک ہے کہ انہوں نے ہی اس کے باپ کو قتل کروایا تھا۔ اس لیے وہ اب ان کے پیچھے ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کو بھی کسی طرح خبردار کر دیں کہ اس کی جان کو بھی خطرہ ہے۔ " انہوں نے اس پر اچانک پہاڑ توڑا تھا یہ بتا کر کہ رہبان مسز عظیم ہی کا بیٹا ہے۔ پہلے دن جب اسے مسز عظیم کے ہسپینڈ کا نام معلوم ہوا تھا تب اس نے سوچا تھا عظیم نام کے سر نیم والے کئی لوگ ہو سکتے ہیں ضروری نہیں رہبان انہی کا بیٹا ہو۔ لیکن اب اکرم انکل کی زبانی اسے معلوم ہو رہا تھا رہبان ان ہی کا بیٹا تھا۔ اب اسے سمجھ آیا عظیم انکل کی تصویر دیکھ کر اسے ایسا کیوں لگا تھا کہ جیسے اس نے پہلے

انہیں کہیں دیکھ رکھا ہے۔ رہبان کافی حد تک اپنے پاپا سے مشابہہ تھا۔ اس کی جان کو خطرہ ہے یہ سن کر ہی اس کی اپنی جان ہوا ہونے لگی تھی۔

نہیں میں رہبان یا آنٹی کو کچھ بھی نہیں ہونے دوں گی۔ نیور۔ "اس" نے دل ہی دل میں عہد باندھا۔

اوکے انکل اللہ حافظ اب چلتی ہوں۔ "انہیں اللہ حافظ کہتے ہوئے وہ" چلی گئی تو وہ پیچھے سے اس کے لیے دعا گو ہوئے۔

اللہ آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ "کہتے ہوئے وہ اندر چلے" گئے کیوں کہ موسم نے ایک دم انگڑائی لی تھی۔ ویسے بھی سردیوں کے دن تھے ہر وقت بادل ہی چھائے رہتے تھے ابھی بھی بارش کی کن مین شروع ہو چکی تھی۔

-----

گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اچانک اس نے بریک لگائے جس کے باعث اس کا سر سٹیرنگ سے ٹکرا گیا۔

اُف اللہ مجھے یہ بات پہلے کیوں نہیں سمجھ آئی کہ مسز عظیم ہی میری "امی کی بیسٹ فرینڈ ہیں۔ واؤ۔" خوشی سے چمکتے ہوئے اس نے خود سے کہا۔

ایک منٹ ایک منٹ اکرم انکل نے یہ بھی کہا تھا میرے دادا دادی "زندہ ہیں۔ یہ تو اس سے بھی بڑی نیوز ہے۔ چلو کم از کم اس دنیا میں کوئی تو ہے جو میرا اپنا خون ہے۔ جس کو میں صرف اپنا کہہ سکتی ہوں۔" اسے اکرم انکل کی یہ بات یاد آئی تو اسے بے انتہا خوشی ہوئی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ اس بھری دنیا میں اکیلی نہیں تھی کوئی تھا جو اس کا بہت ہی اپنا تھا۔ اس وقت وہ رہبان اور عاطف صاحب دونوں کے متعلق بھول گئی تھی۔ برستی بارش میں نہاتے ہوئے وہ پاگلوں کی طرح چیخ چیخ کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ آس پاس سے گزرتے لوگ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن اسے اس وقت کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ اتنے دنوں بعد اسے کوئی ایسی خبر ملی تھی جس نے اسے اتنا خوش

کر دیا تھا۔ وہ اپنی خوشی سب کے بانٹنا چاہتی تھی لیکن اپنے دادا دادی کو  
- ڈھونڈنے کے بعد تاکہ اس کی خوشی سلامت رہے

-----

اسے چند دن لگے تھے اپنے امی بابا کے گھر کو ڈھونڈنے میں اور آج بالآخر  
اسے وہ گھر مل ہی گیا تھا جس میں اس نے آنکھ کھولی تھی، جو اس کے  
ماں باپ کی بنائی گئی جنت تھا۔ جس میں اس کے ماں باپ نے اس  
کے ساتھ زندگی کچھ خوبصورت سال گزارے تھے۔ گھر کئی سالوں سے بند  
رہنے کی وجہ سے کافی خستہ حال ہو چکا تھا۔ جگہ جگہ سے اس کا پینٹ اتر  
چکا تھا۔ اس نے جیسے جیسے اندر کی طرف قدم بڑھانے شروع کیے اس کا  
دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس گھر میں اس کے مرحوم ماں باپ کی  
یادیں بستی تھیں۔ کیسے نہ اس کا دل انداز میں دھڑکتا۔ اس نے دھڑکتے  
دل پر قابو پایا اور اندر کی طرف بڑھی۔ اس نے ایک ایک کمرہ چیک کیا۔ آخر  
ایک بیڈروم میں پہنچ گئی جہاں بیڈ پر کپڑے پھیلے ہوئے تھے۔ ایسے لگتا  
تھا جیسے ابھی ابھی کوئی ان کپڑوں کو پھیلا کر گیا ہو۔ اگر ان پر سالوں

کی دھول نہ جمی ہوتی تو یقیناً اسے بھی ایسا ہی لگتا کہ ابھی ابھی کسی نے یہ سب کپڑے پھیلائے ہیں۔ ان سب بکھری چیزوں کو دیکھ کر اس کی کالی خوبصورت آنکھوں میں نمی چمکنے لگی جسے اس نے بہنے دیا۔ یہاں ایسا تو کوئی تھا نہیں جو اس کو رونے سے منع کرتا یا جس سے وہ اپنے آنسو چھپاتی۔ اس وقت تنہائی ہی تنہائی تھی اور وہ جی بھر کر رو سکتی تھی۔ روتے روتے اس نے کمرے میں بائیں جانب لگی لکڑی کی الماری کو کھولا جس کو کئی جگہوں سے دیمک نے چاٹ لیا تھا۔ اسی الماری میں سے اسے ایک پرانا الیم ملا جس میں اس کے امی بابا اور اس کے بچپن کی کئی تصاویر تھیں۔ اس نے باری باری سب تصویروں کو دیکھا۔ ایک تصویر میں اس کے بابا ایک بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے ساتھ کھڑے تھے۔ یہ یقیناً دادا دادی ہیں۔ "اس تصویر کو دیکھ کر اس نے اس پر لب " رکھتے ہوئے سوچا۔ یہی دو رشتے ہی تو اب اس کے پاس سگے رشتوں کے نام پر بچے تھے جن کو وہ اپنا اور صرف اپنا کہہ سکتی تھی

مجھے آپ دونوں کو ڈھونڈنا ہی ہوگا۔ آپ دونوں میرے بابا کے ماں باپ " ہیں۔ میں جانتی ہوں آپ دونوں کی آنکھیں ترس گئی ہوں گی کسی اپنے کو دیکھنے کی چاہ میں۔ بس کچھ دن اور یہ جدائی برداشت کر لیں آپ دونوں پھر میں آپ کو اپنے ساتھ لے آؤں گی۔ " اس نے دادا دادی کو تصور میں مخاطب کیا۔ اس نے اس الہم کو کسی قیمتی متاع کی مانند اپنے پرس میں سنبھال کر رکھا اور اسی ٹوٹی پھوٹی الماری میں سے دادا دادی کا ایڈریس ڈھونڈنے لگی۔ بالآخر کافی تگ و دو کے بعد اسے ایک پرانی مٹیالے رنگ کی ڈائری ملی جس میں کئی لوگوں کے ایڈریس اور فون نمبرز درج تھے۔ اس نے دادا دادی کے گھر کا پتا ڈھونڈنا شروع کیا تو بہت جلد ہی اسے ان کا پتا مل گیا۔ اس نے جلدی سے وہ صفحہ پھاڑ کر احتیاط سے بیگ میں رکھا۔ اب اس کا رخ واپس اپنے گھر کی طرف تھا۔

اللہ کرے دادا دادی ابھی ابھی اسی ایڈریس پر رہتے ہوں۔ " راستے میں " اس نے دعا کی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کے گھر کو ریٹرووٹ کروائے گی اور پھر ماما اور دادا دادی کو لے کر اسی گھر میں



شفٹ ہو جائے گی کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ بہت جلد عاطف صاحب کی تمام ناجائز دولت اور زمین ضبط کر لی جائے گی دوسرا عاطف صاحب کو بھی اس پر شک ہونے لگا تھا کہ آج کل اس کی سرگرمیاں مشکوک سی ہو گئی تھیں۔ ابھی تک انہیں ماما نے سنبھالا ہوا تھا اور وہ ان کو یہ یقین ہونے سے پہلے کہ روینہ واقعی عاطف صاحب کے خلاف کچھ پلان کر رہی ہے، سے اپنی فیملی کو پروٹیکٹ کرنا چاہتی تھی۔

-----

اگلے کچھ دن اس کے بہت مصروفیت میں گزرے کیوں کہ ایک تو وہ اپنے امی بابا کے گھر کو بہت رازداری سے اپنے نام کروا رہی تھی تاکہ عاطف صاحب کو پتہ نہ چلے پھر اسے اس گھر کو رینویٹ بھی کروانا تھا اور انہی دنوں وہ عاطف صاحب کے خلاف گھیرا تنگ کرنے کی کوششوں میں لگی ہوئی تھی۔ ان سب کاموں سے فراغت پا کر وہ دادا دادی سے ملنے لاہور چلی گئی۔ وہاں پہنچ کر اسے کسی بھی قسم کی دقت کا

سامنا نہیں کرنا پڑا تھا کیوں کہ وہ پہلے ہی اپنے ایک قابلِ بھروسہ ماتحت کے ذریعے ان کا گھر ڈھونڈ لیا تھا۔

اس نے دروازے پر پہنچ کر دھڑکتے دل کے ساتھ دستک دی کیوں کہ دروازے پر کوئی اطلاعی گھنٹی نہیں لگی تھی اور گھر کی ابتر حالت اس کے ملکینوں کی غربت اور افلاس کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ اسے افسوس ہوا کہ اس کے ہوتے ہوئے بھی اس کی فیملی یوں لاوارثوں کی طرح رہ رہی تھی۔ اس سوچ کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں جنہیں اس نے جلدی سے صاف کیا۔ وہ پہلی دستک پر دروازہ نہ کھلنے پر ہمت ہارنے لگی تھی۔ ابھی اس نے دوبارہ دستک دینے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اس کی سماعت سے ایک کمزور نسوانی آواز ٹکرائی۔

یہ محلے کے بچوں کو بھی کہیں چین نہیں ہے۔ مجال ہے جو ہم بوڑھوں کو جینے دیں۔ آرہی ہوں بھئی۔ اب بار بار دروازہ نہ پیٹنے ٹھہر جانا۔ " انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر ٹھٹھک گئیں۔ حیرت انگیز طور پر انکی بصارت بالکل ٹھیک تھی۔

ارے بیٹی کون ہو تم؟ اس محلے میں نئی آئی ہو کیا؟ پہلے تو کبھی نہیں " دیکھا تمہیں پڑوس میں۔ " انہوں نے اسی حیرت سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ان کے پوچھنے پر وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پاتے ہوئے روتے ہوئے ان کے سینے سے آ لگی۔ اس کے رونے پر وہ بوکھلا کر رہ گئیں۔ نہ جانے۔ کیوں اس لڑکی کا رونا انہیں تکلیف دے رہا تھا۔

بیٹی رونا بند کرو۔ ایسے روتے نہیں ہیں۔ آؤ اندر آ جاؤ۔ " انہوں نے " شفقت سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے اندر آنے کی دعوت دی۔ اندر داخل ہونے پر اسے ایک ضعیف و نزار شخص ایک ٹوٹے نواڑ والی چارپائی پر لیٹا نظر آیا۔ اسے دیکھتے ہی وہ اٹھ بیٹھا اور بوڑھی عورت سے دریافت کرنے لگا۔

ارے نیک بخت کون ہے یہ بیٹی؟ اور یہ رو کیوں رہی ہے؟ " انہوں نے " نے روینہ کو اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ دیتے ہوئے کہا۔

عالم میں نہیں جانتی کون ہے یہ لڑکی بس اس کا رونا مجھ سے دیکھا ' نہیں گیا تو میں اسے اندر لے آئی۔ اس کے رونے سے مجھے ایسا لگا جیسے میرا حیات رو رہا ہے۔ "انہوں نے آنکھوں میں بھری نمی کو دوپٹے کے پلو سے صاف کیا۔ ان کے رونے پر عالم صاحب کے ساتھ ساتھ خود روینہ کے بھی آنسو نکل آئے حیات کو یاد کر کے۔ لوگ کہتے ہیں کسی کی موت سے کسی کو فرق نہیں پڑتا مگر اس وقت اگر کوئی ان دونوں بوڑھوں کو دیکھ لیتا تو انہیں یقین آجاتا کہ جانے والے تو چلے جاتے ہیں لیکن اپنے پیچھے ناصر ف ایک خلا چھوڑ جاتے ہیں بلکہ پیچھے اپنے چاہنے والوں کو زندہ درگور کر جاتے ہیں۔ جن کی کمی ان سے کبھی برداشت نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں بھلایا جاسکتا ہے۔

ان دونوں کو اپنے بیٹے کے غم میں زار و قطار روتا دیکھ کر اس نے خود کو جلدی سے سنبھالا اور اٹھ کر دائیں جانب موجود نلکے سے ان دونوں کو پانی بھر کر پلایا۔

-----

ان دونوں کو اپنے بیٹے کے غم میں زار و قطار روتا دیکھ کر اس نے خود کو جلدی سے سنبھالا اور اٹھ کر دائیں جانب موجود نلکے سے ان دونوں کو پانی بھر کر پلایا۔ جب وہ دونوں پانی پی چکے تو انہیں یاد آیا کہ یہ لڑکی ان کے گھر آئی تھی۔ اس سے کچھ بھی پوچھنے کی بجائے انہوں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ ان کی آنکھوں میں سوال پڑھ کر گڑبڑا کر بولی۔

وہ دادا دادی میں۔۔۔۔۔ میں آپ کک۔۔۔۔۔ کی۔۔۔۔۔ پپ۔۔۔۔۔ پوتی " ہوں۔ آپ کے حیا۔۔۔۔۔ حیات کک۔۔۔۔۔ کی بیٹی۔ " اس کے اٹکتے ہوئے بتانے پر ان دونوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جب کہ لب پھڑپھڑا کر رہ گئے۔ وہ بس ساکت نظروں سے اسے دیکھے گئے آیا وہ سچ بول رہی تھی یا صرف ان کے صبر کا امتحان لے رہی تھی۔

۔ ان کو یوں ساکت و جامد دیکھ کر اس نے مزید کہا

میں جانتی ہوں آپ کو یہی لگتا ہے کہ امی بابا کے ساتھ ایکسیڈیٹ " میں میری بھی موت ہوگئی تھی لیکن دیکھیں میں زندہ سلامت آپ کے

سامنے ہوں۔ مجھے کسی نے ایڈلپٹ کر لیا تھا۔ اس لیے میں نہیں جانتی تھی کہ میرے ماں باپ کون ہیں؟ کچھ عرصہ پہلے مجھے معلوم ہوا کہ میرے امی بابا کون تھے اور یہ کہ آپ دونوں میرے اپنے ہیں۔ میرا سب کچھ۔" اس نے نہایت نرمی سے ان دونوں کے ہاتھوں کو باری باری آنکھوں سے لگا کر چوما۔ اس قدر پیار پر دادی نے فوراً اسے اپنے اندر بھینچ لیا۔

دیکھا میں نے کہا تھا نا جب یہ میرے گلے لگی تھی تو مجھے اس میں سے "میرے حیات کی خوشبو آئی تھی۔ ماں کا دل کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔" انہوں نے اس کے سر پر بوسہ لیتے ہوئے اسے مزید خود میں بھینچا جب کہ آنسو اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ ان سے ملنے ملانے کے بعد وہ انہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لیے منا چکی تھی پھر دادا دادی بھی حیات کے بعد اس سے دور نہیں رہنا چاہتے تھے اس لیے انہیں ماننا ہی پڑا تھا۔ اس نے ان کو اپنے ساتھ لے جانے کے کچھ دن کی مہلت مانگی کیوں کہ اس کے بابا والے گھر کی رینوویشن میں کچھ دن باقی تھے

اور پھر اس گھر سیٹنگ وغیرہ بھی رہتی تھی۔ وہ ان کو عاطف صاحب کے گھر نہیں لے جا سکتی تھی۔ اس لیے اسے یہ کچھ دن کی دوری منظور تھی۔ اس نے انہیں امی بابا کے قتل کے متعلق بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ ان کے اتنے سال کے صبر کو اس وقت توڑنا نہیں چاہتی تھی۔

- اس لیے اس نے انہیں کچھ بھی بتانے سے گریز کیا

ان سے ملنے کے بعد وہ واپس فیصل آباد چلی گئی۔ ابھی بہت کچھ رہتا تھا

- جو اسے کرنا تھا

-----

وہاں سے واپس آکر اس کا سارا دھیان مسز عظیم اور رسبان کی سیفٹی کی طرف تھا۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ ان دونوں کی جان کو بھی خطرہ تھا۔ اس کا پلان یہی تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے سے جڑے تمام لوگوں کو سیو کرے گی پھر کھل کر عاطف صاحب کے خلاف کارروائی کرے گی۔

کئی دنوں تک وہ اس بات پر غور کرتی رہی تھی کہ وہ رہبان کا سامنا کیسے کرے گی۔ رہبان کے جیل سے واپس آنے کے بعد سے اب تک ان دونوں کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ اسے اب اس کا ناصر ف سامنا کرنا تھا بلکہ اس سے معافی بھی مانگنی تھی۔ اس سب کے لیے جو اس نے اور عاطف صاحب نے اس کی فیملی کے ساتھ کیا تھا۔ اسے تو ویسے بھی رہبان کا سامنا کرنا مشکل لگ رہا تھا اور اب تو اس کا باپ (بے شک سگانہ سہی لیکن دنیا کی نظر میں تو عاطف صاحب ہی اس کے والد تھے۔) رہبان کے باپ کا قاتل تھا۔ اب وہ اس سے کس کس چیز کی معافی مانگے گی۔

کچھ بھی ہو اب مجھے غلط کو چھوڑ کر صحیح کا ساتھ دینا ہی ہوگا۔ مجھے " رہبان اور آنٹی سے معافی مانگنی ہوگی۔ مجھے ان دونوں کو بھی ان کے شر سے محفوظ کرنا ہوگا۔ اے اللہ میرا ساتھ دینا۔ " اس نے اللہ سے دعا کی اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی انسان اللہ کا سچے دل سے پکارے اور وہ اس کی پکار کا جواب نہ دے۔ وہ اللہ تو بس ایک پکار کا منتظر ہوتا ہے کہ



اے میرے بندے تو مجھے ایک دفعہ پکار کر تو دیکھ میں ہمیشہ تیرے  
- ساتھ ہوں

اس نے رہبان کے ساتھ کبھی اچھا سلوک نہیں کیا تھا لیکن اسے کہیں  
نہ کہیں امید تھی کہ رہبان اس کی بات پر ضرور یقین کرے گا۔ رہبان  
کی محبت کا سوچ کر پہلی دفعہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ یہ  
احساس ہی کس قدر خوبصورت تھا کہ کوئی ہے جو اسے چاہتا ہے اور  
بے لوث چاہتا ہے۔ انہی باتوں کو سوچتے سوچتے کب اس کی آنکھ لگ گئی  
- اسے پتا ہی نہ چلا

صبح اس کی آنکھ اذان کی آواز سے کھلی۔ اس نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز  
ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر اس نے تلاوت کی۔ ابھی قرآن پڑھنے میں  
اسے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن وہ پھر بھی کوشش کرتی تھی کہ  
- کوشش سے کامیابی ممکن ہے

لائیں ماما میں آپ کی ہیلپ کر دیتی ہوں۔" تلاوت سے فراغت کے " بعد وہ ماما کے پاس کچن میں چلی آئی۔ انہیں کام کرتا دیکھ کر اس نے ان کے ہاتھ سے برتن لے کر انہیں ہٹایا۔

کیوں تم نے آج جانا نہیں ہے؟" اسے کام کرتے دیکھ کر انہیں " بہت خوشی ہوئی تھی۔

نہیں ماما آج مجھے کام سے جانا ہے۔ چلیں اب آپ بیٹھ جائیں آج " ناشتہ میں بناؤں گی۔" انہیں جواب دے کر اس نے انہیں باہر کی راہ دکھائی۔ اس نے کافی حد تک کوکنگ سیکھ لی تھی۔ اس نے کھانا بنا کر ٹیبل پر رکھا اور چائے لینے کچن میں گئی تھی جب پیچھے سے عاطف صاحب کی آواز سنائی دی۔

ارے بھئی بیگم آج ناشتہ نہیں بنانا تھا کیا؟ آپ یہاں بیٹھی ہیں۔ " " کف فولڈ کرتے ہوئے وہ ان کے سامنے سربراہی کرسی پر بیٹھ گئے۔ انہیں آج میں نے ناشتہ نہیں بنایا۔ آج روینہ نے ناشتہ بنایا ہے۔ " " انہوں نے سرد مہری سے جواب دیا اور اٹھ کر انہیں کھانا سرو کرنے

لگیں تاکہ وہ جلدی سے ناشتہ کر کے ان کی نظروں سے دور ہو جائیں۔ آج  
- کل وہ ایسے ہی کرتی تھیں

ارے واہ زبردست۔ اس نے کب سیکھا کھانا بنانا؟ " انہوں ستائش سے "  
کچن سے نکلتی روینہ کو دیکھا۔ کھانے سے بھرپور انصاف کرتے ہوئے وہ  
کبھی روینہ کو دیکھتے تو کبھی اپنی بیگم کو لیکن وہ دونوں چپ چاپ اپنی اپنی  
کرسی پر بیٹھی رہیں۔ انہیں دیکھ کر ہی اس کی بھوک مر گئی تھی۔ ناشتہ  
سے فارغ ہو کر وہ اس کے بنے کھانے کی تعریف کرتے ہوئے آفس چلے  
گئے۔

جتنے دن تک عیش کرنے ہیں کر لیں میرے بابا کی کمپنی میں۔ اس "  
سب کا حساب تو دینا ہی پڑے گا آپ کو۔ " اس نے تنفر سے دل ہی  
دل میں سوچا اور بنا ناشتہ کیے چلی گئی۔ پیچھے مسز عاطف ناشتہ کی ٹیبل  
کو دیکھ کر رہ گئیں۔ آج سب کچھ روینہ نے اپنی پسند کا بنایا تھا ناشتہ  
میں لیکن بنا ناشتہ کے چلی گئی تھی۔ اس کے یوں چلے جانے پر انہوں  
- نے بھی کچھ نہیں کھایا

کتنی ہی دیر وہ بغیر مقصد کے گاڑی چلاتی رہی تھی۔ جب جب اس کے اندر فرسٹریشن بڑھتی تھی وہ یوں ہی گاڑی چلاتی رہتی تھی۔ ابھی بھی وہ یہی کر رہی تھی۔ تقریباً گیارہ بجے کے قریب اس کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی تو مسز عاطف نے سکون کی سانس لی۔

کہاں تھی تم؟ کتنی پریشان ہو گئی تھی میں تمہیں کچھ اندازہ ہے؟ " وہ " جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئی وہ پھٹ پڑیں۔ اب تو ان کا دل چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی سم جاتا تھا۔

ریلیکس ماما۔ آپ اتنی پریشان مت ہوا کریں۔ " انہیں صوفہ پر بٹھاتے " ہوئے اس نے پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا جسے انہوں نے خفگی کے ساتھ تھام کر دو گھونٹ پانی پیا۔

ماما ابھی مجھے کہیں جانا ہے۔ مجھے عاطف صاحب کے خلاف بہت جلد " کاروائی کرنی ہے اور اس سے پہلے کچھ کام بہت ضروری ہیں۔ " انہیں تسلی دے کر اس نے مزید کہا تو وہ گم سم ہو گئیں۔

تم اپنا خیال رکھنا۔" انہوں نے اسے تاکید کی تو وہ مسکرا کر اپنے " کمرے میں چلی گئی۔ وہاں سے اس نے عظیم صاحب کی رپورٹس اور اپنی امی کی تصویریں ایک ہی فائل میں ڈالیں اور پھر ماما کو بتا کر وہ رہبان کے گھر کی طرف روانہ ہوئی۔

-----

جیسے ہی وہ ان کے گھر میں داخل ہوئی مسز عظیم اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اسے شلوار قمیص میں دیکھ کر تو ان کی خوشی دوبالا ہو گئی تھی۔ سلام دعا اور حال احوال کے بعد اس نے اصل موضوع کی طرف آنا بہتر سمجھا کیوں کہ وہ جس مقصد کے لیے یہاں آئی تھی وہ زیادہ ضروری تھا۔

"آئی آپ اپنی ان دوست کی کوئی تصویر تو دکھا دیں جن کا آپ نے کہا تھا کہ میری شکل ان سے ملتی ہے۔" اسے یقین تھا کہ اس کی امی ہی ان کی دوست تھیں مگر وہ پھر بھی تسلی کرنا چاہتی تھی کہ آیا اس کا خیال درست ہے یا نہیں۔ اس کے کہنے پر مسز عظیم اسے وہیں بیٹھا

چھوڑ کر اپنے کمرے میں رکھے کئی پرانے البمز میں سے ایک خاصہ بوسیدہ  
- سا البم نکال لائیں

اس نے ایک ایک کر کے تمام تصویریں دیکھیں۔ اس کی امی اتنی حسین  
اور پیاری تھیں کہ اسے اب سمجھ آ رہا تھا عاطف صاحب نے کس  
فائدے کی بات کی تھی۔ اس کے پاس جو تصویر تھی اس میں اس کی  
امی تقریباً پچیس تیس سال کی تھیں جب کہ جو مسز عظیم کے پاس  
تصویریں تھیں وہ ان کی ٹین ایج کی تھیں مگر دونوں تصویروں میں کوئی  
خاص فرق نہیں تھا جس کی وجہ سے انہیں پہچاننا ممکن تھا

اب تو آنٹی اور رہبان کی سیکیورٹی اور زیادہ ضروری ہو گئی ہے۔ پہلے تو "  
صرف رہبان کی وجہ سے میں ان دونوں کو سیکیور کرنا چاہتی تھی لیکن اب  
تو میری امی کی بچپن کی سہیلی کی بات ہے۔ اگر میں نے ان کو  
پروٹیکٹ کر لیا تو میں یہی سمجھوں گی کہ میں نے اپنی امی کو پروٹیکٹ  
کیا ہے۔" یہ بات وہ صرف سوچ سکی۔ اس کا اظہار مسز عظیم کے  
سامنے کرنا مشکل تھا کیوں کہ وہ نہیں جانتی تھی کہ اگر وہ یہ سب کچھ

انہیں رہبان کی غیر موجودگی میں بتا دے گی تو ان کا ری ایکشن کیسا ہوگا اور وہ انہیں کیسے سنبھالے گی۔ اس لیے اس نے رہبان کا یہاں موجود ہونا ضروری سمجھا۔

آئی آپ کے بیٹے کا نام رہبان ہے نا؟ " اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے " پوچھا۔ اس کے پوچھنے پر وہ حیران ہوتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئیں کیوں کہ انہوں نے تو کبھی رہبان کا نام اس کے سامنے نہیں لیا تھا اور نہ ہی کبھی ان دونوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ اس لیے ان کا حیران ہونا بنتا تھا لیکن انہوں نے اس سے کچھ بھی پوچھنے سے احتراز برتا کیوں کہ روینہ کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ بہت جلد انہیں بتانے والی ہے کہ وہ رہبان کو کیسے جانتی ہے۔

ان کے ہاں میں سر ہلانے پر وہ مزید گویا ہوئی۔

آئی کیا آپ اس کو یہاں بلا سکتی ہیں؟ مجھے آپ دونوں سے بہت " ضروری بات کرنی ہے۔ " اس کے رہبان سے ملنے اور

ضروری بات کرنے کی بات پر وہ مزید حیران ہوئیں۔

بیٹا خیریت ہے نا؟ ایسی کون سی ضروری بات ہے۔ پلیز مجھے بتاؤ مجھے " پریشانی ہو رہی ہے۔ سب ٹھیک ہے نا؟ " انہوں نے پریشانی سے کہا۔ پہلے تو جب بھی وہ آتی تھی صرف ان سے ہی باتیں کیا کرتی تھی۔ کبھی بھی اس نے رہبان کے بارے میں بات نہیں کی تھی۔ ایون جب بھی مسز عظیم اپنے بیٹے کی تعریفیں اس کے سامنے کرتی تھیں وہ اگنور کر دیتی تھی اس لیے وہ خود بھی اس کے سامنے اس کا ذکر کم ہی کیا کرتی تھیں۔ اس لیے اس وقت اس کے منہ سے رہبان سے ملنے کی خواہش کا سن کر انہیں اچھنبے کے ساتھ ساتھ پریشانی نے بھی آن گھیرا۔

جی آنٹی سب ٹھیک ہے۔ آپ پلیز رہبان کو یہاں بلا لیں پھر میں آپ " کو سب کچھ بتاتی ہوں۔ " ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے تسلی آمیز انداز میں کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رہبان کا نمبر ملانے لگیں۔



السلام علیکم ماما خیریت؟ اس وقت آپ نے کال کی۔ سب ٹھیک "

ہے نا؟ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟" کال اٹینڈ کرتے ہی

وہ پریشانی سے نان سٹاپ شروع ہو گیا۔ ماما کبھی اسے یوں بلا وجہ کال نہیں کرتی تھیں وہ بھی آفس آرز میں۔ اس لیے وہ ان کی کال دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ چلتے سیکرٹری نے اس کا ٹھٹھکنا صاف محسوس کیا تھا۔ وہ ان کی پریشانی کے خیال سے رک گیا تھا۔ اس کے یوں پریشانی ظاہر کرنے پر سیکرٹری بھی مسکرا دیا۔ وہ ایسا ہی تھی سب کی پریشانی اور دکھ میں خود دکھی ہو جانے والا۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ آپ اس وقت فری ہو؟" اس کی اپنے لیے فکر پر ان کے ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے۔ جب کہ انہیں توجہ سے دیکھتی روینہ کے لبوں پر بھی ایک آسودہ سی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔ ان کے ہاں سب ٹھیک ہے کہنے پر وہ سمجھ گئی تھی کہ دوسری طرف سے کیا پوچھا گیا ہوگا اور کس فکر مندی اور اپنلٹ سے پوچھا گیا ہوگا۔ اسے یاد آیا تھا جب پہلی دفعہ اس نے خود رہبان کو کال کی تھی تو تب

بھی اس کا نام سننے کے بعد جو سب سے پہلا سوال اس نے پوچھا تھا وہ یہی تھا کہ آپ کیسی ہیں؟ اور سب ٹھیک ہے نا؟ اور یہ سب پوچھتے ہوئے بھی اس کے انداز، اس کے الفاظ اور لہجے سے صرف اور صرف اپنا پن جھلک رہا تھا جسے اس نے بُری طرح سے نظر انداز کر دیا تھا لیکن آج اس سب کو یاد کرتے ہوئے نہ جانے کیوں اسے تکلیف سی ہوئی تھی۔ جسے اس نے کمال مہارت سے چھپالیا۔

جی ماما ابھی ایک میٹنگ سے فارغ ہوا ہوں۔ آپ بتائیں کوئی کام " تھا؟" وہ ابھی ابھی ایک میٹنگ سے فارغ ہوا تھا۔ یہ آج کے دن کی تیسری میٹنگ تھی جو وہ اٹینڈ کر کے آ رہا تھا اور اب کافی حد تک تھک چکا تھا۔ اس کے جیل جانے کی خبر سن کر کئی کمپنیوں نے اس کے ساتھ ڈیلز کینسل کر دی تھیں۔ اس لیے اسے اس وقت سخت محنت کرنی پڑ رہی تھی اپنی عزت، نام، کمپنی اور ساکھ بچانے کے لیے۔ جس کی وجہ سے اس کے پاس سرکھجانے کی بھی فرصت نہیں ہوتی تھی۔

نہیں کام تو کوئی نہیں ہے۔ بس مجھے پوچھنا تھا آپ اس وقت گھر آ " "۔  
 سکتے ہو؟ ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے

اما آپ مجھے پریشان کر رہی ہیں۔ سچ سچ بتائیں سب ٹھیک ہے نا؟ آپ " "۔  
 بس آدھا گھنٹا ویٹ کریں میں آتا ہوں۔ " اسنے تشویش سے اپنے آنے کا  
 بتا کر کال بند کی اور جلدی سے سیکرٹری کو ساری فائلز اپنے آفس میں  
 رکھنے کا کہہ کر چل پڑا۔ اس وقت اگر اس کی کوئی بہت بڑی ڈیل بھی  
 چل رہی ہوتی تو وہ اسے چھوڑ کر ماما کے پاس جاتا۔ اسے کبھی اچھا نہیں  
 لگتا تھا کہ ماما اسے پکاریں اور وہ اپنے کاموں میں لگا رہے۔ ابھی وہ آفس  
 کی بلڈنگ میں ہی تھا جب صارم اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا مگر وہ اپنی  
 پریشانی میں اسے سلام بھی نہ کر سکا

کیا ہوا؟ اتنے پریشان کیوں ہو؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے ابھی ایک ڈیل " "۔  
 فائل کر کے آرہے ہو۔ مجھے تمہارے پی آ کا فون آچکا ہے۔ اس نے ہی  
 بتایا ہے۔ " صارم اس کے گلے لگتے ہوئے اس کی پریشانی بھانپ کر ابھی  
 کچھ دیر پہلے فائل ہونے والی ڈیل کا حوالہ دیتے ہوئے بولا

سب ٹھیک ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ تو پریشان مت ہو۔ چل ایسا کرتے ہیں " ہم دونوں اکٹھے چلتے ہیں۔ " صارم اس کی غائب دماغی دیکھ کر اس کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی لے کر بولا۔ اس کا ارادہ گاڑی خود ڈرائیو کرنے کا تھا۔ وہ اس وقت رہبان کے لیے کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ اس لیے اپنی گاڑی کو وہیں پارکنگ میں چھوڑ کر اس نے رہبان کی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

جیسے ہی رہبان کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ بڑی مشکل سے دل کو سمجھا بچھا کر اور خود کو مضبوط کر کے وہ خود کو رہبان کا سامنا کرنے پر راضی کر سکی تھی اور اب دل پھر سے بے قابو

ہونے لگا تھا یہ سوچ کر کہ اسے رہبان کا سامنا کرنا ہے۔ اس مسز عظیم کے ساتھ باتوں میں مشغول دیکھ کر وہ دونوں تو حیرت زدہ ہی رہ گئے۔ رہبان کو لگا وہ ماما کو اس کے جیل جانے کے بارے میں بتانے آئی ہے۔ آخر روینہ سے کچھ بعید بھی تو نہیں تھا۔ وہ جس پریشانی کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تھا وہ روینہ کو ماما کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر سوا ہو گئی تھی۔ اس نے پریشانی سے صارم کی طرف دیکھا جو اپنی حیرت پر ناصر قابو پا چکا تھا بلکہ ماما سے سلام دعا کے بعد روینہ سے بھی حال احوال پوچھ رہا تھا۔ اس نے اپنے تاثرات درست کیے اور صارم کو ایک گھوری سے نوازا۔ جو روینہ سے باتیں کرتے ہوئے اسے شرارت سے دیکھ رہا تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر ماما اور روینہ کو مشترکہ سلام کیا اور ماما کے ساتھ ہی صوفہ پر اس طرح سے بیٹھ گیا کہ صارم اور روینہ اس کے سامنے بیٹھے تھے۔

ارے صارم تم رویہ کو جانتے ہو؟" صارم کو رویہ کے ساتھ بے " تکلفی سے باتیں کرتے دیکھ کر انہوں نے حیرانی سے پوچھا تو صارم ایک - نظر ان دونوں نفوس پر ڈال کر شرارت سے بولا

جی آنٹی بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ یہ آپ کی بہو ہے۔ " اس کی " بات پر رہبان نے غصے سے اسے گھورا اور ماما کے نا سمجھی سے دیکھنے پر نظریں جھکا گیا جو بار بار بھٹک کر صارم سے کچھ فاصلے پر بیٹھی رویہ کا دیدار کر رہی تھیں جب کہ دوسری طرف رویہ کی سانس اٹک گئی۔ وہ یہ ضرور چاہتی تھی کہ رہبان کے حوالے سے جانی جائے لیکن یوں آنٹی کے سامنے وہ بھی اس وقت یہ راز کھلنا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اس کی سانسیں اٹکا گیا

کیا مطلب؟" انہوں نے اچھنبے سے ان تینوں کی شکلیں دیکھتے ہوئے " پوچھا تو صارم نے رویہ اور رہبان کی قابلِ رحم حالتیں دیکھتے ہوئے بات - سنبھالی

وہ دراصل آنٹی میرے کہنے کا مطلب تھا کہ یہ آپ کی بہو یعنی میری " منکوحہ کی دوست ہوتی ہے۔ اب آپ مجھے بیٹا کہتی ہیں تو اس لحاظ سے میری بیوی آپ کی بہو ہی ہوئی نا؟ آپ نے اس وقت میری بات پوری سنی ہی نہیں تھی۔ میں یہی کہنے والا تھا کہ یہ آپ کی بہو کی دوست ہے۔ " اس کی اتنی لمبی چوڑی وضاحت پر مسز عظیم مطمئن ہوئی تھیں یا نہیں لیکن ان دونوں کی اٹکی سانسیں ضرور بحال ہو گئی تھیں۔

-----

اما آپ بتائیں کیا بات کرنی تھی آپ کو؟ آپ کو پتا ہے میں کتنا " پریشان ہو گیا تھا۔ " صارم کی مزید فضول گوئی سے بچنے کے لیے اس نے ماما سے پوچھا تو صارم نے بھی شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسز عظیم کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھا جس پر انہیں یاد آیا کہ انہوں نے رہبان کو کس مقصد کے لیے بلایا تھا۔

اس سے ملو یہ ہے میری بیٹی روینہ۔ میں نے تمہیں بتایا تھا نا اس کے " بارے میں؟ " انہوں نے روینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کا

تعارف کروایا۔ ان کے تعارف کروانے پر اس کی نظریں ایک لمحے کو اوپر اٹھی تھیں۔ رویہ کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے فوراً نگاہیں جھکالی تھیں مبادہ ابھی کے ابھی ماما کے سامنے یہ راز منکشف نہ ہو جائے۔ انہی جھکی نظروں کے ساتھ ہی اس نے رویہ سے حال احوال پوچھا جس کا رویہ نے مختصر جواب دیا۔

وہ ایک چوٹی مجھے آپ لوگوں سے بات کرنی تھی تو میں نے سوچا ایک ساتھ " کر لوں۔ دوسرا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا بھی تھا۔ " خاموشی کے وقفے کو بڑھتا دیکھ کر اس نے ہی اسے توڑا۔ اس کی بات پر وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ واقعی کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہے۔

کیا آپ لوگوں کو یقین ہے کہ عظیم انکل کی ڈیٹھ نیچرل ہی تھی؟ " ان " سب کے متوجہ ہونے پر اس نے سوال داغا تو وہ تینوں چپ ہو کر رہ گئے۔ یہ ایک ایسا موضوع تھا جس پر بات کرنے سے رہبان اور مسز عظیم کے ساتھ ساتھ صارم کو بھی اتنا ہی دکھ ہوتا تھا۔ اس کے یوں اچانک



سوال نے ان سب کو ساکت کر دیا تھا۔ ان سب کی چپ پر خود اسے بھی یوں ان کے بھرے ہوئے زخموں کو کُریڈنا بُرا لگ رہا تھا لیکن اس وقت اس کو بُرا لگنے سے زیادہ یہ اہم تھا کہ وہ ان سب کو حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں انصاف دلائے اور اس کے لیے اب وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔ ان سب کو چپ دیکھ کر اس نے اپنا سوال دہرایا تو رہبان چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی بھوری خوبصورت آنکھوں میں پانی جمع تھا جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا مگر روینہ کے بلانے پر اسے اس کی طرف دیکھنا پڑا تھا اور روینہ تو اس کی آنکھوں میں موجود نمی کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔ اسے دیکھ کر روینہ کی اپنی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ اس نے چپکے سے آنکھوں کو صاف کیا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر مسز عظیم کے ساتھ جا کر بیٹھی۔

آئی پلزز آپ مجھے غلط مت سمجھیئے گا۔ میں آپ سب کو ہرٹ نہیں " کرنا چاہتی تھی آئی سوئیر۔ " اس نے ان کے آنسو اپنے ہاتھ سے صاف



اچھا تو انہیں استھما تھا اور وہ پھر بھی اپنے ساتھ ان ہیلر نہیں رکھتے " تھے؟ ڈاکٹر نے کہا اور آپ نے مان لیا؟ آپ تو ان کے بیٹے ہیں آپ کو تو معلوم ہوگا وہ اپنے ساتھ ایک ایکسٹرا ان ہیلر بھی رکھتے تھے پھر مجھے سمجھ نہیں آتا آپ کو اس ڈاکٹر کی بات پر یقین کیسے آگیا؟ " اس کی بات کڑوی ضرور تھی مگر سچ تھی لیکن اس نے جس طنز انداز میں رہبان کی بات کاٹی تھی وہ صارم کو بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ اس لیے وہ اسے ٹوک گیا۔

"؟روینہ یہ تم کس لہجے میں بات کر رہی ہو رہبان سے "

صارم بھائی پلیز آپ اس وقت چپ رہیں - میں اتنی اہم بات کر رہی " ہوں اور آپ کو لہجے کی پڑی ہے۔ " اسنے صارم کو چپ کروایا۔ ویسے بھی وہ کافی منہ پھٹ تھی زیادہ دیر خود پر کنٹرول نہیں رکھ سکتی تھی اس لیے تو صارم کی طبیعت صاف کر کے رکھ دی۔ اس کو اس قدر سیریس دیکھ کر صارم بھی جربز ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا لیکن اس نے خود سے عہد

کیا جب تک وہ اپنی بات ختم نہیں کر لیتی وہ درمیان میں نہیں بولے گا۔

مسٹر رہبان عظیم آپ کو بزنس ٹائیکون کس نے بنا دیا ہے؟ آپ کو تو " اتنے سامنے کی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔ اچھا بتائیں بزنس میں کسی کے رائیولز نہیں ہوتے؟ آپ کے بھی تو ہوں گے؟ ہوں گے نا؟ " اس نے تائیدی انداز میں پوچھا تو رہبان نے فقط اثبات میں سر ہلادیا۔ اس کے پاس کہنے کو کچھ بچا ہی کہاں تھا۔ وہ جو کچھ کہہ رہی تھی صحیح ہی تو کہہ رہی تھی۔

تو مسٹر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کسی نے ان کا مرڈر کروایا ہو؟ " اس نے " اتنے نارمل انداز میں بات کی تھی جیسے اس کے نزدیک واقعی یہ کوئی چھوٹی سی بات ہو جب کہ اس کی بات پر وہاں موجود تینوں افراد کی روح تک فنا ہو گئی تھی۔

روینہ کھل کر بتاؤ۔ " مسز عظیم نے کس صبر اور حوصلے سے اس سے " بات کی تھی یہ صرف وہی جانتی تھیں۔

آئی میں آپ کو یہی بتانا چاہتی تھی کہ عظیم انکل کا مرڈر ہوا تھا جسے " جھوٹی پوسٹ مارٹم رپورٹ بنوا کو چھپا دیا گیا۔ " اس نے جیسے ایک بم پھوڑا تھا۔ رہبان نے اپنا جھکا سر ایک جھٹکے سے اوپر کیا اور بے یقینی سے روینہ کو دیکھا جب کہ مسز عظیم جو نہ جانے کب سے اپنے آنسو ضبط کیے ہوئے تھیں اس کی بات پر ان کے آنسو بے اختیار بہنے لگے۔ جنہیں وہاں موجود کسی نے بھی صاف کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ سب کو وہاں ایک ہی شخص کی موت کا دوسری بار ماتم کرنا پڑ رہا تھا۔ ایسے میں کسی کو دوسرے کے آنسو کہاں نظر آتے۔ روینہ نے نہایت ہی دکھ اور کرب کے ساتھ ان دو نفوس کو روتے دیکھا تھا جب کہ صارم کی آنکھیں ضبط سے لال ہو رہی تھیں۔ وہ جانتا تھا اگر وہ بھی رہبان کی طرح رو دیا تو۔

باقی دونوں کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا

صارم نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اسے اشارے سے پانی لانے کا کہا جب کہ خود مسز عظیم اور رہبان کے صوفے کے پاس نیچے بیٹھ کر انہیں تسلی دینے کی کوشش کرنے لگا۔ اتنے میں روینہ پانی کی بوتل اٹھا لائی

اور باری باری ان دونوں کو پانی کا گلاس تھمایا۔ جیسے ہی ان دونوں کی حالت کچھ سنبھلی صارم واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا جب کہ روینہ مسز عظیم کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ اس نے سر جھکاتے ہوئے انہیں سب کچھ بتا دیا۔ یہ بھی کہ رہبان کی جان کو بھی خطرہ تھا

آئی میں چاہتی ہوں آپ دونوں کچھ دن کے لیے میرے گھر میری ماما " اور دادا دادی کے ساتھ شفٹ ہو جائیں۔ " اس نے انہیں آفر کی تو رہبان اور انہوں نے ایک ساتھ نفی میں سر ہلایا

نہیں ہم یہیں ٹھیک ہیں۔ تمہارا بہت شکریہ بیٹا ہمارے بارے میں " اتنا سوچنے کے لیے اور تم خود جو عاطف صاحب کے خلاف کر رہی ہو اگر انہیں معلوم ہو گیا تو تمہاری جان کو بھی تو خطرہ ہو سکتا ہے۔ " انہوں نے پیار سے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے فکر مندی سے کہا۔

آئی آپ سمجھنے کی کوشش کریں اگر آپ دونوں محفوظ ہوں گے تو میں " کمفرٹیل رہوں گی اور آپ فکر مت کریں وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں

نے سب کچھ پلان کر رکھا ہے۔ اچھا اگر میں کہوں میں آپ کی ثمر کی بیٹی ہوں تب بھی آپ میری بات نہیں مانیں گی؟" اس نے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے ایک اور راز افشاں کیا جس پر انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

نہیں ہم پھر بھی آپ کے گھر نہیں جاسکتے۔" رہبان کسی صورت " اس کے گھر جانے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس کے ڈھیٹ پن پر اسے بہت غصہ آیا۔

ہاں تو ٹھیک ہے رہو تم اسی گھر میں۔ میں آنٹی کو اپنے گھر لے جاتی " ہوں۔ تمہاری وجہ سے میں ان جان خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔" اس نے بھی آگے سے منہ توڑ جواب دیا تو مسز عظیم اور صارم دھیرے سے مسکرا دیے۔ یہ وہ پہلی مسکراہٹ تھی جو ان کے لبوں پر بکھری تھی اور ویسے بھی میرے گھر کے چاروں طرف سیکیوریٹی تعینات ہوگی تو میرا " یہی خیال ہے کہ تم دونوں وہیں رہ لو جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتی۔ ورنہ مجھے تمہاری وجہ سے پریشانی رہے گی۔" اس

نے باتوں کے درمیان ذومعنی بات کی تو صارم کھانسنے لگا۔ صارم کے کھانسنے پر اسے اپنے الفاظ پر غور کرنا پڑا لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس نے شرمندگی سے سر جھکا کر زبان دانتوں تلے دبالی اور اسی لمحے رہبان کی نظر اس پر پڑی تھی بالکل غیر ارادی طور پر۔

- آنٹی آپ اسے کہیں نا " اس نے دوبارہ مسز عظیم سے ضد کی " اچھا ٹھیک ہے ہم چلیں گے مگر میری ایک شرط ہے۔ " انہوں نے " اس کی بات مان لی

مجھے ہر شرط منظور ہے۔ آپ بتائیں۔ " اس نے خوشی سے ان کے " گال چوم لیے۔ اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ اس وقت وہاں کون کون - موجود تھا

ابھی مجھے رہبان سے بات کرنے دو پھر بتاتی ہوں۔ " انہوں نے رہبان " کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں جب کہ رہبان انہیں نا سمجھی سے دیکھتا ہوا ان کے پیچھے چل پڑا۔ پیچھے - صارم اور وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے



رہبان یہ وہی لڑکی ہے؟" اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ ابھی بند ہی " کیا تھا کہ انہوں نے جھٹ سے سوال کیا۔ ان کے سوال پر وہ ایک لمحے کو ٹھٹھکا پھر سنبھل کر ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اسے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی کہ ماما کس کے بارے میں بات کر رہی ہیں اور اس نے اس وقت مناسب یہی سمجھا تھا کہ انہیں روینہ کے بارے میں بتا ہی دے

ماما آپ کیا کرنے والی ہیں؟" وہ اسے جس معنی خیزی سے دیکھ رہی " تھیں اسے کسی انہونی کا گمان ہوا

میں اسے شروع سے تمہارے لیے پسند کر چکی تھی لیکن تم نے جب " بتایا تھا کہ تم کسی کو پسند کرتے ہو تو میں نے اپنا ارادہ موقوف کر دیا تھا مگر اب مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ ہم دونوں ماں بیٹا ایک ہی لڑکی کو پسند کر بیٹھے ہیں - یہ تو اچھی بات ہو گئی - ہے نا؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس سے تائید چاہی تو وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا۔ اس وقت جس پوزیشن میں وہ تھا ، وہ روینہ تو کیا کسی بھی لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل

کر کے اسے بھی اپنی دشمنی کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتا تھا۔ روینہ کے بتانے کے بعد کہ عاطف صاحب نے اس کے بابا کا مرڈر کروایا تھا اس نے تمہیہ کر لیا تھا کہ وہ ان کے خلاف قانونی لڑائی شروع کرے گا اور وہ جانتا تھا اس لڑائی میں اس کا کتنا نقصان ہو سکتا تھا۔ اس لیے وہ اپنے اور ماما کے علاوہ کسی دوسرے کی زندگی کے لیے خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے سوچا تھا عاطف صاحب نے روینہ کچ باپ کی طرح پالا ہے تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن اگر اس نے رہبان سے شادی کر لی تو وہ اسے بھی نہیں چھوڑیں گے۔ وہ یہ بات ماما کو سمجھانا چاہتا تھا لیکن وہ اس کی کوئی بھی بات سننے سے پہلے باہر جا چکی تھیں۔

-----

وہ واپس آئیں تو صارم اور روینہ کو بے تابی سے اپنا انتظار کرتے پایا۔  
- رہبان کو ساتھ نہ دیکھ کر صارم نے چپکے سے اسے میسج کر دیا۔

ہاں روینہ ہم تمہارے گھر رہنے کے لیے چلیں گے لیکن جیسا کہ میں " نے پہلے کہا تھا کہ میری ایک شرط ہے۔ " انہوں نے اپنی جگہ سنبھالتے ہوئے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

آئی مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔ " اس نے بلا سوچے سمجھے جوش " سے کہا۔ اس کے لیے یہی بہت تھا وہ دونوں اس کے گھر رہنے کے لیے۔ تیار ہو گئے تھے۔

پہلے میری شرطوں سن لو۔ " انہوں نے مسکراہٹ روکتے ہوئے اسے باز " رکھنا چاہا۔ اتنے میں صارم کے موبائل کی میسج ٹون بجی۔ رہبان کو جوابی میسج آیا تھا۔

یار کیا بتاؤں۔۔۔۔۔۔ ماما کی شرط یہ ہے کہ روینہ اور میرا نکاح ہو جائے "۔ پھر ہی ہم اس کے گھر جائیں گے "۔ یار تو ماما کو روک "۔

میں اپنے ساتھ اس کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ " ایک " کے بعد دوسرا میسج آ رہا تھا۔ اس کے میسجز پڑھ کر وہ لب دانتوں تلے دبا گیا۔

اول ہوں صارم بند کرو اسے۔ " اس کی میسج ٹون بار بار بجنے سے مسز " عظیم ڈسٹرب ہوئیں تو فوراً اسے ٹوکا جس پر اس نے موبائل کو جھٹ سے سائلنٹ پر لگایا اور ٹائپ کرنے لگا۔

یار یہ تو اچھی بات ہوئی نا۔ اب کم از کم تجھے اسے چوری چوری نہیں " دیکھنا پڑے گا۔

اور پھر وہ کوئی کمزور لڑکی نہیں ہے جو اسے کوئی نقصان پہنچا دے۔ تو " بس پریشان مت ہو جو ہو رہا ہے ہونے دی۔ " اس نے سینڈ کا بٹن دباتے ہی موبائل جیب میں رکھ لیا۔ مبادہ اب کے مسز عظیم اس کے فون کو ڈسٹ بن کی زینت ہی نہ بنا دیں۔ دوسری طرف رہبان نے اسے آف لائن دیکھ کر دانت کچکچائے اور باہر چل پڑا۔ اس کے خیال میں ماما

کم از کم اس کے سامنے یا پھر براہ راست رویہ سے نکاح کی بات نہیں  
- کریں گی

آنٹی آپ بتائیں کیا شرط ہے آپ کی؟ "اس نے بے تابی سے پوچھا۔"  
اس کا بس نہیں چل رہا تھا ان دونوں کو ابھی اور اسی وقت اپنے ساتھ  
لے جاتی۔ اس کی بے تابی پر صارم اور رہبان نے نفی میں سر ہلاتے  
- ہوئے ادڈ آنے والی مسکراہٹ کو روکا

میں کہہ رہی تھی کہ جس سوسائٹی میں ہم لوگ رہتے ہیں وہاں ایک "  
نامحرم لڑکا لڑکی کا ایک ساتھ رہنا نامناسب سمجھا جاتا ہے۔ اور میں خود بھی  
کسی رشتے کے تحت ہی تمہارے گھر اور تمہاری فیملی کے ساتھ رہوں گی  
جتنے دن بھی وہاں رہنا پڑا۔ اب بتاؤ پھر کیا کیا جائے؟ یہاں تو سگے کزنز  
ایک ہی گھر میں رہیں تو لوگ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں اور رہبان یا  
میرے ساتھ تو تمہارا کوئی بھی رشتہ نہیں ہے۔" انہوں نے اسے حقیقت  
سے آگاہ کیا۔ ان کی بات پر اس نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا جب صارم  
ان کی سمجھ داری اور معاملہ فہمی کا قائل ہو گیا۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ آنٹی

کس طرح رویینہ کی برین واشنگ کر رہی تھیں۔ اس نے رہبان کو آنکھ مار کر شرارت سے دیکھا جیسے کہہ رہا تھا دیکھو آنٹی کیسے رویینہ کو معاشرے کا لالی پاپ دے رہی ہیں۔ اگر کچھ عرصہ پہلے والی رویینہ ہوتی تو کبھی بھی ایسی باتوں میں نہ آتی لیکن اب کی رویینہ اس سے بہت مختلف تھی۔

کک----- کیا مطلب آنٹی؟ "اس نے اس نا سمجھی " سے سب کو دیکھتے ہوئے ان سے سوال کیا۔ ان سب کی دبی دبی مسکراہٹ کو دیکھ کر وہ مزید گھبرا گئی تھی کہ نہ جانے وہ کیا کہنا چاہتی ہیں۔

میرا مطلب ہے کہ----- تمہارا نکاح ہو جائے۔ " انہوں نے " آرام سے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکالی۔ اس نے بے یقینی سے ان کی شکل دیکھی کہ کس وہ مذاق تو نہیں کر رہیں لیکن ان کے انداز سے کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ مذاق کر رہی ہیں۔

آنٹی اس کا کیا مطلب ہو بھلا؟ میرے نکاح سے لوگوں کی زبانیں کیسے " بند ہو سکتی ہیں؟ اور بلفرض اگر میں نکاح کر بھی لوں تو کس سے؟ میرا

مطلب ہے کون مجھ جیسی لڑکی سے شادی کرے گا جس کے نام کے ساتھ عاطف جیسے باپ کا نام لگتا ہے۔ یہ بات آپ جانتی ہیں کہ وہ میرے باپ نہیں ہیں لیکن دنیا والوں کی نظر میں وہی میرے فادر ہیں۔" اس نے دکھ اور بے بسی سے کہا۔ عاطف صاحب کا حوالہ اب اس کے لیے ایک گالی ہی بن چکا تھا۔ اسے لگتا تھا ساری دنیا اب اسے ایک قاتل کی بیٹی کی حیثیت سے ہی جانتا ہوگا۔

ارے کوئی اور کیوں نکاح کرے گا میرے اتنی پیاری بیٹی سے؟ میں تو "رہبان کی بات کر رہی تھی۔ اگر تم دونوں ایک مضبوط رشتے میں بندھ جاؤ تو لوگوں کی زبانیں بند ہو جائیں گی اور یوں تم لوگوں کا ایک ہی چھت کے نیچے رہنا بھی معیوب نہیں لگے گا۔" انہوں نے اس کے سر کو خود سے لگاتے ہوئے کہا۔ رہبان کے سامنے اس طرح کی بات کیے جانے پر وہ شرم سے گلال ہو گئی۔ اس کا سر خود بخود جھک گیا۔ اس کے شرم سے سُرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر انہوں نے اس کی بلائیں لیں۔ رہبان تو

اس کے چہرے کے ان رنگوں کو دیکھ کر رہ گیا اور صارم بلا ارادہ ہی  
- کھانسنے لگا

آنٹی میرا اور رہبان کا نکاح کک----- کیسے ہو سکتا ہے؟ مطلب آپ "  
نے اس سے پوچھا کہ وہ یہ رشتہ کرنا بھی چاہتا ہے یا نہیں؟" صارم کو بار  
بار اپنی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتا پا کر اور رہبان کو لب دباتے دیکھ  
کر اس نے ساری شرم و حیا کو سائیڈ پر رکھ کر اپنے پرانے منہ پھٹ انداز  
- میں سوال داغا

بیٹا تم اپنی بات کرو۔ رہبان میرا بیٹا ہے مجھے معلوم ہے وہ میری بات "  
سے انکار نہیں کرے گا اور اس رشتے سے تو بالکل نہیں۔ تم ابھی اپنی  
منظوری دو تو ہی ہم تمہارے گھر رہیں گے۔ اگر تم چاہتی ہو کہ ہم سیف  
رہیں تو تمہیں یہ نکاح کرنا ہی ہوگا اور ایک طرح سے یہ تمہاری سیفٹی کے  
لیے بھی ہوگا۔ تم نے بتایا تھا نا کہ عاطف صاحب کسی پارٹی سے تمہارا  
سودا کر رہے ہیں؟ تو ایسے میں تمہارے لیے سٹینڈ لینے کے لیے رہبان کا  
اور تمہارا رشتہ مضبوط ہونا بہت ضروری ہے۔" سودے والی بات پر صارم



اور رہبان نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔ اس نے یہ بات ان دونوں سے چھپالی تھی۔ مسز عظیم کی زبانی یہ بات سن کر وہ اس نکاح کے لیے پہلے سے بھی زیادہ خواہش مند ہو گیا تھا۔

جو لڑکی اپنی عزت اور جان کی پرواہ کیے بغیر اس کے اور باقی کئی فیملیز کے لیے ایک ایسے شخص کے خلاف اکیلی کھڑی ہو رہی تھی تو وہ اس لڑکی کو محفوظ پناہ گاہ دینے کے لیے اب بھی تیار نہ ہوتا تو اس کی وہ محبت کس کام کی جو اسے اس لڑکی کا ہی محافظ نہ بنا سکے جسے وہ چاہتا آ رہا ہے۔ "اس نے رویہ کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچا آپ اتنی گہری کیوں ہیں؟ جب بھی آپ سے ملاقات ہوتی ہے آپ ایک الگ روپ میں سامنے آتی ہیں۔ کبھی اتنی بے پرواہ کہ دل ریزہ ریزہ کر کے بھی سامنے والے کے بارے میں نہیں سوچتیں اور کبھی اتنی فکر مند کہ اپنے بارے میں بھی نہیں سوچتیں آپ۔" وہ صرف سوچ سکا۔

کہنے کی ہمت فی الحال اس میں مفقود تھی

رہبان بتاؤ تم تیار ہونا اس رشتے کے لیے؟" وہ اپنی سوچوں میں کھویا " تھا جب مسز عظیم نے اسے مخاطب کیا۔ اس نے چونک کر ان کی طرف دیکھا تو روینہ سے اس کی نظر ٹکرائی جو اس کی طرف سے جواب کی منتظر تھی۔

جج-----جی ماما جیسا آپ کہیں۔" اس نے سعادت مندی سے " جواب دیا۔

دل میں تو لڈو پھوٹ رہے ہیں جناب کے اور فرماں بردار ایسے بنے " ہوئے ہیں جیسے ان سے زیادہ فرماں بردار دنیا میں کوئی نہیں۔ " صارم نے سرگوشی کی جو اتنی بلند تھی کہ رہبان کے ساتھ ساتھ روینہ اور مسز عظیم کی سماعت سے بھی ٹکرائی جس پر رہبان نے اسے گھور کر دیکھا۔ روینہ نے آنٹی کے بلیک میل کرنے پر کہ اگر اس نے نکاح کے لیے ہاں نہ کہی تو وہ کبھی بھی اس کے گھر کیا کسی بھی سیف جگہ رہنے نہیں جائیں گی، اس نے ہاں کر دی۔

چلو ٹھیک ہے پھر میں تمہارے دادا دادی اور ماما سے بات کر لوں گی۔ "

تم اپنی ماما کو بھی وہیں بلا لینا دادا دادی کے پاس۔ " انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ انہیں کھانا بھی بنانا تھا اور باتوں باتوں میں وقت بھی کافی ہو گیا تھا۔ ان کے اٹھتے ہی وہ بھی بنا کسی کی طرف دیکھے انہیں اللہ حافظ کہتی بھاگ گئی۔ اس وقت اسے بے انتہا خوشی کے ساتھ رہبان سے شرم بھی آرہی تھی۔ اس لیے اس نے وہاں سے چلے جانا ہی مناسب سمجھا۔

-----

روینہ کے دادا دادی اور مسز عاطف کی طرف سے ہاں میں جواب ملنے پر انہوں نے ہفتے کے روز سادگی سے نکاح کی رسم رکھ لی۔ انہوں نے مسز عاطف اور روینہ کے دادا دادی کو اس نکاح کی اصل وجہ سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔ نکاح کی ڈیٹ فلکس کرنے کے بعد صارم جو ان کے ساتھ روینہ کی فیملی سے ملنے آیا تھا، کی زبان پر کھجلی ہونے لگی۔

انٹی سب سے پہلے اپنے ہونہار سپوت کو یہ خوش خبری سنا دیں۔ "

وہاں اس کا انتظار کی وجہ سے ایک ایک لمحہ بھاری ہوگا۔ اس کی جان اس

وقت سولی پر لٹکی ہوگی۔ اسے خوش خبری سنا کر زندگی کی نوید دے ہی دیں۔ "اس نے شرارت سے روینہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ روینہ اس کے یوں رہبان کے نام سے اسے چھیڑنے پر کافی پزل ہو رہی تھی۔ اس لیے اس کی شرارت بھری نظروں سے خائف ہو کر کھانا بنانے کے بہانے وہاں سے اٹھ گئی۔

کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔ میر بیٹا انتظار میں سوکھ رہا ہوگا۔ میں اسے فون " کر کے بتا دیتی ہوں۔ " انہوں نے مسکراتے ہوئے سب سے ایکسکیوز کیا اور سائیڈ پر ہو کر رہبان کا نمبر ڈائل کی

-----

یا اللہ اگر تو نے ہمارے ملنے کا سبب بنا ہی دیا ہے تو پلیز اس کے گھر " والوں کے دل میں بھی اس رشتے کے لیے ہاں ڈال دے۔ " جب سے ماما روینہ کے گھر رشتے کی بات کرنے گئیں تھی تب سے وہ ادھر سے ادھر چل پھر کر انتظار کی گھڑیاں کاٹ رہا تھا اور چلتے پھرتے اللہ سے دعا

گو بھی تھا۔ اللہ اللہ کر کے انتظار ختم ہوا اور ماما کی کال آنے لگی۔ اسے معلوم تھا انہوں نے رشتے کے متعلق بتانے کے لیے ہی کال کی ہوگی

اللہ سب بہتر کرنا۔ "ماما کی کال دیکھ کر اس نے ایک آخری دفعہ اللہ" کو مخاطب کیا اور خود کو ریلیکس کرتے ہوئے کال پک کر لی

السلام علیکم ماما۔ بتائیں کیا بنا؟" اس نے سلام کرتے ہی بے تابی "سے پوچھا جس پر دوسری طرف مسز عظیم کے ساتھ کان جوڑے کھڑے

- صارم نے بے ساختہ قہقہہ لگایا

اتنا بے صبرا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہی بتانے کے لیے ہی "کال کی ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جب سے رہبان اور رویہ کے رشتے کی بات پکی ہوئی تھی وہ بات بے بات مسکرا رہی تھیں۔ آخر آج ان کے اکلوتے بیٹے کی خوشی جو پوری ہو گئی تھی وہ کیسے خوش نہ ہوتیں۔

ہاں تو ماما جلدی بتائیں نا پلیز۔ یہاں سوچ سوچ کر میرا حال خراب ہوا "

"- جا رہا ہے

ہاں بھئی بیٹے صاحب بہت بہت مبارک ہو۔ لڑکی کے ساتھ ساتھ اس " کے گھر والوں نے بھی رضا مندی دے دی ہے۔ مٹھائی تیار رکھنا ہم آ رہے ہیں۔ " انہوں نے اس کے صبر کا امتحان لینا مناسب نہ سمجھتے ہوئے صارم کے نہ نہ کے اشاروں کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے خوش خبری سنا ہی دی جب کہ صارم اسے مزید تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔ اس لیے تو وہ انہیں بتانے سے منع کر رہا تھا۔ اب ان کے رہبان کو - خوشخبری سنا دینے پر منہ پھٹلا کر واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا

خیر مبارک ماما۔ آپ کو بھی بہت بہت مبارک ہو آخر آپ کی پسندیدہ " بہو آرہی ہے آپ کے گھر۔ " ماما کے نوید سنانے پر اس نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے شرارت سے کہا۔ صارم کا اثر اس وقت - سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ اس کی بات پر ماما بھی ہنس دیں

او کے پھر باقی باتیں گھر آ کر کرتے ہیں۔ " انہوں نے روینہ کی ماما " کے بلانے پر اسے کال بند کرنے کا کہا۔ روینہ کی ماما فی الحال عاطف صاحب کے گھر میں رہتی تھیں۔ جب کہ روینہ نے دادا دادی کو اپنے

بابا والے گھر میں ایک ملازمہ کے ساتھ رکھا ہوا تھا اور اس وقت وہ سب  
- اسی گھر میں موجود تھے

یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے بہترین سے نوازا۔ میں نے کبھی نہیں "   
سوچا تھا کہ مجھے رہبان جیسا لائف پارٹنر ملے گا۔ تُو جانتا ہے میں نے اسے   
پسند کیا تھا لیکن میں یہ بھی جانتی تھی کہ میں اس کے قابل نہیں ہوں   
اس لیے تو اپنے دل کے کسی نہاں خانے میں اس کی محبت کو دفن کر   
دیا تھا لیکن تجھے کچھ اور ہی منظور تھا۔ اے اللہ مجھے اس کے قابل بنانا۔ "   
سب لوگ ڈائننگ حال میں کھانا کھا رہے تھے جب کہ وہ شکرانے کے   
نوافل ادا کرنے میں مصروف تھی۔ بلاشبہ اسے بہترین سے نوازا جا رہا تھا   
- اور وہ اس کے لیے اللہ کی شکر گزار تھی

-----

ہاں بھئی لالے اب بتا خوش ہے؟ کتنے نوافل پڑھنے کا ارادہ ہے؟ " "   
صارم اسے مبارک باد دیتے ہوئے اس کے گلے لگا اور اس کے کان میں   
- سرگوشی کی

میں بہت بہت زیادہ خوش ہوں صاری۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ " جسے میں نے چاہا اُس نے اسے میری محرم بنانے کا بندوبست کر دیا۔ مجھے ایک گلٹ سا رہتا تھا کہ میں کسی نامحرم کو دل میں بسائے ہوئے ہوں۔ اب میں نوافل ضرور پڑھوں گا تاکہ اس پاک ذات کا شکر ادا کر سکوں جس نے یہ سب ممکن کر دیا۔ " اس نے خوش ہوتے ہوئے ایک خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ وہ کس قدر خوش تھا یہ اس کے چہرے اور سماء سے معلوم ہو رہا تھا۔ مسز عظیم نے دور سے ان دونوں کو ہنستے اور شرارتیں کرتے دیکھا اور ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کی۔ صام کے لیے ان کے دل سے ہر وقت دعا نکلتی تھی۔ ایک وہی شخص تھا جس نے رہبان کو اس وقت سنبھالا تھا جب وہ اپنے پایا کی موت کے بعد بالکل ٹوٹ چکا تھا۔ صام اسے اس مشکل وقت میں ایک منٹ کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑتا تھا۔ ہر مشکل وقت میں وہ رہبان کا سایہ بنا رہتا تھا۔ مسز عظیم جب جب اسے دیکھتی تھیں انہیں اس کے احسانات یاد آ جاتے تھے۔ حالاں کہ صام انہیں کئی دفعہ کہہ چکا تھا کہ اس



نے کوئی احسان نہیں ان دونوں پر، بلکہ جو کچھ بھی اس نے رہبان کے لیے کیا تھا وہ دوستی کا حق تھا جو اس نے پورا کیا تھا۔ وہ کہتا تھا اگر رہبان کی جگہ اگر خدا نخواستہ وہ خود ہوتا تو کیا رہبان اس کی مدد نہیں کرتا؟  
- یوں وہ دونوں لا جواب ہو جاتے

-----

سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ کچھ دیر باہر لان میں بیٹھی تھیں جب انہیں یاد آیا کہ نکاح کی ڈیٹ فلکس ہونے کے بعد سے انہوں نے روینہ سے بات نہیں کی۔ انہیں روینہ کو اس نکاح کا مقصد بتانا تھا۔ جب وہ سب لوگ ایک ساتھ تھے تب روینہ اپنے کمرے میں تھی۔ انہوں نے سوچتے ہوئے اسے کال ملائی۔

روینہ ماما کو لے کر عاطف صاحب والے گھر میں واپس آ چکی تھی اور اس وقت اس کا سونے کا موڈ تھا۔ آج کے سارے دن میں اس نے ایک لمحے کو بھی آرام نہیں کیا تھا۔ اس لیے اب اس کا ارادہ سونے کا تھا۔ ساڑھے نو بجے کے قریب وہ نماز سے فارغ ہوئی تھی اور اب سونے سے

پہلے ہاتھوں پاؤں کی مالش کر رہی تھی جب مسز عظیم کی کال دیکھ کر  
- اسے اچھنبا ہوا۔ ابھی چند گھنٹے پہلے ہی تو وہ مل کر گئی تھیں

- السلام علیکم آنٹی کیا ہوا؟ " اس نے فکر مندی سے پوچھا "

کچھ نہیں ہوا روینہ اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم دونوں "  
کو ہر وقت یہی دھڑکا کیوں لگا رہتا ہے کہ کچھ ہو گیا ہے؟ " انہوں نے  
اس کی پریشانی بھانپتے ہوئے ساتھ میں رہبان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔  
اسے یاد آیا جب اس نے مسز عظیم سے کہہ کر رہبان کو جلدی گھر  
- آنے کے لیے بلوایا تھا تو وہ کس قدر پریشان ہو گیا تھا

نہیں آنٹی بس وہ۔ " اس نے وضاحت دینا چاہی لیکن کچھ بول ہی نہ  
سکی۔

روینہ جس طرح تم ہم سب کے لیے پریشان ہوتی ہو اس طرح ہمیں "  
بھی تمہاری سیفی کی فکر رہتی ہے اور پھر تم تو وہ انسان ہو جو عاطف  
صاحب کے خلاف کھل کر لڑائی لڑو گی۔ ہم سب تو درپردہ تمہاری مدد  
کریں گے نا تو اس لحاظ سے تمہاری سیفی زیادہ ضروری ہے اور اس کے

لیے یہ نکاح ایک اہم جزو ہے۔ اگر ہمیں تمہارا ساتھ دینا پڑا تو کم از کم رہبان کو تمہارا ساتھ دینے کے لیے جھجھکنا نہ پڑے۔ تم سمجھ رہی ہونا اس معاشرے میں کسی محرم رشتے کے ساتھ ہی رہبان تمہاری ہیلپ کر سکتا ہے ورنہ لوگ تمہارے کردار پر کیچڑ اچھالنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کریں گے۔" انہوں نے چائے کا سپ لیتے ہوئے اسے تفصیل سے سمجھایا۔

جی آنٹی میں سمجھ رہی ہوں۔ تھینک یو سوچ میرے بارے میں اس "پوائنٹ پر سوچنے کے لیے۔" اس نے موبائل کو کندھے اور کان کے درمیان رکھتے ہوئے کہا۔ جب کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں پر مساج کرنے میں مصروف ہو چکے تھے۔ اس کی عادت تھی سونے سے پہلے ہاتھوں اور پاؤں کی اچھے سے مالش کر کے سونا۔

کیسی غیروں جیسی باتیں کر رہی۔ بھلا بیٹیاں ماؤں کو شکریہ بولا کرتی "ہیں؟ اب تم بس نکاح کی تیاریاں کرو۔ اپنی دوستوں کو ضرور بلانا۔ اس

طرح تم اکیلا فیل نہیں کرو گی۔" انہوں نے اسے تاکید کی جس پر اس نے جمائی روکتے ہوئے بس ہمم میں جواب دیا۔

اچھا چلو اللہ حافظ۔ اب سو جاؤ مجھے لگتا ہے تمہیں نیند آرہی ہے۔" اس کی جمائی روکنے کی آواز سن کر انہوں نے اسے اللہ حافظ کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔ اس نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔ یہ خیال ہی اسے مسکرانے پر مجبور کرنے کے لیے کافی تھا کہ اب اس کے پاس مخلص رشتوں کی کمی نہیں تھی۔

-----

ماما کیا ہوا؟ آج آپ کا سونے کا ارادہ نہیں ہے؟" انہوں نے کال بند کی ہی تھی جب رہبان نے پیچھے سے ان کے سر پر بوسہ لیتے ہوئے پوچھا۔ وہ اپنے کمرے میں جا رہا تھا جب مسز عظیم کو اکیلے لان میں بیٹھے دیکھا تو انہی کے پاس چلا آیا۔

ہاں بس سونے ہی جا رہی ہوں روینہ سے بات کر رہی تھی۔" انہوں نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھایا۔

تم خوش ہونا رہبان؟ یا صرف میری خوشی کے لیے تم نے حامی بھری "

ہے؟ کیوں کہ میں وہ بھی جانتی ہوں جو رویہ نے تمہارے ساتھ کیا تھا

اپنی نادانی میں۔ " انہوں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ کبھی

- نہیں چاہتی تھیں کہ ان کا بیٹا اپنی خوشی پر ان کی خوشی کو ترجیح دے

اما میں بہت بہت زیادہ خوش ہوں۔ دیکھیں نا اللہ نے میری خوشی اسی "

میں رکھی جس میں آپ خوش ہیں۔ اچھا آپ کو کس نے بتایا وہ سب؟ "

- اس کا اشارہ اپنے جیل جانے والی بات کی طرف تھا

اور کون بتائے گا؟ رویہ نے ہی بتایا تھا لیکن تب میں یہ نہیں جانتی "

تھی کہ تم ہی وہ شخص ہو جسے وہ پسند کرتی ہے اور یہ کہ اس نے

عاطف صاحب کی باتوں میں آکر اپنے ساتھ ساتھ تمہیں بھی تکلیف

- دی۔ " انہوں نے آرام سے اسے بتایا

چلیں اما اب اپنا یہ بیٹی نامہ بند کریں اور سو جائیں۔۔ " اس نے ایک "

ہاتھ سے ان کے موبائل کو اٹھایا جب کہ دوسرا ہاتھ ان کے کندھے کے

- گرد رکھتے ہوئے انہیں اٹھایا

تم مجھے ایسے ٹریٹ کرتے ہو جیسے میں کوئی بیمار ہوں۔" انہوں نے " اس کے بازو کے ہالے میں چلتے ہوئے خفگی سے کہا

ماما آپ جانتی ہیں نا مجھے آپ کے کام کرنا پسند ہے پھر چاہے وہ آپ " کو سہارا دینا ہو یا آپ کے ساتھ کچن میں کام کرنا۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور انہیں ان کے روم میں چھوڑ کر موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ سردی کے باعث کمرے میں ٹھنڈک بڑھ گئی تھی۔ اس لیے اس نے ہیٹر آن کرتے ہوئے انہیں سونے کی تاکید کی اور خود سارے پردے برابر کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ آج کی رات اسے نیند نہیں آنے والی تھی اور دوسری طرف وہ تھی جو آج جلدی سو گئی تھی۔ اس نے وضو کرتے ہوئے عشاء کی نماز کی نیت باندھی۔ اب وہ اللہ کے حضور سجدہ ریز تھا۔

-----

اگلے دن اٹھ کر روینہ نے سب سے پہلے اپنی تینوں دوستوں کو نکاح میں انوائٹ کیا۔ سعدیہ کو تو پہلے ہی صارم کے ذریعے اس کے نکاح کی بابت

معلوم ہو چکا تھا۔ اس نے ان سب کو ہدایت کی کہ وہ خود جا کر حیات ہاؤس کی انٹیریئر ڈیزائننگ کر دیں کیوں کہ وہ خود تو عاطف صاحب کی نظروں میں رہنا چاہتی تھی۔ آج کل وہ اس کی ٹوہ میں زیادہ رہنے لگے تھے اور دوسری طرف حیات ہاؤس میں صرف ایک دو کمرے ہی رہنے کے قابل تھے باقی سب میں فرنیچر اور فرنشنگ کی کمی تھی جس کی سیٹنگ کرنے کے لیے اس نے ان تینوں کی مدد مانگی تھی۔ فرنیچر بھی آج آ جانے والا تھا کیوں کہ اس کا آرڈر وہ پہلے سے دے چکی تھی۔ اب صرف اسے سیٹ کروانا تھا۔

روینہ کی دوستوں میں صرف یہی تین ہی دوستیں تھیں جب کہ رہبان نے صارم کی پوری فیملی اور اپنے آفس ورکرز کو نکاح میں بلایا تھا۔ آخر وہ دن بھی آ ہی گیا جس کا روینہ کو لاشعوری طور پر انتظار تھا۔ اس نے نیلے اور سرمئی رنگ کے امتزاج کا لہنگا پہن رکھا تھا اس کے ساتھ ہی میک اپ نے اس کے روپ کو چار چاند لگا دیے تھے۔ بھورے بالوں کے کرل کر کے آگے کی طرف ڈالے وہ اس وقت اس قدر خوبصورت لگ

رہی تھی کہ وہاں موجود تمام خواتین نے بے ساختہ ماشاء اللہ پڑھا۔ ماما نے آگے بڑھ کر اس کی نظر اُتاری تھی۔

نکاح کے وقت جب قاضی صاحب نے اس سے رضا مندی لی تو اس کا دل ایک دفعہ کانپا تھا کہ جس زندگی کی وہ اکیلی بلا شرکتِ غیرے مالک تھی اب اس کا مالک کوئی اور بننے والا تھا لیکن اس نے خود کو مطمئن کر لیا یہ سوچ کر کہ جس شخص کو وہ اپنی پوری زندگی سونپنے والی ہے وہ اس کا من پسند شخص ہے۔ اس سوچ کے آتے ہی اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے قبول ہے کہتے ہوئے اپنے تمام جملہ حقوقِ رہبان کے نام کر دیے۔ نکاح کی رسم پوری ہوتے ہی دونوں طرف سے مبارک باد کا شور بلند ہوا۔ نکاح کے بعد ان دونوں کو ساتھ بٹھانے کے لیے جیسے ہی روینہ کی دوستیں اسے لے کر آئیں رہبان نے اسے دیکھ کر بے ساختہ ماشاء اللہ کہا اور اٹھ کر اسے ہاتھ دیا تاکہ وہ اسٹیج پر آ سکے۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی سب باری باری آکر انہیں مبارک باد دینے لگے۔



دیکھا تھا میں نے تو کیسے میری بہن کو تاڑتاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ واقعی اس " نے صحیح کہا تھا تو لڑکیوں کو کافی آنکھ سے دیکھتا ہے تاکہ کسی کو خبر بھی نہ ہو اور تو لڑکی کو نہار بھی لے۔ " صارم جب اسے مبارک باد دینے کے لیے آیا تو اس نے اس کے کان میں پوری طرح گھستے ہوئے سرگوشی کی۔ کیوں کہ اتنے شور میں پاس پاس بیٹھے لوگوں کی آواز بھی سننا مشکل تھا تیری بہن میری منکوحہ ہوتی ہے۔ " اس نے مسکراہٹ ضبط کرتے " ہوئے صارم کا دل جلایا جب کہ یہ بات کہتے ہوئے اس نے نظروں کا زاویہ ابھی روینہ ہی کی طرف رکھا جو اپنی سہیلیوں کی نوک جھونک پر ہلکے سے مسکرا رہی۔

ہاں اسی لیے تو ابھی تک تو سلامت بیٹھا ہے ورنہ میری بہن کو اس " طرح دیکھنے والے کی آنکھیں نہ پھوڑ دیتا۔ اچھا سن اب تو تجھے پرمٹ مل گیا ہے میرے یار ذرا بھابھی کی تعریف بھی کر دینا دیکھ تیرے انہوں نے کتنی تیاری کی ہے۔ " آنکھ دباتے ہوئے اس نے اتنی جلدی بہن سے بھابھی کا طرزِ مخاطب اپنایا کہ خود رہبان بھی حیران رہ گیا۔ کیا چیز تھا

یہ صارم - وہ صرف سوچ سکا۔ بولنے سے اس نے پرہیز ہی کیا کیوں کہ وہ اپنی بات مکمل کرتے ہی سب کو اسٹیج سے اتار کر لے گیا تھا تاکہ ان دونوں کو کچھ پرائیوسی مل سکے۔ سب کو نیچے لے جا کر اس نے رہبان کو - تھمز اپ کا اشارہ کیا اور خود بھی غائب ہو گیا۔

مبارک ہو آپ کو۔ " صارم کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ اس کی " طرف جھکتے ہوئے بولا۔ اس کے یوں اپنی طرف جھک آنے پر روینہ پزل سی ہو گئی۔ دور کھڑے صارم نے کیمیرہ مین سے کہہ کر اس پل کو - کیمیرے کی آنکھ میں قید کروا دیا۔

خ۔۔۔ خیر مبارک۔ " جتنی بھی بولڈ سہی اس وقت رہبان کی قربت اسے " نروس کرنے کے لیے کافی تھی۔ وہ تو پہلے ہی اس کی نظروں سے خائف ہوئی بیٹھی تو جو بار بار اس کی طرف اٹھتی تھیں اور کوئی پیغام دینے کی کوشش کرتی تھیں اور اب اس کا یوں خود کی طرف جھکنا اسے مشکل سے ہی تو دوچار کر رہا تھا۔ ایک میٹھا سا پر لطف درد اس کے پورے جسم - میں سرایت کر رہا تھا۔

بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ ماشاء اللہ۔ " اسے خود سے یوں شرماتا دیکھ " کر وہ مزید شرارت پر آمادہ ہوا اس لیے تو سب سے نظر بچا کر روینہ کے ہاتھ کو ہلکا سا دبا کر چھوڑ دیا۔ اس کی اس قدر جرات پر وہ بھی اتنے لوگوں کے درمیان وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہو گئی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت اس کے لیے کیا نہیں تھا۔ محبت، عزت، مان، بھروسہ اور سب سے بڑھ کر ہر مشکل میں ساتھ دینے کا عہد تھا جو وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے دے رہا تھا۔ اس کے لیے اُس کے چہرے سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا اور دور کھڑا کیمرا مین اور صارم ان تمام مناظر کو مقید کر رہے تھے۔

-----

نکاح کی تقریب اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔ اب سب مہمان بھی جا رہے تھے۔ وہ نکاح کا جوڑا اتارنے جا ہی رہی تھی جب مسز عظیم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ رہبان کی پیکنگ کر دے تاکہ دیر نہ ہو جائے۔ رہبان باہر صارم کے ساتھ مل کر مہمانوں کو رخصت کر رہا تھا

اور وہ خود اپنی پیکنگ کر رہی تھیں اس لیے اسے رہبان کے کمرے میں بھیج دیا۔ وہ ان کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے رہبان کے کمرے میں آئی۔

اس نے سوچ سوچ کر رہبان کے کپڑے بیگ میں رکھنا شروع کیے۔ کپڑے رکھنے کے بعد باقی ضرورت کی چیزیں رکھنے کا ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی جب اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس کے دل نے دھڑکن مس کی۔ اس کی دروازے کی جانب پشت تھی سو وہ ویسے کی ویسے کھڑی رہ گئی۔ رہبان اپنے دھیان میں گم بالکل اس کے پیچھے پہنچ گیا۔ اس سے پہلے کے اس سے ٹکراتا اسے نامانوس سی خوشبو نے رُک جانے پر مجبور کر دیا۔ اپنے حواس میں لوٹنے پر سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر اس کے لب خود بخود مسکرا اٹھے ابھی آتے ہوئے وہ یہی تو سوچتا آیا تھا کہ کاش ایک نظر روینہ کو مزید دیکھ لیتا نکاح کے جوڑے میں اور اس کی یہ خواہش یوں پوری ہو گئی تھی۔

- زبے نصیب -

وہ آئے ہمارے کمرے میں خدا کی قدرت  
 کبھی ہم ان کو اور کبھی اپنے کمرے کو دیکھتے ہیں " اسے دیکھ کر  
 - شرارت سے شعر پڑھتے ہوئے وہ اس کے مقابل ہوا

وہ آنٹی نے کہا تھا کہ تمہاری ----- میرا مطلب ہے آپ کی "  
 پیکنگ کر دوں تو اسی لیے ---- " اس نے اپنی وہاں موجودگی کی وضاحت  
 دی۔ اس کے آپ اور تم کی تصحیح کرنے پر رہبان نے اسے غور سے  
 دیکھا۔ وہ نظریں جھکائے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے سیدھا اس کے  
 - دل میں اتر رہی تھی

آپ اتنی نروس کیوں ہو رہی ہیں۔ اس کمرے میں آنے کو آپ کو پورا "  
 حق ہے اور ان خوبصورت ہاتھوں پر اتنا ظلم تو مت کریں یا دیکھیں کیا  
 حال کر دیا ہے آپ نے۔ " اس کے دونوں ہاتھوں کو نرمی سے اپنی  
 ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس نے باری باری دونوں ہاتھ اس کے سامنے  
 کیے جو اس کے مسلنے کے باعث لال ہو رہے تھے۔ اس کے ہاتھ پکڑنے

پر اس کے رہے سسے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اس نے جلدی سے اپنے ہاتھوں کو چھڑانے کی کوشش کی جسے رسبان نے ناکام بنادیا۔

آپ تو اچھی خاصی بولڈ لڑکی ہیں یار۔ " اس کے بولڈ کہنے پر رویہ نے " اسے گھورا۔

اچھا چلیں جائیں آپ۔ " اس کے ہاتھوں کو چھوڑتے ہوئے اس نے " کہا تو وہ بھاگنے کے سے انداز میں وہاں سے نکلنے لگی جب اس نے دوبارہ بلایا۔

اچھا سنیں۔ " اس کے بلانے پر وہ رک گئی مگر مڑ کر نہیں دیکھا "۔

آپ مجھے تم کہہ کر بلا سکتی ہیں۔ " اس کے کہنے پر ایک دل فریب " مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا اور وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے شور مچاتی دھڑکنوں کو سنبھالتی وہاں سے چلی گئی۔

استغفار۔ میں تو اسے خاصا شریف سمجھتی تھی اور یہ تو نکاح ہونے " کے بعد سے اچھا خاصا لفنگا ہو گیا ہے۔ " باہر نکلتے ہی اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ اس نے دوسرے کمرے میں پہنچ کر چینج کیا اور اب اس

کارخ آئی کے کمرے کی جانب تھا جہاں ماما اس کا انتظار کر رہی تھیں۔  
اسے رہبان اور مسز عظیم کو حیات ہاؤس روانہ کرنے کے بعد ماما کو لے  
کر واپس جانا تھا جب کہ دادا دادی نکاح کے فوراً بعد ہی چلے گئے تھے۔

- اس نے ابھی دروازہ ناک کیا ہی تھا جب اس کا موبائل بج اٹھا

السلام علیکم جی؟ " اس نے ان کمنگ کال پر عاطف صاحب کا نام "  
جگمگاتا دیکھا تو بے زاری سے سلام کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں جی کہا۔  
ان کا سامنا ہونے پر یا ان کی کال آنے پر بھی اس کا منہ ایسے بن  
جاتا تھا مانو اس سے زیادہ بے زار انسان دنیا میں کوئی نہیں۔ آج کے دن  
وہ کتنی خوش تھی مگر عاطف صاحب کی اس کال نے اس کا سارا موڈ  
- غارت کر دیا تھا

کہاں ہو تم دونوں؟ میں کب سے انتظار کر رہا ہوں۔ " اس کے لہجے کی "  
بے زاریت کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے بس اتنا ہی پوچھا۔ آج کل  
انہیں روینہ کی مشکوک سرگرمیاں دیکھنے میں آرہی تھیں۔ انہیں اپنے  
ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ روینہ آج کل رہبان کے گھر بہت زیادہ آنے

جانے لگی ہے جس کا مطلب یہی تھا کہ وہ کچھ ایسا کر رہی ہے جو ان کے خلاف ہے ورنہ تو وہ جو کچھ بھی کرتی تھی انہیں پہلے سے بتا دیا کرتی تھی۔

وہ اصل میں میری ایک دوست کی شادی تھی تو میں ماما کو لے کر " وہیں آئی ہوئی ہوں۔ آپ تو جانتے ہیں ماما گھر میں اکیلی ہوتی ہیں تو بور ہو جاتی ہیں اس لیے میں انہیں اپنے ساتھ لے آئی ہوں۔ بس ہم یہاں سے نکل رہے ہیں۔" اس نے جلد از جلد اس کال سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہا۔ اس کے جھوٹ بولنے پر مسز عظیم اور ماما دونوں نے اشارے سے پوچھا کہ کون ہے؟۔ انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے دوسری طرف سے اچھا کا جواب سنتے ہوئے کال بند کر دی۔

۔ کون تھا؟" اس کے کال بند کرتے ہی ان دونوں نے یک زبان پوچھا " کون ہو سکتا تھا؟" اس نے اُلٹا ان سے سوال کیا تو مسز عاطف نے " گہری سانس لیتے ہوئے مسز عظیم کی طرف دیکھا



او کے بہن جی اب ہم چلتے ہیں۔ آپ لوگ بھی نکلیں پھر۔ ہم آپ " لوگوں کو چھوڑنے ضرور جاتے مگر آپ تو جانتی ہیں عاطف کو اگر ذرا بھی بھنک پڑ گئی تو اس نے سب کچھ درہم برہم کر دینا ہے۔ " انہوں نے معذرت کرتے ہوئے انہیں خدا حافظ کہا۔

-----

جیسے ہی وہ دونوں گھر پہنچیں عاطف صاحب کو انتظار کرتے پایا۔ آپ نے کھانا کھایا؟ " انہیں اپنا انتظار کرتے پا کر انہیں شدید کوفت " ہوئی۔ اب تو مسز عاطف کو خود بھی ان سے نفرت سی ہو گئی تھی۔ اس لیے وہ بھی روینہ کی طرح ان سے کم کم ہی مخاطب ہوتی تھیں۔ انہیں اس وقت بھی بروقت بہانہ مل گیا ورنہ ان کی تفتیش شروع ہو جاتی۔ انہیں ابھی نہیں کھایا۔ تم دونوں کا ویٹ کر رہا تھا۔ ملازمہ نے پوچھا " تھا کھانا لانے کا مگر میں نے منع کر دیا۔ میں چاہ رہا تھا آج ہم اکٹھے کھانا کھائیں اس لیے تو آج جلدی آگیا تھا۔ اب تم جلدی سے کھانا لگا دو۔ " انہوں نے روینہ کو اپنی نظروں میں رکھتے ہوئے اپنی بیوی کو مخاطب کیا۔

ان کی ہوس بھری نگاہوں کو رویہ کے جسم سے آوار ہوتا دیکھ کر مسز عاطف نے رویہ کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ انہیں افسوس ہوتا تھا اپنی بے خبری پر کہ اتنے سالوں تک وہ عاطف صاحب کی ان غلیظ نظروں کو کیسے نہیں پہچان پائیں۔

اما مجھے بھوک نہیں ہے اور نیند بھی آرہی ہے۔ میں سونے جارہی " ہوں گڈنائٹ بوتھ آف یو۔ " اس نے اما کے اشارے کو سمجھتے ہی فوراً بہانہ گھڑا ویسے بھی عاطف صاحب کی ان نظروں کو دیکھ کر اس کا غصہ آؤٹ آف کنٹرول ہونے لگتا تھا۔ اس نے وہاں سے چلے جانے میں ہی عافیت جانی۔ پھر کل سے تو اسے عاطف صاحب کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو منظرِ عام پر بھی لانا تھا۔

اس کے یوں بہانہ بنا کر وہاں سے چلے جانے پر عاطف صاحب نے اسے دور تک جاتے دیکھا تھا۔ ان کی نگاہیں ابھی تک اسی جانب تھیں جہاں سے رویہ ابھی گئی تھی مگر وہ کسی سوچ میں گم ہو گئے۔

آپ کے لیے کھانا کمرے میں لے چلوں یا یہیں کھائیں گے؟" انہیں " سوچ میں گم دیکھ کر انہوں نے فی الحال ایسی کسی بھی سوچ سے دور رکھنے کے لیے دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

ہاں یہیں لے آؤ۔" انہوں نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ جب کہ مسز " عطف کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

مجھے روینہ کو خبر دار کرنا ہوگا کہ وہ ان کے سامنے ذرا احتیاط کیا " کرے۔" کھانا گرم کرتے ہوئے وہ خود سے بڑبڑائیں۔

-----

مسز عظیم نے اسے کال کر کے بتا دیا تھا کہ وہ لوگ خیریت سے حیات ہاؤس پہنچ گئے ہیں۔ اس کے بعد کی وہ سوئی صبح پانچ بجے اٹھی تھی۔ نماز قرآن نے فارغ ہو کر وہ جاگنگ کی غرض سے گھر سے نکل آئی۔ آج تو وہ کچھ زیادہ ہی پھرتیلی ہو رہی تھی۔ وہ ابھی کچھ دور ہی گئی تھی جب اسے عطف صاحب کی آواز سنائی دی۔

مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی اس لیے مجھے تمہارے پیچھے آنا " پڑا۔ تمہاری ماں کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔ " اس کے ہم قدم ہوتے ہوئے بولے۔

کیا بات کرنی تھی آپ کو؟ " رُکے بغیر وہ بھاگتے ہوئے بولی۔ اس کو " - لہجہ استہزائیہ تھا

مجھے یہ پوچھنا تھا کہ اب رہبان کو کیا کرنا ہے۔ سنا ہے اس کی " ضمانت ہوگئی ہے۔ تم بتاؤ تم کچھ کرو گی یا میں خود کچھ کر لوں کیوں کہ اگر مزید دیر کی تو وہ میرے خلاف کچھ نہ کچھ کر گزرے گا اور میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا۔ " انہوں اس آگے رکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے قدم سے قدم ملانا ان کے لیے مشکل ہو رہا تھا اس لیے انہوں نے اس کے بھاگنے کا راستہ روک لیا۔ جس پر مجبوراً اسے بھی رکنا پڑا۔ ان کی بات پر اس کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔ وہ تو پہلے بھی رہبان کے ذرا سے نقصان پر آزرده ہو جاتی تھی اور اب تو اس کے ساتھ رشتہ ہی تبدیل ہو گیا تھا۔

اب کیسے وہ اس کا کوئی نقصان یا اس کی کوئی تکلیف برداشت کر سکتی تھی۔

نہیں آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے سوچ لیا ہے " کہ مجھے کیا کرنا ہے آپ بس چند دن انتظار کر لیں۔ " لہجے کو ہموار بناتے ہوئے اس نے معنی خیزی سے کہا

اوکے ٹھیک ہے۔ " انہوں نے کہا تو وہ جان چھوٹنے پر دل ہی دل " میں خوش ہوتے ہوئے ابھی دوبارہ بھاگنے کی تیاری کر ہی رہی تھی جب ان کی دوسری بات نے اسے رکنے پر مجبور کیا

اور ہاں یہ تم آج کل کیا کرتی پھر رہی ہو؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم " لاہور گئی تھی وہ بھی بنا بتائے۔ اور ایک دو اور جگہوں پر بھی تمہیں دیکھا گیا ہے۔ " انہوں نے مشکوک انداز میں اس کی طرف دیکھا

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے لاہور تو ایک کیس کے سلسلے میں جانا " پڑا تھا مجھے۔ " انہیں وضاحت دیتے ہوئے اس نے ان کی آدھی بات

گول کر دی۔ اس کی آدھی ادھوری وضاحت پر ان کو نا چاہتے ہوئے بھی  
- یقین کرنا پڑا

-----

اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے آج فاشلی میں اس عاطف کے خلاف " اریسٹ وارنٹ نکلوانے میں کامیاب ہو گئی۔ " وہ عاطف صاحب کے اریسٹ وارنٹ نکلوا کر جیسے ہی باہر نکلی بے ساختہ اس کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا موبائل نکال کر آنٹی اور ماما کو بھی یہ خوشخبری سنائی۔ اس کے بعد اس نے عاطف صاحب کو اریسٹ کرنے کے لیے مزید نفری بھی منگوائی اور انہیں عاطف صاحب کے آفس آنے کا کہہ کر خود بھی ان کے آفس کی طرف جانے والی سڑک پر گاڑی ڈال دی۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں موجود کالی بھینٹوں کو عاطف صاحب کے خلاف کر کے ان کے اریسٹ - وارنٹ جاری کروائے تھے

جب وہ ان کے آفس پہنچی تو اس وقت عاطف صاحب میٹنگ میں مصروف تھے۔ شیشے کے دروازے کی دوسری طرف کھڑے ہو کر اس نے زندگی سے بھرپور مسکراہٹ سے انہیں دیکھا اور بغیر دروازہ ناک کیے اندر چلی گئی۔ اسے سب عاطف صاحب کی بیٹی کی حیثیت سے جانتے تھے اس لیے کسی نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی جس کی وجہ سے وہ بلا جھجھک ان کے میٹنگ روم میں داخل ہو گئی تھی۔ اس کے بنا اجازت کے اندر داخل ہونے پر سب کی طرح عاطف صاحب نے بھی ناگواری سے اسے گھورا۔ وہ ان سب کو گھورنے کو نظر انداز کرتی سیدھا عاطف صاحب کے پاس گئی جو سربراہی کرسی پر بیٹھے کسی بارے میں بریفنگ دے رہے تھے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ان سب کے گھورنے پر انہیں اچھا خاصا جواب دے دیتی مگر اس وقت وہ جس قدر خوش تھی وہ اس خوشی میں ان سب کو معاف کر گئی۔ اس نے عاطف صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بغیر کوئی آواز نکالے پہلے ان کے ایک ہاتھ کو ہتھ کڑی میں جکڑا ہی تھا جب وہ چیخ کر بولے

روینہ یہ سب کیا کر رہی ہو تم؟ یہ کوئی مذاق کا وقت نہیں ہے۔ "

تمہیں نظر نہیں آ رہا میں یہاں میٹنگ میں بڑی ہوں؟ چلو کھولو مجھے

شاباش۔ " انہوں نے سب کو اپنی اور روینہ کی طرف دیکھتے پا کر آہستہ آواز

- میں دانت پیستے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی

مسٹر عاطف سیال یو آر انڈر اریسٹ۔ میں کوئی مذاق نہیں کر رہی آپ کو "

مسٹر عظیم اور میرے ماں باپ کے قتل کے الزام میں اریسٹ کیا

جاتا ہے۔ یہ تو صرف تین قتل ہیں ان کے علاوہ آپ کے باقی کارناموں

کے بارے میں بھی ثبوت ہیں۔ " اس نے انہیں ان کے کارنامے

گنوائے۔ جب کہ وہ اسے میرے باپ والی بات پر شک سے دیکھتے

- رہے

ارے بھئی میں آپ کو بتانا تو بھول ہی گئی کہ میں کافی عرصے سے "

جانتی ہوں کہ میرے اصل ماں باپ کے قاتل آپ ہیں اور یہ کہ میں

آپ کی بیٹی نہیں ہوں بلکہ آپ نے مجھے کس مقصد کے لیے پالا تھا وہ

بھی معلوم ہے مجھے۔ " انہیں اپنی جانب تکتا پا کر اس نے انہیں باور



کروایا کہ وہ ان کے بارے میں سب کچھ جانتی ہے۔ ان کی حیرت سے کھلی آنکھوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے ان کے دوسرے ہاتھ کو بھی ہتھ کڑی لگائی۔ اس کی اس حرکت پر ان کا منہ کھلا تھا

میں نے کہا تھا نا آپ کو کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو بھی " کروں گی میں خود کروں۔ دیکھ لیں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اپنا کہا پورا کر دکھایا ہے میں نے۔ " ان کے کھلے منہ کو ہاتھ سے بند کرتے ہوئے اس نے ان کے کان میں سرگوشی کی۔ اس کی بات پر وہ غصے سے بے قابو ہوتے ہوئے ہتھ کڑی لگے ہاتھوں سے ہی اسے مارنے کے لیے آگے بڑھے۔

نہ نہ نہ ایسی غلطی مت کیجیے گا۔ آن دیوٹی پولیس آفیسر پر ہاتھ " اٹھانے کی سزا یقیناً آپ جانتے ہی ہونگے۔ " تنفر سے کہتے ہوئے اس نے ان کے آگے بڑھے ہاتھوں کو پیچھے کی جانب جھٹکا اور وہاں موجود تمام لوگوں کو چہ لگوئیاں کرتے وہیں چھوڑ کر اپنی ٹیم کو لے کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

آپ کو کیا لگتا ہے میں نے اس بارے میں کچھ نہیں کیا ہوگا؟ مسٹر "عاطف آپ کے ساتھ ساتھ آپ ان تمام چمچوں کے بھی دن گئے جا چکے ہیں اور آپ کو کیا لگتا ہے وہ سب یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی آپ کی مدد کریں گے؟" اس نے بھنویں سکڑتے ہوئے شانے اچکا کر - سوال کیا۔ اس کے سوال پر انہوں نے صرف اسے گھورنے پر اکتفا کیا جی نہیں ان میں سے کوئی بھی اب آپ کی مدد کو نہیں آئے گا کیوں "کہ ہر کسی کو اپنا امیج بہت عزیز ہے اور آپ سکون سے یہاں رہیں میں آپ کے باقی دوستوں کو بھی بہت جلد آپ کے پاس لے آؤں گی۔ ابھی

کے لیے اللہ حافظ۔ وہ کیا ہے ناکہ میں آج کی بھاگ دوڑ سے کافی تھک چکی ہوں اور اب سکون سے سو سکوں گی۔" ان کے خاموش رہنے پر ان کا دل جلاتی اس وقت وہ انہیں زہر سے بھی پرے کی کوئی چیز لگ رہی تھی۔

اور ہاں آپ کی ضمانت نہیں ہو سکتی اس لیے کوشش بے کار " ہے۔" جاتے جاتے بھی ان کا جی جلانا نہیں بھولی تھی۔ وہ جو اس کے جانے کا انتظار کر رہے تھے تاکہ یہاں موجود کسی کو خرید کر اپنے وکیل کو بلا سکیں اس کی بات پر دیوار میں مکا رسید کر بیٹھے جہاں سے فوراً خون نکلنے پر درد کا احساس بھی شدت سے جاگا جب کہ وہ انہیں نظر انداز کرتی۔ کانسٹیبل کی طرف متوجہ ہوئے۔

یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان سے ملنے کوئی بھی نہ آنے پائے۔ اگر " کچھ ایسا ویسا ہوا تو میں آپ کی نوکری کی ضمانت نہیں دے سکتی۔" انہیں ہدایت دے کر وہ گھر چلی گئی جہاں ماما اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

گھر پہنچ کر اس نے اپنا اور ماما کا سامان پیک کیا اور حیات ہاؤس کے لیے روانہ ہو گئی۔ جب وہ دونوں وہاں پہنچیں تو اس نے دیکھا وہاں دادا دادی اور مسز عظیم کے علاوہ رہبان، صارم، اس کی دوستیں اور صارم کے گھر والے بھی جمع تھے۔ ان سب کی اپنے لیے فکر دیکھ کر تھکن کے باوجود اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے رہبان کے ساتھ صوفہ پر تھوڑے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے سب کو مشترکہ سلام کیا جب کہ مسز عاطف خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئیں۔ کسی نے بھی انہیں کچھ بھی کہنے سے گریز کیا۔ عاطف صاحب جیسے بھی تھے مگر کبھی ان کی محبت رہے تھے اور آج کی گرفتاری کے باعث وہ کچھ آزرده تھیں۔

روینہ تم ٹھیک ہو؟ چائے بنوا دوں تمہارے لیے کافی تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔ " اس کے چہرے پر تھکن کے آثار نمایاں تھے جنہیں دیکھ کر مسز عظیم نے اس سے پوچھا۔ ان کے پوچھنے پر رہبان نے گردن موڑ کر اپنے برابر کچھ فاصلے پر بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا جو سب کچھ اکیلے کر رہی

تھی۔ اسے کچھ دیر پہلے ماما نے ہی بتایا تھا کہ عاطف صاحب گرفتار ہو گئے ہیں۔ جب سے وہ لوگ روینہ کے گھر شفٹ ہوئے تھے روینہ ہی کی ہدایت پر وہ گھر سے ہی سارے بزنس کے امور سرانجام دے رہا تھا۔ عاطف صاحب کو روینہ کی مشکوک سرگرمیوں اور رہبان اور اس کی ماں کے یوں اچانک اپنے گھر سے غائب ہونے کے باعث معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے خلاف کچھ چل رہا ہے اور اسی وجہ سے ہی انہوں نے رہبان کی تلاش میں اس کے گھر پر بھی حملہ کروایا تھا جس کے باعث اس کے گھر کو کافی نقصان پہنچا تھا مگر پھر بھی عاطف صاحب کو یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ روینہ اس سب میں ملی ہوئی ہے۔ اسی بات کا فائدہ ہی تو اٹھایا تھا روینہ نے۔ ماما کے بتانے پر کہ عاطف صاحب کو گرفتار کر لیا گیا ہے جہاں اسے بے پناہ خوشی ہوئی تھی وہیں اسے پریشانی نے بھی آ گھیرا تھا کیوں کہ وہ ان کی جان پہچان سے واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عاطف کے ساتھی روینہ کی ٹوہ میں لگے ہوئے ہوں گے۔ وہ چاہ کر بھی - روینہ کو روک نہیں پارہا تھا

نہیں آنٹی میں بس کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتی ہوں۔ آپ ماما کا خیال " رکھے گا اس وقت وہ جذباتی طور پر ان سٹیبل ہیں۔ " انہیں جواب دے کر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے باقی سب سے بھی معذرت کی اور ایک نظر رہبان کو دیکھا جو سب سے نظر چرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کی جانب اچھال کر وہ صارم کی طرف متوجہ ہو گیا۔

صارم تو چل میرے ساتھ کمرے میں مجھے تجھ سے بات کرنی " ہے۔ " رویہ کے وہاں سے جانے کے بعد باقی سب بھی جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو اس نے صارم کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔

بابا ماما آپ سعدیہ کو لے کر گھر چلیں میں رہبان کی بات سن کر آ " جاؤں گا۔ " رہبان کے چہرے پر پریشانی بھانپتے ہوئے اس نے اپنے پیرنٹس کو مخاطب کیا جو جانے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے کہنے پر انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سعدیہ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

بھائی صاحب آپ کا شکریہ آپ لوگوں نے اس وقت میں اپنے پن کا " احساس دلایا۔ " مسز عظیم ان سب کو باہر گاڑی تک چھوڑنے گئیں تو بولیں۔

ارے بہن آپ بھائی بھی کہتی ہیں اور پھر شکریہ بھی کہتی ہیں۔ دنیا " چاہے جو کسے ہم پہلے بھی فیملی تھے اور اب بھی ہیں اور پھر روینہ تو ہماری اپنی بچی ہے۔ یہ جب جب سعیدہ سے ملنے آتی تھی ہم لوگوں سے بھی ملتی تھی۔ یہ ہماری بھی بیٹی ہے۔ اچھا اب چلتے ہیں۔ " صارم کے بابا نے رسائیت سے کہا جب کہ ان کی بیوی مسز عظیم کے گلے ملتیں۔ گاڑی میں جا بیٹھیں۔

-----

یار کیا پریشانی ہے اب تجھے سب کچھ اچھے سے تو ہو گیا ہے۔ " اس " کے پیچھے کمرے میں داخل ہوتے صارم نے دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔

صارم میں عاطف صاحب کو جانتا ہوں وہ حوالات میں ہیں تو کیا ہوا ان " کے کئی ساتھی ابھی بھی آزاد گھوم رہے ہیں اور روینہ جس طرح بغیر کسی فکر کے اکیلی گھر سے نکلتی ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ تو بتا میں کیا کروں؟ کچھ ایسا جس سے میں روینہ کی طرف سے بے فکر بھی ہو جاؤں اور اسے پتا بھی نہ چلے۔ " اس نے بے چینی سے ادھر ادھر چکر کاٹتے ہوئے صارم کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ تم دونوں جس طرح ایک دوسرے کی فکر میں گھلتے ہو مجھے تو لگتا ہے " ہماری رخصتی سے پہلے تم لوگوں کی رخصتی ہو جائے گی۔ " اسے ریلیکس کرنے کی غرض سے اس نے شرارت سے کہا تو رہبان کو اس کی بات پر تپ چڑھی۔ وہ اتنی اہم بات کر رہا تھا اور صارم بات کو ہوا میں اڑانے پر تولا ہوا تھا۔

شٹ اپ صارم یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔ مجھے بتا میں کی کروں؟ " " - صارم کو جھڑکتے ہوئے اس نے پھر سے اپنی پریشانی ظاہر کی



سوری۔ "اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اس نے صارم سے معافی مانگی۔"

اویار تجھے لگتا ہے مجھے تیری کوئی بات بُری لگ سکتی ہے؟ اچھا چل " چھوڑ پہلے تیری پریشانی کا حل نکالتے ہیں۔ " اسے یوں مضطرب سا ادھر ادھر چکر کاٹتے دیکھ کر صارم نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر اس نے محض نفی میں سر ہلا دیا۔

آں ہاں۔ مل گیا آئیڈیا۔ اگر تو اس پر عمل کرے گا تو تجھے ہر وقت " معلوم ہوتا رہے گا وہ کہاں آ جا رہی ہے اور کس وقت کہاں ہے۔ " ایک دم سے صارم کے شیطانی دماغ میں آئیڈیا آیا تو وہ اچھل کر یوں خوش ہوا جیسے کوئی خزانہ اس کے ہاتھ لگا ہو۔

اب بتا بھی دے۔ ایک تو میں تیری اس فضول کی سپنس پھیلانے والی " عادت سے سخت خائف ہوں۔ یہاں بندے کی جان سولی پہ لٹکی ہوتی ہے اور تجھے اپنی عادت کے برخلاف جانے میں موت پڑتی ہے۔ " بے زاری سے اس نے صارم کو ٹوکا۔

تو ایک عدد ٹریکر اس کے موبائل میں لگا کر اپنے موبائل سے کنیکٹ کر " دے بس - " صارم نے اس کی مشکل آسان کی۔ اسے بھی صارم کا - آئیڈیا پسند آیا

صاری سب سے بڑی پرابلم یہ ہے کہ میں ٹریکر ڈالوں گا کیسے؟ " سر " کھجاتے ہوئے اس نے مسکین شکل بنا کر صارم کو دیکھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ یہ کام وہ صارم سے کروائے گا مگر اس کا اشارہ سمجھتے ہی صارم بدکا میں کچھ نہیں کرنے والا۔ وہ کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے اگر اس کی " مرضی کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو۔ یار تیری تو بیوی ہے کسی بھی بہانے سے تو اس کا موبائل اڑا سکتا ہے۔ اچھا پہلے تو ٹریکر لے کر آ پھر دیکھیں گے بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنی کیسے ہے۔ ابھی میں چلتا ہوں - " -

میں کچھ کرتا ہوں اس بارے میں اور تو دیکھنا میں یہ کام کر لوں گا۔ " ہنہ تو میری مدد نہ کرنا۔ " مصنوعی ناراضگی سے منہ پھلاتے ہوئے اس

او کے میری روٹھی محبوبہ۔ "آنکھ دبا کر کہتے وہ باہر کی طرف بھاگا کہ لفظ "

- محبوبہ رہبان کو کس قدر ناپسند تھا

رہبان کہاں تھے تم؟ آج کل ہم سب کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے " اور تم ہو کہ روینہ کی ساری محنت پر پانی پھیرنے پر ٹٹے ہو۔ غضب خدا کا تم صبح کے گئے اب ایک بجے واپس آرہے۔ " اس سے پہلے کہ وہ چپکے سے اپنے کمرے میں جاتا۔ ماما نے اسے آواز دی جس پر وہ صرف منہ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ اب وہ انہیں کیا بتاتا وہ صبح سے کن کاموں میں لگا ہوا تھا۔

315

آپ اسے کیوں ڈانٹ رہی ہیں؟ میرا بیٹا بہت سمجھ دار ہے ضرور کوئی " کام ہوگا اسے۔ ہے نا؟ " رہبان کے چہرے پر مسکینیت طاری دیکھ کر انہوں نے اس کی سائیڈ لیتے ہوئے اس سے پوچھا تو اس نے محض ہاں میں سر ہلا دیا۔ مسز عاطف کے مداخلت کرنے پر ماما اسے گھورتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔

اوہ تھینک یو سوچ آنٹی آپ نے بچا لیا۔ " اس نے خوش ہوتے ہوئے " ان کا شکریہ ادا کیا۔

کوئی بات نہیں لیکن تم ذرا احتیاط کیا کرو۔ " اسے تاکید کرتے ہوئے " وہ بھی واپس چلی گئیں۔ ان کے جانے کے بعد وہ کچن میں پانی پینے کی غرض سے آیا جب روینہ کو وہاں کام کرتے دیکھ کر اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ جہاں تک اسے معلوم تھا روینہ کو کچن کے کاموں سے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔ ایک جھٹکا اسے تب لگا تھا جب روینہ نے پہلی بار شلوار قمیص پہنی تھی اور دوسرا جھٹکا آج اسے کچن میں کام کرتے دیکھ کر لگا تھا۔ اس نے بنا اسے احساس دلائے پانی کا گلاس پیا پھر یاد آنے

پر روینہ کا موبائل تلاش کرنے لگا۔ ادھر ادھر نظر دوڑانے پر اسے اسکا موبائل ٹیبل کے ایک طرف رکھا نظر آیا۔ لاکھ احتیاط کے باوجود جب اس نے بیٹھنے کے لیے کرسی کھینچی تو اس کی آواز پر روینہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔

کک۔۔۔ کچھ چاہیے تمہیں؟" اسے دیکھ کر نہ جانے کیوں اب اسے "نروس نیس ہونے لگتی تھی۔ اس نے ہکلاتے ہوئے دریافت کیا تو وہ جو اسے تنگ کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں تھا اس کے نروس ہونے سے محظوظ ہوتے ہوئے مسکرا کر بولا

وہ ایک کپ چائے اگر آپ بنا دیں تو۔۔۔۔۔۔" اس کا ارادہ چائے پینے "کا نہیں تھا لیکن پھر بھی اسے تنگ کرنے کی غرض سے کہا

آپ۔ میرا مطلب ہے تم باہر جا کر بیٹھو میں لاتی ہوں۔" اسے وہیں "کرسی کے پاس جما کھڑا دیکھ کر بولی کیوں کہ اس کی موجودگی میں کام تو ہونے سے رہا

آپ بنا دیں میں یہیں ویٹ کر لیتا ہوں پھر اپنی شریکِ حیات کو یوں "

گھریلو حلیے میں کام کرتے دیکھنا بھی تو ایک رومینس ہی ہے۔" شرارت سے کہتے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ اس کی بات پر روینہ کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔ اس نے بے بسی سے لب کاٹتے ہوئے رُخ دوبارہ چولہے کی طرف کر لیا تاکہ جلد از جلد اسے چائے بنا کر دے سکے۔ اسے رخ موڑنا دیکھ کر رہبان نے آہستہ سے اس کا موبائل اٹھا لیا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ ٹریکر لگائے کیسے۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے موبائل کو دوبارہ وہیں پر رکھا اور ٹیبل پر موجود پانی کا جگ اٹھانے کے بہانے موبائل کو ہاتھ مار کر نیچے گرا دیا۔ موبائل نیچے گرنے کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کا پسندیدہ موبائل نیچے فرش کو بوسے دے رہا تھا۔ اس نے تاسف سے پہلے نیچے گرے موبائل اور پھر حیرت سے اس کی شکل دیکھتے رہبان کو دیکھا۔



کروا لیا۔ اب بس اسے اس ٹریکر کو اپنے فون سے کنیکٹ کرنا تھا جو اس وقت رویہ کے پاس تھا۔ رویہ سے اپنا موبائل لیتے وقت اس نے دونوں موبائل فونز کو آپس میں کنیکٹ کر دیا۔ اب وہ بآسانی رویہ کی لوکیش دیکھ سکتا تھا۔

-----

ایک ماہ بعد

آج عاطف صاحب کے کیس کا فیصلہ ہونا تھا۔ رویہ نے اپنے پاس موجود تمام ثبوت اپنے وکیل کے حوالے کر دیے تھے۔ اس نے انہیں یقین دلایا تھا کہ عاطف صاحب کو ہر حال میں سزا دلوا کر رہے گا۔ اب سے کچھ ہی دیر میں جج اپنا فیصلہ سنانے والا تھا۔ کورٹ روم لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مدعیوں کی سیٹوں پر سب سے آگے رہبان اور اس سے ایک کرسی چھوڑ کر رویہ بیٹھی تھی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ ابتدائی کاروائی شروع ہو چکی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی اور پھر وہ لمحہ آن پہنچا جس کا وہ سب



بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ جج صاحب نے عاطف صاحب کو عمر قید کی سزا سنائی تھی۔ جس پر وہاں موجود تمام وکٹمز کی فیملیز نے شکر ادا کیا تھا۔ روینہ کے لیے یہ مرحلہ کافی تکلیف دہ تھا۔ اس نے عاطف صاحب کو باحیثیت باپ بہت چاہا تھا۔ اس لیے کسی کو بھی کچھ بھی بتائے بنا وہ چپکے سے وہاں سے نکل آئی۔ اس کا ارادہ کچھ دیر اکیلے رہ کر۔ خود کو سنبھالنے کا تھا۔

کیسے ہو داماد جی؟ "عاطف صاحب نے موقع پا کر اس کے قریب رکتے " ہوئے پوچھا۔ رہبان نے انہیں جواب دینے کی بجائے رخ موڑ لیا۔ وہ ان سے مخاطب بھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔

تم لوگ خوش مت ہو۔ میں اپنی شکست کو بدلہ لے کر رہوں گا۔ " " انہوں نے اسے بولنے پر اکسایا۔

اچھا کیا کر لیں گے آپ؟ آپ شاید بھول رہے ہیں آپ کی فیملی کے " علاوہ کسی کو بھی آپ سے ملنے کی اجازت نہیں ہے اور میرے خیال

کہتے ہوئے اس نے سر جھٹکا

داماد جی بڑے بھولے تم بھی۔ میں نے کب کہا کہ میں اب کچھ " کروی گا؟ میں تو پہلے ہی سب کچھ کر چکا ہوں - جو مجھے کرنا تھا۔ ہاہاہاہا۔"

کہتے ہوئے انہوں نے جناتی قہقہہ لگایا

- کیا مطلب؟ "ان کے انداز سے اسے گریڈ کا احساس ہوا تھا"

مطلب یہ داماد صاحب آپ کی لاڈلی بیوی جی کو تو میں بہت پہلے سے " بچ چکا تھا۔ اب تک تو وہ لوگ اسے لے جا چکے ہوں گے۔ آج کی ڈیٹ دی تھی میں نے ان ۔ اگر مجھے اس سے کوئی فائدہ نہیں تو تمہیں بھی پاک صاف بیوی نہیں ملے گی۔ خود سوچو وہ کس قدر خوبصورت ہے اور پھر ان چھوٹی کلی-----" انہوں نے خباثت سے کہا اس سے پہلے ان دونوں میں مزید کوئی بات ہوتی ایک پولیس والے عاطف صاحب کو - کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے

داماد جی جائے اپنی بیگم کو ڈھونڈیے کہیں دیر نہ ہو جائے۔" جاتے " جاتے انہوں نے مڑ کر کہا۔ اس کا دل کیا ابھی کے ابھی جا کر ان کا گریبان پکڑ لے مگر ابھی جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا وقت تھا۔ ان کے جانے کے بعد وہ سُن سا وہیں بیٹھا رہ گیا۔

رہبان کیا ہوا تمہیں؟ یہ تمہاری رنگت اتنی اڑی اڑی سی کی ہو رہی " ہے؟ وہ عاطف کیا کہہ رہا تھا؟ " ماما نے اسے گھر جانے کے لیے پکارا تو وہ حواسوں میں لوٹا۔ اس وقت انہیں روینہ کے متعلق بتا کر وہ انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سب کے خوشی سے دکتے چہروں کو دیکھا اور پھر مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ان سب کو واپس گھر لے آیا۔

ماما مجھے ایک ضروری کام ہے میں جا رہا ہوں۔ " ماما کو بتا کر وہ فوراً " بھاگا۔ اس کے پاس فی الحال وقت نہیں تھا کہ ماما کے یا باقی گھر والوں کے کسی بھی سوال کا جواب دیتا۔ گاڑی چلاتے ہوئے اس نے اپنے موبائل سے روینہ کی لوکیشن چیک کی جو شہر سے باہر کی آرہی تھی۔ صد

شکر تھا کہ ان لوگوں نے اس کے موبائل کو کہیں پھینکا نہیں تھا۔ اس نے صارم کو کال کر کے ساری صورتحال اس کے گوش گزار کی اور اسے پولیس لانے کا کہہ کر خود گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ کبھی بھی گاڑی چلاتے ہوئے کال نہ کرتا مگر اس وقت تو اس کی جان پہ بنی ہوئی تھی۔ جتنی ریش ڈرائیونگ کر سکتا تھا اس نے کی اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کی لوکیشن آرہی تھی۔ اس نے گاڑی کو دور ہی پارک کیا اور محتاط انداز میں عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ عمارت باہر کی نسبت اندر سے کافی نئی تھی۔ جدید چیزیں نصب ہوئی ہوئی تھیں۔ پولیس کے پہنچنے تک وہ روینہ کو ڈھونڈ چکا تھا جو ایک رسی سے بندھی نیم بے ہوشی میں تھی۔ پاؤں اور منہ سے خون نکل رہا تھا جب کہ ہاتھوں سے خون رس رس کر اب خشک ہونا شروع ہو گیا تھا۔ دو تین جگہوں سے کپڑے بھی پھٹ چکے تھے۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے اسے گھسیٹا جاتا رہا ہو۔ اس کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نمی بھر گئی۔ صارم نے روینہ کا حال دیکھا تو چپ چاپ اپنے کندھوں پر پر موٹی سی شال رسیبان

کی طرف بڑھا دی اور خود واپس چلا گیا۔ رہبان نے اپنے آنسو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ روتے ہوئے وہ آگے بڑھا اور صارم کی شال نرمی سے روینہ کو اچھے سے اوڑھا کر اسے اٹھا لیا۔ وہ اسے اٹھا کر گاڑی کی طرف دوڑا جب ایک پولیس افسر اس کے پاس آ کر اسے بتانے لگا کہ اس کی وجہ سے کتنی لڑکیوں کی عزتیں محفوظ ہوئی ہیں مگر وہ اس حالت میں نہیں تھا کہ اس کی کسی بھی بات کا جواب دے پاتا۔

“I am sorry officer. I am not in a position to answer you. Look she is my wife and she is bleeding, I have to go please.”

اس نے التجا کی۔ آفسیر نے اس کی قابل رحم حالت کو دیکھتے ہوئے اسے جانے کا راستہ دیا۔ صارم بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ آخر دو گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد ڈاکٹر نے روینہ کے ہوش میں آنے کی خوشخبری دی تو وہ سب سے پہلے شکرانے کے نوافل ادا کرنے بھاگا۔ گھر والوں کو بھی

اب اس نے انفارم کر دیا اور اب واپس آیا تو وہ نقاہت زدہ سی آنکھیں  
- موندے لیٹی ہوئی تھی

- فیلنگ بیڑ؟ "اس کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا "  
ہم اینڈ تھینک یو فار سیونگ می۔ "اس نے تشکر سے ہلکی آواز میں "  
کہا۔ اسے تھوڑا تھوڑا یاد تھا کہ اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے رسبان  
- کی آنسوؤں میں بھگی آواز سنی تھی

آپ کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے مجھے سونپا تھا تو پھر میں کیسے نہیں آتا "  
- آپ کے پاس؟ "اس نے مسکراتے ہوئے کہا

لیکن تمہیں کیسے پتا چلا تھا کہ میں کہاں ہوں؟ "اس نے وہ سوال "  
- داغا جس سے وہ بچنا چاہ رہا تھا۔ اس لیے چپ رہا

بتاؤ نا تمہیں کیسے پتا چلا تھا؟ "اس نے اپنا سوال دہرایا تو اس نے سر "  
- جھکاتے ہوئے اسے ساری بات بتا دی

- تم نے جان بوجھ کر میرا موبائل توڑا تھا؟ "اس نے خفگی سے پوچھا "

ہاں تو مجھے آپ کی فکر تھی۔ شکر ہے میں نے پہلے ہی انتظام کر لیا " تمہا ورنہ پتا نہیں آج کیا ہو جاتا۔ آپ کو بے ہوش دیکھ کر میری جان نکلنے والی تھی۔ اللہ کا شکر ہے آپ ٹھیک ہیں۔ " اس نے اس کے ہاتھ پر احترام بھرا بوسہ دیا۔

باقی سب کہاں ہیں؟ " اس کی حرکت سے خائف ہوتے ہوئے اس " نے دریافت کیا۔ رہبان کے جواب دینے سے پہلے سب دروازہ بجاتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو رہبان منہ بنا کر باہر نکل گیا۔ اس کے ناراضگی سے منہ پھلا کر باہر جانے پر روینہ مسکرا دی۔

### پانچ سال بعد

اما اس اذلان کے بچے کو دیکھیں مجھے تنگ کر رہا ہے۔ " چار سالہ رُحما " نے اپنے سے تین منٹ بڑے بھائی کی شکایت لگائی۔ وہ اپنی نوٹ بک پر کوئی ڈرائنگ بنانے میں مصروف تھی اور اذلان چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کرکٹ کھیلے اس کے انکار پر وہ اس کی دونوں پونیوں کو کھینچ کر

بکری کہہ رہا تھا جس پر وہ تپ کر سیدھی روینہ کے پاس پہنچ گئی تھی۔ روینہ اس وقت رہبان کے کپڑے الماری میں سیٹ کر رہی تھی۔ اس نے الماری کو ویسے ہی کھلا چھوڑا اور ان دونوں آفتوں کو مسکرا کر دیکھا۔ جو ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے۔

اذلان آپ کو پاپا نے کیا سمجھایا تھا کہ چھوٹی بہن کا خیال رکھنا ہے اور " آپ خود اسے تنگ کر رہے ہیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ " اس نے اذلان کو اپنے سامنے کرتے ہوئے ناراضگی سے کہا۔ اس کی ناراضگی بھلا وہ چھوٹا بچہ کہاں برداشت کر سکتا تھا اس لیے فوراً اس نے کان پکڑ کر بہن سے سوری کہا۔

سوری روجی۔ بٹ ماما پاپا نے تو کہا تھا کہ جب کوئی اسے تنگ کرے " تب اس کا خیال رکھوں۔ پاپا نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میں بھی اسے تنگ نہ کروں۔ " معصومیت سے کہتا وہ اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔



اذلان بہن کو نہ خود تنگ کرنا ہے اور نہ دوسروں کو تنگ کرنے دینا " ہے اوکے؟" اس نے مسکراتے ہوئے اسے سمجھایا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چلو اب آپ دادو اور نانو کے پاس جا کر بیٹھو میں یہ کپڑے سیٹ کر " لوں پھر آپ لوگوں کے لیے نوڈلز بنا کر دوں گی۔" ان دونوں کی صلح کروا کر انہیں مسز عظیم اور مسز عاطف کے بھیج کر وہ پھر سے اسی کام میں لگ گئی جو وہ پہلے کر رہی تھی۔ جب سے یہ دونوں بچے اس کی گود میں آئے تھے اس نے اپنی نوکری چھوڑ دی تھی۔ رہبان کے لاکھ منع کرنے کو باوجود اس نے نوکری چھوڑ دی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس نوکری کے لائق نہیں ہے اور پھر اسے دو دو بچوں کو بھی سنبھالنا ہے۔

رہبان آفس سے واپس آیا تو سب کو سلام کرنے اور بچوں کو پیار کرنے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ ان پانچ سالوں میں آفس سے آنے کے بعد جب تک وہ روینہ کو دیکھ نہ لیتا اسے سکون نہیں ملتا تھا۔

السلام علیکم۔۔ کیسی طبیعت ہے آپ کی؟ آج کا دن کیسا رہا؟" یہ " بھی اس کی عادت بن چکی تھی کہ اس سے ملنے کے بعد سلام کرنا اور پھر اس کی طبیعت اور سارے دن کا حال احوال سننا۔ ابھی بھی اس نے اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے اس کے سر پر بوسہ دیا۔ اس کی حرکت پر وہ بلش ہوتے ہوئے اس کی پہنچ سے دور ہوئی۔

سب ٹھیک تھا۔ اللہ کا شکر ہے۔ تھینک یو رہبان میری زندگی میں آنے " کے لیے۔ اگر تم نہ ہوتے تو پتا نہیں میری لائف کیسی ہوتی۔ تم کسی نیکی کا انعام ہو اللہ کی طرف سے۔ " ہمیشہ کی طرح والا جواب دیا تھا اس نے۔

بیوی جی آج تو بتا دیں آپ کو مجھ سے محبت کب ہوئی تھی؟ " اس " نے آج پھر ضد کی۔ اسے ہمیشہ سے یہی جاننا تھا کہ روینہ کو اس سے محبت کب ہوئی۔

تمہیں یاد ہے جب پہلی بار مجھے جینز شرٹ میں دیکھ کر صارم بھائی نے " مجھ پر کمنٹ کیا تھا اور تم نے انہیں سمجھایا تھا؟ " اس نے سوالیہ نظروں سے رہبان کو دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تب پہلی بار تمہاری محبت نے میرے دل کے دروازے پر دستک دی " تمہی جسے میں اگنور کرتی رہی تھی۔ " اس کے اظہار پر رہبان نے اسے بے ساختہ اسے کندھے سے لگا لیا۔ روینہ نے طمانیت سے آنکھیں بند کر لیں کیوں کہ وہ جانتی تھی اب اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی ان دونوں کو جدا نہیں کر سکتا۔

-----

ختم شد







